PDFBOOKSFREE.PK

واقعہ کربلا اور اُس کا پسِ منظر

مؤلف: محمد عطاء اللہ بندیالوی
امیر تحریک دفاع صحابہ پاکستان

مستند تاریخی حوالہ جات کی روشنی میں افراط و تفریط سے
ہٹ کر واقعہ کربلا کی صحیح تصویر۔

تحریک دفاع صحابہ پاکستان

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
(ا)	انتساب	6
(ب)	تقریظ (مولانا محمد حسین نیلوی مدظلہ)	7
(ج)	تقریظ (قاضی محمد یونس انور مدظلہ)	13
(د)	عرض مصنف (19) سیدنا حسینؓ کے مقابل یتیم ہونگے	31
۱	شیعہ فرقہ کی بنیاد کس نے رکھی؟	36
۲	حضرت علیؓ کا دورِ خلافت	48
۳	حضرت علیؓ کوفہ میں	55
۴	حضرت حسنؓ تختِ خلافت پر	64
۵	اسلامی بحری بیڑا اور حضرت معاویہؓ	80
۶	حضرت معاویہؓ پر پہلا اعتراض	85
۷	حضرت معاویہؓ پر دوسرا اعتراض	95
۸	کیا یزید واقعی فاسق تھا؟	111
۹	حضرت محمد بن علی کا فیصلہ	118
۱۰	یزید کے فسق وفجور کی روایات اور اُنکی حقیقت	128
۱۱	واقعہ کربلا	130
۱۲	شیعانِ کوفہ کے خطوط حضرت حسینؓ کے نام	133
۱۳	حضرت مسلم کی کوفہ روانگی	139
۱۴	حضرت حسینؓ کی کوفہ جانے کی تیاری	140

جملہ حقوق بحق المکتبۃ الحسینیہ محفوظ ہیں

نام کتاب: ـــــــ واقعہ کربلا اور اسکا پس منظر

مصنف: ـــــــ علامہ محمد عطاء اللہ بندیالوی

کاتب: ـــــــ منظور محمد فاروق انصاری

تاریخ اشاعت: ـــــــ فروری ۱۹۹۱ء

پریس: ـــــــ الضاد پریس سرگودھا

تعداد: ـــــــ ۱۱۰۰

قیمت: ـــــــ 160/= روپے

www.pdfbooksfree.pk

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
143	مسلم کے قتل کی اطلاع	۱۵
150	حضرت حسینؓ کی تین شرائط	۱۶
155	کیا کربلا کا معرکہ کفر و اسلام کا معرکہ تھا؟	۱۷
163	حضرت حسینؓ کوفہ کی بجائے دمشق کی راہ پر	۱۸
171	کیا کربلا میں پانی تھا؟	۱۹
176	قاتلانِ حسینؓ کون تھے؟	۲۰
178	حضرت حسینؓ کا بیان	۲۱
183	حضرت علی بن حسینؓ کا بیان	۲۲
186	حضرت زینبؓ بنت علیؓ کا بیان	۲۳
188	حضرت فاطمہ بنت حسینؓ کا بیان	۲۴
189	حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا بیان	۲۵
192	شیعوں کا اعتراف جرم	۲۶
194	شیعانِ عالم کو ہمارا چیلنج	۲۷
196	کیا یزید قاتل حسینؓ ہے؟	۲۸
206	واقعۂ کربلا کا مختصر تجزیہ	۲۹

کتابیات

قرآن مجید	جلاء العیون
بخاری شریف	مجالس المومنین
عمدۃ القاری	خلاصۃ المصائب
البدایہ والنہایہ	الارشاد
ابن جریر طبری	کتاب الشافی
ابن خلدون	کشف الغمہ
ازالۃ الخفاء	نہج البلاغۃ
تحفہ اثنا عشریہ	رجال کشی
تاریخ ابن خلکان	ناسخ التواریخ
کافی	اخبار ماتم

www.pdfbooksfree.pk

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

مَیں اپنی اِس تصنیف کا انتساب اُمّتِ مسلمہ کی اُس مشہور و معروف شخصیت کے نام کر رہا ہوں جو عظیم بھی ہے اور مظلوم بھی۔

عظیم اس طرح کہ سیدہ فاطمہؓ کا نُورِ نظر اور سیدنا علیؓ المرتضیٰ کا لختِ جگر ہے۔ آنحضرتؐ کا محبوب نواسہ اور راکب بر دوشِ رسولؐ ہے۔ ایک سے زائد بار جناب امام الانبیاءؐ نے اپنی لعابِ دہن اِس کے مُنہ میں ڈالا تھا۔

اور مظلوم اِس لحاظ سے کہ شیعانِ کوفہ نے وفاداری سے بھرپور ہزاروں خط تحریر کر کے کوفہ آنے کی انہیں دعوت دی اور پھر غدّاری، مکّاری اور بے وفائی کرتے ہوئے انتہائی بے رحمی اور سفّاکی سے شہید کر دیا۔

لاکھوں سلام ہوں سیّدنا علیؓ کے بہادر اور شجاع فرزند پر۔

اللہ کی ان گنت لعنت ہو سیّدنا حسینؓ کے قاتلوں پر۔

محمد عطاء اللہ بندیالوی

خطیب جامع مسجد سیّدنا معاویہؓ

فاروقِ اعظم روڈ سرگودھا

تقریظ

استاذ العلماء فخر الاتقیاء محققِ دوراں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی سیّدی وسندی **محمد حسین** شاہ صاحب نیلوی سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی، صدر مدرس و شیخ الحدیث جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ الحمد للہ تعالیٰ ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ تتوالیٰ اَمّا بعد!

"واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر" مصنّفہ حضرت مولانا عطاء اللہ صاحب بندیالوی۔ مَیں بوجہ اشغالِ کثیرہ مکمل نہیں دیکھ سکا... لیکن اس کتاب کے منظرِ عام پر آتے ہی چند لوگوں کے دلوں میں چھپے ہوئے تشیع کا ظہور ہُوا۔ چنانچہ اس کتاب کی تردید میں جس طرح اور لوگوں نے اقدام کیا، اُسی طرح ہمارے پڑوس ہی سے ایک پمفلٹ نے "فسقِ یزید" کے نام سے جنم لیا، جس میں صاحبِ پمفلٹ نے اپنی دیرینہ دبی ہوئی آگ کو پھر ہَوا دے کر سلگانے کی ناکام کوشش کی ہے... یہ پمفلٹ ان کے ظہورِ تشیع کی واضح دلیل بھی ہے کہ آج تک اہلِ تشیع کئی پمفلٹ میں بغضِ صحابہؓ کا اظہار کر چکے ہیں لیکن صاحبِ پمفلٹ نے کبھی ان کو جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کی... اب جونہی یہ کتاب مارکیٹ میں آئی تو اس کی تردید میں اتنی جلدی...؟ صرف اس لیے کہ اہلِ تشیع خوش

www.pdfbooksfree.pk

ہوں اور ان کو اپنا ہم نوا سمجھیں جب کہ ان کے اکابر تعزیہ تابوت کو کندھا دینے کے لیے بھی تیار تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ علامہ صاحب نے یہ کتاب اہلِ تشیع کی تردید میں لکھی تھی .... اگر کوئی سُنّی کہلانے والا اس کے خلاف قدم اٹھاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے وہ تشیع سے پوری طرح متاثر ہے .... پھر اس شخص کا ہمیں خارجیت یا ناصبیت کا طعن دینا روافض کی تقلید ہے اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آج ہمارے ماحول میں سُنّی کی رگ رگ اس زہرِ ہلاہل سے متاثر ہے۔

ہم اہلِ سنت اللہ کے فضل و کرم سے نہ خارجی ہیں اور نہ ناصبی اور نہ روافض۔ اور کسی شخص کے الزام دینے اور نام رکھنے سے واقعی وہی نہیں ہو جاتا .... شربت کا نام شراب رکھ دو، بکرے کا نام خنزیر، تو کیا وہ شربت شراب اور بکرا خنزیر ہو جائے گا؟ ... کسی عورت کو ماں کہنے سے وہ حقیقی ماں نہیں بن جاتی۔ مخالفین مختلف قسم کے الزام صرف اس لیے دیتے ہیں تاکہ عوام مشتعل ہوں اور نفرت پھیلے، لیکن اب عوام جہالت کی دلدل سے نکل کر علم کی روشنی سے مستفید ہو رہے ہیں وہ کسی کے مکر و فریب کے جال میں پھنس نہیں سکتے۔ وہ حق و باطل میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

یاد رکھیے! ہمارا مشن دوسرے مشنوں (ردِ پرویزیت، ردِ مرزائیت ردِ بریلویت، ردِ انکارِ فقہ، ردِ عیسائیت، ردِ آغاخانیت اور ردِ روافض) کے ساتھ ساتھ دفاعِ صحابہؓ اور دفاعِ ابناءِ صحابہؓ بھی ہے۔ جب بھی کسی نے اصحابِ رسولؐ کے خلاف قدم اٹھایا ہم اس کا مُنہ توڑ جواب دینا

اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ہاں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مخالفین کے پمفلٹ ہم تک پہنچتے نہیں یا دیر سے پہنچتے ہیں تو ہم جواب دینے سے معذور ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ کسی شخص کے متعلق عدل، فسق، صدق، کذب وغیرہ اُمور کی مدار اطلاعات پر ہوتی ہے۔ علمائے ربانیین کو جیسے اطلاع ملتی تھی ویسے وہ اس شخص کے متعلق اپنے ریمارکس دیتے تھے .... اور یہ بات اہلِ علم پر مخفی نہیں ہے کہ ایک ہی راوی کو ایک محدث ثقہ کہتا ہے اور اسی راوی کو دوسرا محدث غیر ثقہ قرار دیتا ہے اور یہی حال یزید کا ہے کہ یزید کے خلاف اس قدر منظم پروپیگنڈہ کیا گیا کہ جس سے بہت لوگوں کو دھوکہ لگا اور بڑے بڑے عُلماء اس سے متاثر ہوئے۔ مگر جب حقیقتِ حال کسی کو معلوم ہوئی تو وہ اصل بات سمجھ گئے اور اس غلط پروپیگنڈہ کا رد کیا۔ ان علماء نے دیکھا کہ یزید تابعی تھا اور اس نے کئی صحابہ کی زیارت بھی کی اور شاگردی بھی۔ اور آنحضرتؐ کا فرمان ہے کہ جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا ان پر جہنم کی آگ حرام ہے (مشکوٰۃ صہ ۵۵۴ بحوالہ ترمذی)

اسی لیے علمائے تحقیق تحریر کرتے ہیں وَلَا یَخْفٰی اَنَّ اِیْمَانَ یَزِیْدَ مُحَقَّقٌ (شرح فقہ اکبر صہ ۸۸) وَنِسْبَۃُ الْکُفْرِ اِلٰی یَزِیْدَ بْنِ مُعَاوِیَۃَ حَرَامٌ (نزہۃ الخواطر صہ ۵۱۴ ج ۲)

اور ارشادِ نبوی سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابی کا بیٹا مومن ہی ہے۔ اور پھر تمام اصحابِ رسول میں سے کسی ایک صحابی کا بیٹا دکھاؤ جو دینِ اسلام سے پھر گیا ہو؟

www.pdfbooksfree.pk

اگر نہیں دکھا سکتے ہو تو تمام اصحابِ رسول میں سے صرف سیدنا معاویہؓ کا فرزند دلبند یزید ہی تھا جو دینِ اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کر گیا .... بیت اللہ میں بُت پھر سے نصب کر دیے .... توحید و رسالت سے منہ موڑ گیا .... دین کا حلیہ بگاڑ دیا .... مذہب اسلام کی بدنامی کا باعث بنا .... اور صحابہ کرامؓ میں سے سوائے حضرت سیدنا حسینؓ کے کسی نے اس کے خلاف تحریک نہ چلائی۔ تو اس طرح شیعہ در پردہ ہماری زبان سے یہ نکلوانا چاہتے ہیں کہ صرف حضرت حسینؓ ہی تھے جو اپنے ناناؐ کے دین کو بچانے کے لیے میدان میں آئے .... قربانی دی .... خود شہید ہوئے .... کنبہ ذبح کرا دیا .... مگر بڑے بڑے صحابہ جو شمعِ رسالت کے گرد اگرد پروانوں کی طرح رہتے تھے، وہ سب ایسے وقت میں جب دین کے دشمنوں کی حکومت قائم ہو گئی تھی چُپ سادھے بیٹھے رہے، جن میں ابنِ عباسؓ، ابنِ عمرؓ، ابنِ جعفر طیارؓ، ابنِ عمرو بن العاصؓ، ابو موسیٰ اشعریؓ، جابر بن عبداللہؓ، محمد بن جعفرؓ، عون بن جعفرؓ، عقیلؓ بن ابی طالب، ابو سعید خدریؓ سب کے سب بے دین ہو گئے اور آنحضرتؐ کی وہ حدیث بھول گئے؛

کہ جو شخص تم میں سے کسی بُرائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے .... ہاتھ سے روکنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر زبان سے منع کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو دل میں اسے بُرا سمجھے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

پھر یہ بھی تو دیکھو کہ مقابلہ اور مخالفت تو تھی یزید سے جو شام میں

رہتا تھا لیکن حضرت حسینؓ اس سے لڑنے کوفہ پہنچ گئے .... پھر کمال یہ ہے کہ حضرت حسینؓ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور اثنائے سفر کہیں بھی یہ نہیں کہ یزید کافر ہے .... یا وہ فاسق و فاجر ہے .... اس نے ارکانِ اسلام کا انکار کر دیا ہے .... توحید باری تعالیٰ کو چھوڑ کر بت پرست بن گیا۔ رسالتِ محمدیہ کا منکر ہو گیا .... اپنی مملکت میں حدودِ شرعیہ کا نفاذ ختم کر دیا .... دینِ اسلام خطرات میں گھرا ہوا ہے اور تمام اصحابِ رسول (معاذ اللہ) گونگے بن گئے ہیں اور اپنے اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے ہیں .... اس لیے میرا فرض ہے کہ اٹھوں اور اس کفر کا منہ توڑ جواب دوں .... اور نہ ہی حضرت حسینؓ نے اکابر صحابہ سے اس بارے میں مشورہ کر کے ان کو اپنے ساتھ ملایا .... اور نہ ہی کوئی صحابی ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوا .... بلکہ شیر خوار بچوں اور عورتوں کو لے کر جا رہے ہیں۔ کہاں؟ کوفہ میں۔ کیوں؟ حکومت وقت سے ٹکر لینے .... بھلا شیر خوار بچے اور عورتیں کیا جہاد کریں گی جب کہ حضور انورؐ نے فرمایا عورتوں کا جہاد تلوار سے نہیں بلکہ حج کرنا جہاد ہے۔

میں کہتا ہوں یہ سب تاریخ کی غلط بیانیاں ہیں جس تاریخ کی ہر بات آج کے عوام الناس قرآن و سنت سے زیادہ سچی اور قابلِ اعتماد سمجھتے ہیں۔ ان کا ایمان قرآن و حدیث کے بجائے مجوسیوں اور اہلِ تشیع کی جھوٹی من گھڑت تاریخ پر ہے .... جب کہ قرآن و سنت کا ماننا فرض اور انکار کفر ہے اور تاریخ کا ماننا کرنا فرض و واجب نہیں اور اس کا انکار کفر بھی نہیں .... بلکہ ایسی تاریخ جس سے صحابہؓ اور صحابہؓ کی اولاد کے بارے میں بدظنی پیدا ہو

www.pdfbooksfree.pk

اس کا ماننا حرام ہے کیونکہ قرآن ببانگِ دہل صحابہ کرام کی تعریفیں کر رہا ہے۔ اور احادیث میں صحابہ کرام کی اولاد کو جنتی کہا گیا ہے.... لیکن جھوٹی اور من گھڑت تاریخ انھیں جہنمی کتے قرار دیتی ہے.... اسی لیے اہلِ تشیع کا دارو مدار تاریخ پر ہے اور اس کے برعکس اُمتِ مسلّمہ کا مایۂ ناز ذخیرہ علم قرآن وحدیث اور اجماعِ امت اور قیاسِ مجتہد ہے۔ اسی لیے اہلِ سنت وجماعت قرآن کی رُو سے تمام صحابہ کو جنتی اور ان کی اولاد کو بھی بلاشک جنتی سمجھتے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ عطا اللہ بندیالوی نے اپنی کتاب "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" میں جو کچھ لکھا ہے وہ اصل میں تدریجی انداز ہے جس میں تاریخ سے بھی صرف وہ حوالے لیے گئے ہیں جو قرآن وحدیث کی تائید میں ہیں تاکہ لوگوں کے ذہن میں حق بات آہستہ آہستہ ڈالی جائے۔ مگر تعجب کی بات ہے کہ دوا ابھی حلق میں ہی تھی کہ عوام کالانعام نے اگلنا شروع کر دیا کیونکہ معدہ بہت ہی زہر آلود تھا۔

اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا ہے کہ وہ مسموم ذہنوں کو شفا عطا فرمائے اور قرآن وسنت کے حقیقی علاج سے ان کو مستفید فرمائے اور اللہ تعالےٰ علامہ صاحب کو استقامت اور ربطِ قلب عطا فرمائے تاکہ وہ اپنے مسلکِ حق پر آخر دم تک ڈٹے رہیں اور لایخافون لومۃ لائم کا مصداق بنیں اور لوگوں کا دل بھی مسلکِ حق کی طرف مائل فرمائے تاکہ سعادتِ ابدیہ نصیب ہو۔

محمد حسین غفرلہٗ (جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا)

تقریظ

مجاہدِ ملت، مفسرِ قرآن، فاضلِ اکمل قاضی **محمد یونس انور** صاحب خطیب
مسجد شہداء شارع قائداعظم لاہور۔ ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تسخیر وفتوحات کے دَور میں عرب فاتحین کو اتنی فرصت نہ مل سکی کہ اپنے تاریخ ساز عمل کی روئیداد خود مرتب کر سکتے۔ تاریخ سازی جیسی ہمہ گیر مصروفیت کیساتھ تاریخ نویسی کے لیے فرصت اور فکر ونظر کی یکسوئی کا حاصل ہونا بھی ممکن نہ تھا.... اسلامی فتوحات میں حاصل شدہ عجم کے جنگی قیدیوں کی خاصی تعداد نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے غلامی اور نومسلمی کی بدولت ملنے والی فرصت وسہولت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روایات بنانے اور لکھنے کا آغاز کیا۔ محکومیت ومغلوبیت کے سبب قلبی بغض ونفرت ناگزیر ہے۔ ان حالات میں جو آتش انتقام ان کے سینوں میں سلگ رہی تھی اس کو ٹھنڈا کرنے کے لیے عرب فاتحین خصوصًا اصحابِ رسول ﷺ کے سنہرے کردار کو ان نام نہاد مؤرخین نے نہایت مکروہ صورت میں پیش کیا۔ منافقانہ ذہن وقلم کی مشترکہ کاوش کے نتیجہ میں فرضی ومن گھڑت کہانیوں اور واہی تباہی روایات کی وہ بھرمار کی گئی جسے روایات کے انبار میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

روایات سازی کے اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان روایات میں "فاتحین صحابہؓ" کے ساتھ کیونکر انصاف کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

چونکہ عہد خلافت میں خاندانِ "بنو امیہ" کو مرکزی کردار کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اس لیے اس خاندان کے افراد کو ان عجمی "روایات سازوں" نے اپنے تبرائی گولہ باری کا سب سے زیادہ نشانہ بنایا تاکہ وہ اپنے سینوں میں دہکتے ہوئے "انتقامی انگاروں" کو سرد کر سکیں۔

عجمی منافقین نے سوچے سمجھے "انتقامی پروگرام" کے پیش نظر روایات گھڑیں اور بعد کے سہل انگار مؤرخین نے پنساریوں کی طرح صحیح و سقیم اور ضعیف و من گھڑت کہانیاں اپنی مؤلفات میں جمع کر دیں۔ ان تاریخ نویسوں میں ابنِ اسحٰق، واقدی، کلبی اور ابو مخنف جیسے وضاع و کذاب بھی ہیں اور طبری، دینوری، مسعودی و یعقوبی جیسے تقیہ باز رافضی بھی۔ مجلسی جیسے بدبخت جلے کٹے سبائی بھی ہیں اور ابنِ سعد، ابنِ ہشام، بلاذری، ابنِ کثیر و سیوطی جیسے ناقل اور رطب و یابس جمع کرنے والے سنی بھی۔

ان لوگوں نے اپنے اپنے رجحانِ طبع اور نظریہ و پروگرام کے مطابق "تاریخی خدمات" سرانجام دیں۔ ان سے حق بیانی کی امید عبث ہے۔ ان کی تالیفات پر نقد و جرح کے بغیر روایات کو جمع کرنے والوں کو صحابہؓ تو کُجا انبیا علیہم السلام کا پاکیزہ کردار بھی صاف نظر نہیں آئے گا..... ان پر تو کوئی تعجب نہیں۔

البتہ حیرت و تعجب ان اہلِ نقد و نظر پر ہے جو روزہ، نماز، حج زکوٰۃ اور بیوع وغیرہ معاملات میں تو علم و فن کی کامل مہارت اور ردّ و قبول کی تمام اصولوں کو کام میں لا کر ضرورت سے زیادہ تنقیح و تنقید کر گزرتے ہیں۔

لیکن عہدِ صحابہؓ کے تاریخی واقعات کی تحقیق کے سلسلہ میں علم و فن بلکہ عقل و شعور کے تمام سوتے سوکھ جاتے ہیں۔ اس مرحلہ میں کتاب و سنت اور روایت و درایت کے تمام تر تقاضے فراموش کر کے ہر قسم کی واہی تباہی روایات و حکایات کو بے سوچے سمجھے اس طرح قبول کر لیا ہے گویا کہ یہ ایسا عقیدہ و ایمان ہے جس پر نہ کسی قسم کی گفتگو کی جا سکتی ہے نہ اس کے خلاف سننے کی کوئی گنجائش ہے۔

واقعہ کربلا بھی صدرِ اول کے ان واقعات میں سے ہے جسے سب سے زیادہ شہرت ملی۔ علامہ ابنِ خلدون کے بقول جو واقعہ دنیا میں جس قدر مقبول ہو گا، اتنی ہی افسانہ سرائی اسے اپنے حصارِ تخیل میں لے لے گی..... آج یہ واقعہ بھی ایک افسانہ کی صورت اختیار کر گیا جسے در حقیقت "زیبِ داستاں" کے لیے بہت زیادہ بڑھایا چڑھایا گیا..... یہ "خدمت" اپنوں بیگانوں سب نے یکساں انجام دی۔ سانحہ کربلا کا افسانہ سب سے پہلے ایک کٹر رافضی جسے آئمہ رجال حدیث نے "شیعی محترق" کٹر شیعہ دروغ گو کذاب کہا ہے نے تقریباً ایک سو سال بعد گھڑا ہے۔ جسے بعد میں ابن جریر طبری نے "قال ابو مخنف" کی تکرار کے ساتھ اپنی کتاب میں شامل کیا اور طبری سے دوسرے مؤرخین نے نقل کیا۔ اس طرح اس موضوع و من گھڑت افسانے کو اعتبار کا

www.pdfbooksfree.pk

وجہ حاصل ہوگیا۔ حادثہ کربلا کے وقت ابومخنف کا دنیا میں وجود ہی نہ تھا۔ امام ذہبی نے اس کا سنِ وفات ۱۷۰ھ بتاتا ہے۔ (میزان الاعتدال صفحہ ۳۶۰ جلد ۲) آج جو شخص بھی اس موضوع پر خامہ فرسائی کرتا ہے تو اس کا سہارا طبری، مسعودی ابنِ اثیرؒ ابنِ کثیر وغیرہ کتب ہوتی ہیں۔ جب کہ معلوم ہو چکا ہے کہ ان سب کے پاس جو مواد ہے وہ سارے کا سارا ابومخنف، لوط بن یحیی ازدی متوفی ۱۷۰ھ کا ہے۔ اس بدقماش کٹر رافضی کذاب کے گھڑے افسانے کی بنیاد پر خیر القرون کے بے گناہ لوگوں کو مطعون کرنا کہاں کی دیانت ہے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ حادثہ کربلا کے بعد کسی شخص نے بشمول خاندانِ حضرت حسینؓ اس ظلم کا ذمہ دار امیر یزید بن معاویہؓ کو نہیں ٹھہرایا۔ نہ کوئی تحریک برپا کی۔ کسی مخالف نے اپنی مخالفت کے اسباب میں اس حادثہ کو شامل نہیں کیا... یہ کارستانی سب سے پہلے ابومخنف کذاب نے کی۔ بعد ازاں اس کی نوک پلک سنوار کر ابنِ جریر طبری نے اس افسانے کی تشہیر کی۔ پھر نام نہاد اندھے مورخین اس سے نقل کرتے چلے گئے۔ طبری کے بارے میں بلند پایہ محدث حافظ احمد سلیمانی کا یہ قول درست ہے۔ کَانَ یَصنَعُ لِلرَّوَافِض۔ رافضیوں کے لیے روایتیں گھڑتا تھا۔ اپنی تاریخ میں حضرت معاویہؓ جیسے جلیل القدر صحابی پر لعنت کا لفظ لکھنے والا کیسے سنی ہو سکتا ہے اور شیعہ شعار کے مطابق مزعومہ اماموں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام کتاب میں جا بجا موجود ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ سبائی گروہ کی بقا کا انحصار ہی تو اس واقعہ کی افسانوی رنگ آمیزی و تشہیر پر ہے۔ مگر حیرت یہ ہے کہ "اہلِ سنت" اور صحابہ کرام

کی عظمت کے علمبردار بھی شعوری و لاشعوری طور پر سبائی گروہ کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔ محرم الحرام میں مسجد و امام باڑہ میں چنداں نمایاں فرق نہیں ہوتا۔ ایک ہی ٹون میں آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ سب میں قدرِ مشترک یہ ہوتی ہے کہ یزید بن معاویہؓ اس سانحے کا ذمہ دار ہے۔ پھر روافض کے انداز میں نام نہاد سنی بھی یزید کا ملعون جملہ پلید اس کے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ اس وقت حضورِ اکرم کی بشارات صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کی مدح و تعریف کے مسلمہ حقائق سب نظر انداز کر دیے جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سانحہ کربلا کے سلسلہ میں سیدنا حضرت حسینؓ سیدنا علیؒ بن حسینؓ المعروف زین العابدینؒ، سیدہ فاطمہؒ بنت حسینؓ، سیدہ زینب بنت علیؓ تو کوفی سبائیوں کو ذمہ دار قرار دیں اور کوفیوں کے خلاف احتجاج کریں مگر متحرک و بے دماغ اجسام والے سنی یزید بن معاویہؓ کو موردِ الزام ٹھہرائیں۔ فوا اسفا۔ کاش یہ مدعیانِ علم اہلِ تشیع کی اپنی کتاب احتجاج طبرسی ہی دیکھ لیتے۔ ... مگر جو لوگ بغض و ضد میں اندھے ہو چکے ہوں ان سے حق طلبی و حق بیانی کی امید کہاں ... لیکن سچ سچ ہی ہوتا ہے، کبھی نہ کبھی ظاہر ہو کر ہی رہتا ہے۔ مخالفتوں کے طوفان میں بھی اپنا جائز مقام حاصل کر لیتا ہے۔

علم دشمنی اور جہل دوستی کے اس دور میں بھی اگرچہ قلیل مگر کچھ خوش نصیب لوگ موجود ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر" کے مؤلف علامہ عطاء اللہ بندیالوی ایسے ہی جرأت مند انسان ہیں جنہوں نے سانحۂ کربلا جسے سبائیوں اور ان کے ہم نواؤں نے مکذوبہ روایات کے تہ در تہ دبیز پردوں میں چھپا رکھا تھا روایت و درایت کے مسلمہ اصولوں اور عقل و شعور کی

کی روشنی میں لاکر ایک طرف تطہیرِ تاریخ کا اہم فریضہ سرانجام دینے کی سعادت حاصل کی تو دوسری جانب متلاشیانِ حق پر عظیم احسان کیا۔ اس عظیم کارنامہ سرانجام دینے پر لائق مصنف صدہا تحسین و تبریک کے مستحق ہیں۔

علامہ بندیالوی کو پروردگارِ عالم نے صرف پُر تاثیر زبان و بیان کی نعمتوں سے مالامال نہیں کیا بلکہ انھیں خوبصورت قلم و تحریر کی بھرپور صلاحیتوں سے بھی بہرہ ور فرمایا ہے۔ کتاب ہر انصاف پسند کے لیے دعوتِ فکر ہے۔ انصاف و دیانت سے بہرہ مند ہر شخص اس کے مندرجات سے اتفاق کرے گا .... ضدی اور ہٹ دھرم کے لیے پیغمبر کی دعوت بھی مفید نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی محنت کو قبول فرماکر بھٹکے ہوئے انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ۔ آمین یارب العالمین۔

محمد یونس انور خطیب مسجد شہداء
و ناظمِ اعلیٰ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ لاہور
۷، ذی قعدہ ۱۴۱۲ھ ۱۱، مئی ۹۲ء
یوم الاثنین بعد الظہر

عرضِ مُصنف (طبع دوئم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جب میں نے "واقعۂ کربلا اور اس کا پس منظر" کتاب تحریر کی تھی تو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ مجھ جیسے کم علم اور کم فہم کی تصنیف کو اس قدر پذیرائی ملے گی۔ اور اتنی جلدی اس کے دوسرے ایڈیشن کے لیے تیاری کرنا ہو گی۔

یہ محض خالقِ کائنات کا فضل و کرم ہے کہ میری تصنیف کو عوام الناس اور خواص نے قدر کی نگاہ سے دیکھا.... ملک کے دور دراز شہروں میں کتاب کی مانگ بڑھتی چلی گئی.... علمائے کرام نے تعریفی خطوط لکھ کر ہمت افزائی کی.... صاحبانِ فکر و نظر نے سراہا.... اربابِ علم و فضل نے داد دی.... مولانا علامہ سید عطاء المحسن بخاری بن امیرِ شریعت کی سرپرستی میں شائع ہونے والے ماہنامہ "نقیبِ ختمِ نبوت" نے تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"محترم مولانا محمد عطاء اللہ بندیالوی کی زیرِ تبصرہ تالیف بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے اور اس موضوع پر موجود تحقیقی و علمی کتب میں ایک وقیع اضافہ ہے۔ مولانا کے بیان کا انداز سہل، دلنشیں، مدلل اور باحوالہ ہے"

خصوصاً نوجوان ذہن نے میری اس تصنیف سے بھرپور استفادہ کیا.... اور برسوں سے جھوٹے پروپیگنڈے کی بنا پر دل و دماغ پر جمی ہوئی زنگ آہستہ آہستہ اترنے لگی.... انھوں نے انتہائی آسان عام فہم اور سادہ اندازِ تحریر کو دیکھا.... دلائل کی قوت اور طرزِ استنباط سے مستفیض ہوتے پھر اسے خداداد عقل کی کسوٹی پر پرکھا تو صحیح حقائق ان پر واضح ہو گئے.... اور جھوٹ کی قلعی کھل گئی.... انہوں نے کتاب کے مطالعہ کے بعد محسوس کیا کہ کربلا کا مستند اور اصل واقعہ کیا تھا اور آج تک ہمارے واعظین اور نام نہاد مؤرخین اسے کس انداز میں عوام کے سامنے پیش کرتے آ رہے ہیں.... وہ پیشہ ور واعظین کہ خانۂ خدا میں یہ واقعہ بیان کر رہے ہوں تو ایسے محسوس

www.pdfbooksfree.pk

ہوتا ہے کہ ہم کسی مسجد میں نہیں غلطی سے امام باڑہ میں آ گئے ہوں گے۔ ایک ذاکر اور سنی واعظ میں فرق و امتیاز مشکل ہو گیا ہے .... دونوں کا انداز گفتگو ایک جیسا .... طرز استدلال میں مماثلت .... قصے خوانی، جھوٹے افسانے اور شعر و شاعری میں یگانگت .... دوہڑے اور ماہیے میں برابری .... راگ اور مُرکیاں، دونوں کے دلائل ایک جیسے .... دونوں کا عقیدہ و نظریہ ملتا جلتا .... صرف معمولی سا فرق جتنا س اور ش میں ہوتا ہے۔

یہی وہ واعظین اور مقررین ہیں جو جھوٹے قصے ... افسانے ... جھوٹی روایات اور بے سروپا واقعات سُنا کر عوام کو امام باڑوں کے دروازوں تک پہنچاتے ہیں اور پھر اندر کھڑے ذاکر سے کہتے ہیں کہ انھیں یہاں تک ہم لائے ہیں، آگے تم جانو اور تمھارا کام!

قارئینِ گرامی! یہاں اگر میں ان لوگوں کا شکریہ کے ساتھ تذکرہ نہ کروں تو زیادتی ہوگی جنھوں نے تقریر و تحریر میں .... مجالس و محافل اور رسائل و اخبارات میں میری تصنیف کی پُر زور مخالفت کی .... کمر کس کر اور ہاتھ دھو کر میدان میں اترے پھر دلائل کا خانہ گالیوں سے پُر کیا .... طعن و تشنیع، الزامات اور تبرّا کا بازار گرم کیا۔ لوگوں کو کتاب پڑھنے سے روکا .... اشتہارات شائع کر کے اس کتاب سے لاتعلقی کا اعلان کیا۔

ان مہربانوں کا شکریہ اس لیے ضروری ہے کہ ان کی مخالفت سے کتاب کو مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی .... جتنی مخالفت ہوئی اتنی ہی کتاب کی مانگ بڑھتی گئی .... اور کسی شاعر نے غالباً اسی لیے کہا تھا۔ ؎

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

ان مخالفین میں کچھ دوست بھی تھے، کچھ دشمن بھی، کچھ اپنے بھی تھے کچھ

پرائے بھی .... شیعہ کم تھے لیکن سنی نما شیعہ زیادہ تھے .... ان میں ان پڑھ اور عقل و خرد سے محروم واعظ بھی تھے .... یتیم العقل مفتی بھی .... فہم و فراست سے بے نصیب خطیب بھی اور منبر و محراب کے مذہبی منافق بھی .... لوگوں کے نذرانوں پر پلنے والے .... اور تقدس کے نام پر معصوم عصمتوں سے کھیلنے والے گدی نشین بھی ... لیکن ہم نے ہر سطح پر ان کا مقابلہ کیا .... تقریر و تحریر میں اور اخبارات و رسائل کے صفحات میں ہم نے انھیں دلائل و براہین کے ذریعے ناک آؤٹ کیا .... ہم نے ان کی وہ دکھتی رگیں پکڑیں کہ وہ تلملا اُٹھے .... اور گرو کے ساتھ اس کے چیلے بھی صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ ہو گئے۔

حیف اور تعجب ہے کہ آج جن لوگوں نے ابو مخنف کذاب کی خوشہ چینی کرتے ہوئے یزید کو کافر، فاسق و فاجر .... پلید اور نہ جانے کیا کچھ کہا، ان کی اپنی عملی حالت یہ ہے کہ مریدوں سے لوٹی ہوئی حرام کی کمائی ان کی جزوِ بدن ہے۔ اُن کے مصنوعی تقدس کی چادر کے نیچے حوا کی کتنی بیٹیاں بے آبرو ہوئیں اور ان کے درباروں کے سنگ مرمر سے مزین فرش اپنے اندر کتنی سسکیاں دبائے ہوئے ہیں .... لباسِ خضر میں راہزن اور ڈاکو .... ہاں ہاں آج جن لوگوں نے فسقِ یزید کی تسبیح پڑھنا کارِ ثواب سمجھ رکھا ہے ان کی اپنی عملی زندگی یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام کی نیازیں کھاتے .... نذرانے وصول کرتے .... مدارس کے چندوں سے کوٹھیاں بناتے اور پھر گلچھرے اڑاتے ہیں .... مزاروں اور قبروں کو سجدہ گاہ بنا کر شریعت کا منہ چڑاتے ہیں .... ہر ہندوانہ رسم کو مشرف بہ اسلام کر کے اسے عقیدت و محبت سمجھتے ہیں .... غیر اللہ کے لیے علمِ غیب .... حاضر و ناظر اور مختارِ کل جیسے شرکیہ عقائد اپنائے ہوئے ہیں .... یہ ہوئی نا؟ مزے کی بات کہ ایک مشرک اور بدعتی شخص یزید کو اس لیے اچھا نہیں سمجھتا کہ وہ فاسق تھا۔

ہم جانتے ہیں کہ کچھ نیک دل علما نے اپنی تحریروں میں یزید کی طرف فسق

www.pdfbooksfree.pk

کی جو نسبت کی ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ تاریخ کی مستند اور صحیح کتب ان تک
سکیں اور مدت کے شیعی پروپیگنڈے نے اپنا کام دکھایا.... ان علمانے تحقیق
کی ضرورت محسوس نہیں کی اور دوسرے علمی اور اہم مشاغل کی وجہ سے وہ اس طرف
توجہ نہ دے سکے۔ آپ یہ پڑھ کر یقیناً حیران ہوں گے کہ ماضی قریب کے نامور
اور سیرت النبی کے مؤلف علامہ شبلی نعمانی کو البدایہ والنہایہ اور مستدرک
دستیاب نہ ہو سکیں (سیرت النبیؐ صہ۴۲ جلد اول)

ہاں جن مؤرخین اور علمانے تحقیق وجستجو سے کام لیا اور روایات کو پرکھا،
ان کی کتب فسق یزید کے عنوان سے خالی نظر آتی ہیں بلکہ انھوں نے یزید کا دفاع کیا،
اس کی صفائی پیش کی.... اور تعریف وتوصیف کے ساتھ اس کا ذکر کیا.... اور وہ
یزید کی مدح سرائی کیوں نہ کرتے کہ وہ تابعی تھا جس نے سینکڑوں اصحاب رسولؐ
کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں.... اسے صحابیٔ رسولؐ اور کاتب وحی
کے بیٹے ہونے کا شرف حاصل ہے.... اس کا دادا اور دادی دونوں آنحضرتؐ
کے فیض یافتہ صحابی اور منظورِ نظر تھے..... ہاں یزید کو رشتے میں حضور انورؐ سے
یہ قرب حاصل ہے کہ اس کی پھوپھی (امِ حبیبہؓ) امّ المومنین کے مرتبے پر فائز ہیں
اور اس لحاظ سے رحمتِ کائناتؐ یزید کے پھوپھا لگتے ہیں۔

محققین علماء یزید کی تعریف وتوصیف پر اس لیے بھی مجبور تھے کہ وہ جانتے
تھے کہ سینکڑوں اصحابِ رسولؐ نے یزید کے ولی عہد بنائے جانے کی تائید کی اور
پھر اس کے ہاتھ پر بیعتِ ولی عہدی اور بیعت خلافت کی تھی اور ان بیعت کرنے
والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ارقم، حضرت جابر بن عبداللہ انصاری
حضرت کعب بن عمرو انصاری.... حضرت انس بن مالک، حضرت اسامہ بن زید
حضرت جابر بن تمیک، حضرت مالک بن ربیعہ، حضرت ثاقب بن ضحاک، حضرت
ابو واقد لیثی، حضرت ابو قتادہ انصاری، حضرت رافع بن خدیج، حضرت قیس بن سعد

حضرت عثمان بن حنیف انصاری، حضرت براء بن عازب، حضرت ابوسعید خدری
حضرت زید بن ارقم، حضرت صفوان بن معطل، حضرت سلمہ بن اکوع، حضرت عبداللہ
بن ابی اوفیٰ، حضرت معقل بن یسار، حضرت عوف بن مالک، حضرت حکیم بن حزام،
حضرت عدی بن حاتم، حضرت ابوہریرہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن
عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت سمرہ بن جندب، حضرت ولید بن
عقبہ، حضرت سعد بن العاص، حضرت نعمان بن بشیر، حضرت ضحاک بن قیس، حضرت
معاویہ بن خدیج، حضرت عبیداللہ بن عباس، حضرت مالک بن حویرث (رضی اللہ عنہم اجمعین)
اور ان کے علاوہ سینکڑوں مشہور ومعروف صحابہ شامل تھے۔

جن علمانے تحقیق وجستجو سے کام لیا وہ دیکھ رہے تھے کہ ۵۱، ۵۲، ۵۳ھ میں
مسلسل تین سال یزید کو امیرِ حج بننے کا شرف حاصل ہوا (البدایہ والنہایہ صہ۲۲۹ جلد ۸)
اگر وہ اس منصب کے لائق نہیں تھا تو اس وقت کے ہزاروں مسلمانوں، جن میں صحابہ
کرامؓ اور حضرت حسینؓ بھی شامل تھے اسے بطور امیرِ حج کیوں قبول کیا؟

جہادِ قسطنطنیہ کے موقع پر ہزاروں اصحابِ رسول اور دیگر مسلمانوں نے
یزید کی قیادت اور سرداری کو قبول کیا اور شاملِ لشکر ہوئے۔ ان میں فاروقِ اعظمؓ
کے فرزند حضرت عبداللہ، آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہؓ بن عباس،
حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، میزبانِ رسول حضرت ابوایوب انصاری اور سیدنا
علی المرتضیٰ کے دونوں بہادر فرزند حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) بھی تھے..... دیکھیے
البدایہ والنہایہ صہ۱۵۱ جلد ۸۔

اس لشکر کو رحمتِ کائناتؐ نے مغفرت وبخشش کی خوشخبری دی تھی (بخاری)

اس سفر میں حضرت ابوایوب انصاریؓ کا انتقال ہوا۔ انھوں نے وصیت کی
تھی کہ میرا جنازہ یزید بن معاویہؓ پڑھائے۔ چنانچہ یزید نے ان کے جنازے کی امامت
کی اور حسنین کریمینؓ نے اس کی اقتدا میں نماز ادا کی (البدایہ والنہایہ صہ۵۸ جلد ۸)

تحقیق وجستجو کرنے والے علما جانتے تھے کہ حضرت حسینؓ کے چچا زاد بھائی

www.pdfbooksfree.pk

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی بیٹی امِ محمد کا نکاح یزید سے کیا تھا (جمہرۃ الانساب)
اگر یزید قابلِ لعنت شخص تھا تو انھوں نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں کیوں دی؟
صرف بیٹی اس کے نکاح میں نہیں دی بلکہ واقعہ کربلا کے بعد ایک موقع پر حضرت عبداللہ
بن جعفرؓ یزید کے دربار میں آئے۔ یزید نے انھیں دو لاکھ وظیفہ دیا تو انھوں نے یزید
کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا "میرے ماں باپ تجھ پر قربان (انساب الاشراف)

حضرت حسینؓ نے بھی کسی موقع پر یزید کو فاسق و فاجر.... اسلام کا دشمن
دین کا باغی نہیں کہا.... اور نہ وہ یزید کی متفقہ قائم شدہ خلافت کا تختہ الٹ دینا
چاہتے تھے بلکہ وہ تو شیعانِ کوفہ کے فریب میں آ گئے تھے اور دورانِ سفر جب ان پر
شیعانِ کوفہ کا مکروفریب.... عیاری اور جھوٹ ظاہر ہوا تو وہ یزید کی بیعت پر رضامند
ہو کر عازمِ دمشق ہو گئے تھے لیکن شیعانِ کوفہ نے محسوس کیا کہ اس طرح تو مکروفریب
سے بنا ہوا ہمارا جال تار تار ہو جائیگا اور مسلمانوں کا اتحاد ہماری موت کا سبب بن
جائیگا.... تو انھوں نے ایک گھناؤنی سازش کے مطابق یکبارگی حملہ کر کے قافلہ حسینی
کو تہ تیغ کر دیا۔

مولانا ابوالکلامؒ فرماتے تھے کہ لوگ جرم کا ارتکاب کرتے ہیں تو جیل کی ہوا
کھاتے ہیں لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل اس لیے جانا پڑا کہ انھوں نے جرم
کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس طرح ہم کہتے ہیں کہ عام لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت
حسینؓ کو شہید اس لیے کیا گیا کہ وہ یزید کی بیعت سے انکاری تھے حالانکہ حقائق پکار
پکار کر کہہ رہے ہیں کہ سیدنا حسینؓ کو شہید اس لیے کیا گیا تھا کہ وہ یزید کی بیعت
کرنے پر راضی اور آمادہ ہو گئے تھے لیکن شیعانِ کوفہ آڑے آ گئے اور خانوادۂ علیؓ
کو انتہائی بے دردی اور سفاکی سے خاک و خون میں تڑپا دیا۔

قارئین کرام.... میری تصنیف کا مرکزی عنوان یزید کی صفائی پیش کرنا یا اس کی
تعریف و توصیف کرنا نہیں تھا یہ تذکرہ تو ضمناً آ گیا اور مخالفین نے آسمان سر پر اٹھا

لیا.... بلکہ میری تصنیف کا مقصدِ وحید واقعۂ کربلا کی صحیح اور مستند تصویر پیش کرنا تھا۔
.... ایسی تصویر جو افراط و تفریط سے مبرا ہو اور عوام کے دل و دماغ پر پڑے ہوئے
دبیز پردے سرکا دے.... اور یہ حقیقت آشکار کرنی تھی کہ آج جو لوگ محرم الحرام کے
مہینے میں غم اور سوگ کا اظہار کرنے کے لیے کپڑوں کو کالا کر لیتے ہیں.... سینہ کوبی
کرتے.... انگاروں پر چلتے.... زنجیروں سے بدن زخمی کرتے.... گریبان
چاک کر کے ماتم اور بین کا بازار گرم کرتے ہیں.... جن کے گھروں کی چارپائیاں الٹی
ہو جاتی ہیں.... غم کی مجلس منعقد کرتے.... ہائے حسین ہائے حسین کی دردناک
آوازیں نکالتے.... خانوادۂ علی المرتضیٰؓ کا نام لے کر روتے ہیں.... دراصل یہی
عیار اور مکار قافلہ حسینی کے قاتل ہیں لیکن اپنے اس مکروہ جرم پر پردہ ڈالنے
اور اہلسنت عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے انھوں نے حبِ حسینؓ کا لبادہ اوڑھ
لیا ہے اور چہرے پر عشقِ اہلبیت کا ماسک پہن لیا ہے۔ میں نے اپنی اس تصنیف
میں ان کی اپنی معتبر ترین کتب سے ان کو اصلی چہرہ دکھایا ہے، صرف آئینہ سامنے
رکھا ہے کہ ظالمو! اپنے چہرے پر بدنما داغ.... مکروہ دھبے اور چیچک کے
نشان دیکھ لو.... لیکن ؂

آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے۔

کربلا کے چشم دید گواہوں نے حضرت حسینؓ اور ان کے گھرانے کے قاتلوں
کی نشان دہی کی تھی اور وہ صرف اور صرف شیعانِ کوفہ تھے۔ آپ تفصیل کتاب
میں پڑھ لیں گے انشاءاللہ۔

آج یزید کو مطعون کرنے کے لیے واقعۂ حرہ کا رونا سب سے زیادہ رویا جاتا
ہے۔ اس واقعہ کو بنیاد بنا کر دنیا جہان کے جھوٹ کے پلندے منبر و محراب کی زینت
بنتے ہیں.... مسندِ نبویؐ کے وارث، موضوع من گھڑت اور شیعہ راویوں کی حکایات
خوفِ خدا سے عاری ہو کر بے دھڑک عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں اور اس واقعہ
کا ذمہ دار یزید کو ٹھہرا کر تبرا اور نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے.... لیکن آئیے دیکھتے ہیں

www.pdfbooksfree.pk

کہ سیدنا حسینؓ کے فرزندِ ارجمند حضرت علیؒ بن حسین (زین العابدین) اور ... پانچویں امام کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔

ایک شخص نے امام محمد باقرؒ سے واقعۂ حرہ کے بارے دریافت ... ان کے گھرانے کا کوئی فردِ یزید کی فوج سے لڑنے کے لیے نکلا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ نہ خاندانِ ابوطالب کا کوئی فرد لڑنے کے لیے نکلا اور نہ ہی خاندانِ عبدالمطلب میں سے کوئی شخص مقابلے میں آیا۔ سب کے سب اپنے اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ جب حضرت مسلم بن عقبہؒ (لشکرِ یزید کے سالار جو صحابیِ رسول تھے) بغاوت کچلنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت زین العابدین ان کے پاس آئے۔ مسلم بن عقبہؓ نے ان کی عزت و تکریم کی اور کہا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤں۔ یہ سُن کر حضرت زین العابدینؒ نے فرمایا: "وَصَلَ اللّٰہُ اَمِیرَ المُؤمِنِینَ یَزِیدَ" اللہ تعالیٰ امیرالمومنین یزید کو اپنی رحمت میں ...

طبقات ابنِ سعد ص ۲۱۵

قارئینِ گرامی قدر! اس حوالے کو ایک بار پھر پڑھیے اور ضد و عناد سے کنارہ کش ہو کر فیصلہ کیجیے کہ اگر واقعۂ حرہ کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہوتی تو سیدنا حسینؓ کے بہادر و شجاع فرزند لشکرِ یزید کے سالار سے ملنے کبھی نہ آتے اور اگر ملنے آہی گئے تھے تو پھر یزید کے لیے رحمت کی دُعا کبھی نہ کرتے ... امیرالمومنین کے خوبصورت لقب سے یاد نہ فرماتے ...... سیدنا حسینؓ کے فرزند کی دُعا نے ثابت کر دیا کہ واقعہ حرہ میں تمام تر قصور اور غلطی ان لوگوں کی تھی جو بغاوت پر آمادہ ہوئے۔ لشکرِ یزید (جس کی قیادت صحابیِ رسول کر رہے تھے) نے تو بغاوت کو کچلنے کے لیے کارروائی کی تھی ...... آواز دو انصاف کو ... دست بستہ سوال کرو ارباب حل و عقد سے کہ مسلمانوں کی متفقہ حکومت کے خلاف چند لوگ بغاوت کو کچلنے کے لیے مناسب کارروائی کرے تو قصور کس کا ہوگا؟

... یوں کا یا حکمرانِ وقت کا؟

۱۹۸۰ء میں چند شرارتی لوگوں نے بیت اللہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ طواف رُک گیا ... اذان بند ہو گئی۔ تقریباً تیرہ دن جماعت نہ ہو سکی ...... پھر حکومتِ وقت نے کارروائی کی۔ ٹینک داخل ہوئے، گولیاں چلیں، بیت اللہ کو بھی ایک دو گولیاں لگیں۔ ... حکومتِ وقت نے بغاوت پر قابو پا لیا۔ باغی گرفتار ہوئے ...... انھیں پھانسی کی سزا دی گئی ...... خدا کو حاضر ناظر جان کر فیصلہ دیجیے کہ قصور کس کا تھا؟ ...... بیت اللہ کی بے حرمتی کا ذمہ دار کون ہے؟ باغی یا سعودی حکومت؟ ہر صاحبِ انصاف کا فیصلہ یہی ہوگا کہ جنھوں نے بغاوت کی وہی ذمہ دار ہیں اور جنھوں نے بغاوت کو کچلنے کے لیے کارروائی کی وہ بیت اللہ کی بے حرمتی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح واقعہ حرہ میں غلطی اور قصور باغیوں کا ہے۔ یزید کے لشکر نے تو اسی بغاوت کو ختم کرنے کے لیے کارروائی کی تھی۔

آج ہر دو رکعت کا ملاں ...... پیشہ ور واعظ ...... منبر و محراب کے لیے ... خطیب سنی نما شیعہ قاضی و نعمانی ... کئی لال کالے شاہ اپنی تقریر و تحریر ... یزید کو کافر ...... کبھی فاسق و فاجر اور شراب نوش کہہ کر لعنت کی تسبیح پڑھنا کارِ ثواب سمجھتے ہیں اور کوئی نام نہاد محقق کہتا ہے کہ کوئی اہلسنت یزید کی تعریف نہیں کرتا ...... جان کی امان پاؤں تو ہاتھ جوڑ کر ان محققین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یزید کے دور میں جتنے اصحابِ رسول زندہ تھے ان میں سے کسی ایک نے بھی یزید کے خلاف خروج کیا؟ یا خروج کو جائز قرار دیا؟ ان میں سے کسی ایک نے بھی نہ یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کی نہ لعنت کا حکم دیا۔ هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين۔

اصحابِ رسول کے بعد تابعین اور تبع تابعین کا مقدس دور آیا لیکن کسی ایک تابعی اور نہ تبع تابعین میں سے کسی ایک نے یزید کو کافر کہا نہ فاسق و فاجر اور نہ اس پر لعنت کے جواز کے قائل ہوئے۔

اہل سنت کے چار مشہور و معروف آئمہ میں سے کسی ایک امام نے یزید کے

www.pdfbooksfree.pk

کفر کا فتویٰ دیا؟ یا اسے فاسق و فاجر کہا؟ یا اس پر لعنت کے جواز کا قائل ہوا۔ ھاتو
برھانکم ان کنتم صادقین ط

(ہاں امام احمد سے ایک روایت جو اُن کے بیٹے سے قاضی ابو یعلیٰ نے نقل
کی ہے وہ منقطع ہے اس لیے قابل قبول نہیں ..... بلکہ امام احمد کا صحیح مسلک
ہے جو قاضی ابو بکر ابن العربی نے اپنی کتاب "العواصم من القواصم" صہ ۲۳۲ میں
کیا ہے کہ امام احمد نے کتاب الزہد میں امیر یزید کا تذکرہ زمرۂ تابعین میں
پہلے کیا ہے۔)

ائمہ اربعہ کے بعد اہل سنت کے مشہور محدثین امام بخاری، امام مسلم، امام
امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام نسائی ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک محدث نے
بھی یزید پر کفر و فسق کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ لعنت کی تسبیح پڑھی۔ ھاتوا برھانکم
اِن کُنتُم صَادِقِین ط

ان مشہور محدثین کے بعد اہل سنّت کے نامور مفسر اور فقیہ ..... بڑے
عالم اور اسکالر ... قرآن و حدیث میں مہارت تامہ رکھنے والے فضلاء نے
یزید کو صحیح العقیدہ مسلمان ... کامل مومن ... صالح عالم ... خدمت اسلام
پیش ... اور نیکوکار انسان تسلیم کیا ہے اور اس پر لعنت کرنے سے منع فرمایا
... امت کے ان مشہور ترین اور معتمد علیہ علماء میں امام غزالیؒ ... قاضی ابو
بن عربیؒ ... امام لیث بن سعدؒ ... ابن خلدون ... امام ابن تیمیہؒ
علامہ ابن قیم ... حافظ ابن کثیرؒ ... ابن حجر مکیؒ ... ملا علی قاریؒ
سید سلیمان ندویؒ ... حضرت سید حسین احمد مدنیؒ جیسے حضرات شامل ہیں
ان حضرات کی کتب سے چند حوالہ جات آپ کتاب میں پڑھیں
یہاں صرف ایک دو حوالے ملاحظہ فرمایئے۔
مشہور مؤرخ مولانا سید سلیمان ندویؒ تحریر فرماتے ہیں۔
یہ بشارت سب سے پہلے امیر معاویہؓ کے عہد میں پوری ہوئی اور یزید

اور دیکھا گیا کہ دمشق کی سرزمین پر اسلام میں سب سے پہلے تخت شاہی بچھایا
جاتا ہے اور دمشق کا شہزادہ یزید اپنی سپہ سالاری میں مسلمانوں کا پہلا
لشکر لے کر بحر اخضر میں جہازوں کے بیڑے ڈالتا ہے اور دریا کو عبور کر
کے قسطنطنیہ کی چہار دیواری پر تلوار مارتا ہے" (سیرت النبیؐ جلد ۶ صہ ۲ مطبوعہ لاہور)
دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
لکھتے ہیں۔

یزید کو متعدد معارک جہاد میں بھیجنے اور جزائر ابیض اور بلاد بلاد
ایشیائے کوچک کے فتح کرنے حتیٰ کہ خود استنبول (قسطنطنیہ) پر بڑی بڑی افواج
سے حملہ کرنے وغیرہ میں آزمایا جا چکا تھا۔ تاریخ شاہد ہے کہ معارک عظیمہ میں یزید نے
کارہائے نمایاں انجام دیے تھے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱ صہ ۲۵۰)
مشہور حنفی عالم ملا علی قاری اسلام کے بارہ خلفاء کے نام گنتے ہوئے
تحریر کرتے ہیں۔

چار خلفائے راشدین، معاویہ، یزید، عبدالملک بن مروان، ان کے چار لڑکے
اور عمر بن عبدالعزیز (شرح فقہ اکبر)

ماضی قریب کے مشہور مؤرخ علامہ سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں۔
حافظ ابن حجر ابو داؤد کے الفاظ کی بنا پر خلفائے راشدین اور بنو امیہ
میں سے ان بارہ خلفاء کو گناتے ہیں جن کی خلافت پر تمام امت کا
اجتماع رہا یعنی حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت
علیؓ، امیر معاویہؓ، یزید، عبدالملک، ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز
اور ہشام
(سیرت النبیؐ صہ ۶۰۴ ج ۳)
قارئین کرام ..... آخری دو حوالوں کو ایک بار پھر پڑھیے۔ ملا علی قاری اور
سید سلیمان ندوی نے اسلام کے خلفاء شمار کیے تھے تو چھٹے نمبر پر یزید کو شمار کیا ....

لیکن ان دونوں حضرات نے حضرت سیدنا حسنؓ بن علی کا تذکرہ نہیں کیا جب
حضرت سیدنا حسنؓ کو بھی اسی طرح خلیفۂ برحق مانتے ہیں جس طرح حضرت
خلیفۂ برحق تسلیم کرتے ہیں۔

برادرانِ اسلام کتاب کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھ میں ہے جس
چوبیس صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن میں استاذی مکرم شیخ الحدیث
مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب نیلوی کی تقریظ (جس میں آپ کو قیمتی معلومات
ہوں گی) شامل ہے۔۔۔۔ ایک تقریظ برادر مکرم، محقق وقت، فاضل اکل
قرآن مولانا قاضی محمد یونس انور خطیب شہداء مسجد لاہور زینت کتاب بن
جو خوبصورت اندازِ تحریر کا شاہکار ہے۔

اس ایڈیشن میں کوئی تبدیلی اور رد و بدل نہیں کیا جا رہا۔۔۔۔ اور
کے بودے، کمزور اور لچر اعتراضات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس
لیے کہ یہ اعتراضات کوئی نئے، انوکھے اور نرالے نہیں تھے بلکہ مدت کے
لقمے تھے جنھیں پھر سے چبانے کی کوشش کی گئی ہے۔۔۔۔ اور ان اعتر
کی دھجیاں علمائے حق اور مستند مؤرخین علمی فضا میں بہت پہلے بکھیر
اس کتاب میں جو بھی خوبی ہے وہ میرے اللہ کا کرم ہے اور خامی اور
مجھ جیسے کم علم اور کم فہم کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ
سیدھے راستے پر قائم رکھے۔ آمین۔

امام الانبیاء، مخبرِ صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی

سیدنا حسینؓ کے قاتل شیعہ ہو گئے

٣٢٣ . الحسين بن محمد ، عن محمد بن أحمد النهدي ، عن معاوية بن حكيم ، عن بعض رجاله ، عن عنبسة بن بجاد ، عن أبي عبدالله عليه السلام في قول الله عزّ وجلّ : «وأمّا إن كان من أصحاب اليمين * فسلام لك من أصحاب اليمين» فقال : قال رسول الله صلى الله عليه وآله لعلي عليه السلام : هم شيعتك فسلم ولدك منهم أن يقتلوهم .

آنحضرتؐ نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے فرمایا۔
"اے علیؓ اپنے بیٹوں کو اپنے شیعوں سے بچانا وہ انہیں قتل کر دیں گے۔"

(شیعہ مذہب کی سب سے معتبر کتاب کافی صفحہ ۲۶۰ جلد نمبر ۸)

آنحضرتؐ کی اس پیشین گوئی کے بعد جو شخص شیعوں کے علاوہ کسی اور کو قتلِ حسینؓ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے وہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تکذیب کر رہا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء وخاتم النبیین۔ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

واقعہ کربلا تاریخ اسلام کے اہم واقعات میں بے حد اہمیت کا حامل ہے اس انتہائی نازک موضوع پر مؤرخین اور عُلماء اہلسنّت اور عُلما اہل تشیع نے سینکڑوں کتابیں تحریر کی ہیں۔

اور اس حقیقت سے بھی کوئی ذی ہوش انکار نہیں کرسکتا کہ جتنا جھوٹ اس واقعہ کے بارے میں بولا اور تحریر کیا جاتا ہے شاید ہی کسی واقعہ میں اتنا جھوٹ بولا اور لکھا گیا ہو۔ اور جتنی مُبالغہ آرائی کربلا کے واقعہ میں غیر ذمہ دار واعظین اور نااہل مُصنّفین نے کی ہے وہ ایک ریکارڈ ہے

اس واقعہ نے پورے ایک گروہ کو جنم دیا ہے جس گروہ کے نظریات واحساسات اور عقائد کی بنیاد اسی واقعہ پر ہے بلکہ اُن کی شناخت بھی کربلا کے نعرے سے ہے علاوہ ازیں یہ واقعہ اور حادثہ اس لحاظ سے بے حد نازک بھی ہے کہ ایک طرف نواسۂ رسُولِ مقبول — جگر گوشۂ فاطمہؓ — فرزندِ علی المرتضیٰؓ — محبوب سید الانبیاء حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی ہے اور دُوسری جانب امیر المومنین — خال المسلمین — فاتح شام وقبرص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے فرزند یزید کی شخصیت ہے جس کے ہاتھ پر سینکڑوں جلیل القدر صحابہ کرامؓ اور کئی ازواجِ مطہراتؓ نے بیعت کی ہے۔

واقعہ کربلا کے سلسلہ میں کذب وافتراء اور مُبالغہ آرائی کے ساتھ جو ظلم وستم کے واقعات بیان ہوتے ہیں اور جو دُکھ بھری داستانیں سُنائی جاتی ہیں اُن کا ذمہ دار بھی یزید کو ٹھہرایا جاتا ہے — سیدنا حُسین رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کا قاتل بھی یزید ہی کو سمجھا جاتا ہے — پانی بند کرنے — خیموں کو آگ لگانے — اور خواتین کی بے حرمتی کرنے کی تمام ذمہ داری بھی یزید پر ڈالی جاتی ہے۔

رطب ویابس جمع کرنے والے مؤرخین تاریخ کی تاریکیوں میں گُم ہوکر اور کذاب راویوں پر اعتماد کرکے بغیر پرکھے وَرق سیاہ کرتے رہے اور پھر بعد میں آنے والے عُلماء اور واعظین نے آنکھیں بند کرکے مؤرخین کی بے سند اور بے سروپا روایات کو وحی کا درجہ دے کر قبول کرلیا۔

ابومخنف شیعہ کی مَن گھڑت۔ کذاب روایات کو قبول کرتے ہوئے مکھی پہ مکھی مارنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تو آج تک جاری وساری ہے۔

مقامِ حیرت وافسوس ہے کہ کسی نے یہ تک سوچنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ حضرت حُسین رضی اللہ عنہ کو بُلانے والے کون تھے؟ — دعوت دینے والے کون تھے؟ — خط بھیجنے والے کون تھے؟ — پھر قتل کرنے والے خبیث الفطرۃ کون تھے؟ — خیموں کو آگ کس نے لگائی اور مستورات کی بے حُرمتی کس نے کی؟ — خانوادہ علیؓ پر پانی بند کرنے والے کون تھے؟ — اور کیا واقعی پانی بند ہوا بھی ہے کہ نہیں؟

تعجب ہے کہ شرارت کرنے والے اور واقعہ کربلا کے اصل ذمہ دار آج حُبّ اہلبیت کا لبادہ اوڑھ کر صاف بچ نکلے اور موردِ الزام ٹھہرایا گیا یزید کو

www.pdfbooksfree.pk

جو دمشق میں تھا اور پوری زندگی اس واقعہ فاجعہ پر بے حد متاسف اور غمگین رہا۔ محال ہے بڑے بڑے علماء۔ فضلاء۔ پیران عظام۔ مشائخ کرام خانقاہوں کے وارث۔ درباروں کے گدی نشین۔ مشہور و معروف اسکالر اور پروفیسر۔ صحافی و ادیب کسی نے بھی تاریخ کو کھنگالنے کی زحمت اور کوشش نہیں کی۔ کسی نے باریک بینی سے کام نہیں لیا بس سطحی نظر سے دیکھتے چلے گئے اور یا اس طرح روز بروز ملاوٹ بڑھتی چلی گئی۔

کسی نے یہ تک نہ سوچا کہ یزید اگر واقعی برا تھا۔ غلط کار تھا۔ حکومت اسلام کا سربراہ بننے کے قابل نہیں تھا۔ امامت کے لائق نہیں تھا۔ فاسق و فاجر تھا۔ شرابی و زانی تھا۔ کنجریوں کی محفلیں کرواتا تھا۔ بے نماز تھا۔ بد عمل تھا اور دنیا کی تمام برائیاں اس میں موجود تھیں تو پھر صحابی رسولؐ۔ کاتب وحی امیر المومنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا خیال ہے جنہوں نے ایسے بدکردار کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیا تھا۔ پھر صحابی رسولؐ بیعت رضوان میں شامل حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا بنے گا؟ جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ یزید کو اپنا جانشین نامزد کر دیں۔

پھر ان ازواج مطہرات کو کیا کہو گے جنہوں نے یزید کی ولی عہدی تسلیم کی پھر ان سینکڑوں اصحاب رسولؐ کی پوزیشن کیا ہو گی جو یزید کی بیعت میں تھے پھر نواسہ رسولؐ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کیا کہو گے جنہوں نے کربلا جاتے ہوئے راستہ میں فرمایا مجھے یزید کے ہاں لے چلو میں اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔

مگر آج شعوری اور غیر شعوری طور پر حب اہل بیت کے پردے میں بظاہر یزید کو نشانہ بنایا جاتا ہے لیکن اصل مقصد یزید کی آڑ میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ۔ ازواج مطہراتؓ اور اصحاب رسولؐ کے دامن کو داغدار بنانا ہے۔ اس لیے کہ جب ان پاکیزہ لوگوں کے دامن داغدار ہو گئے اور ان سے اعتماد اٹھ گیا تو پھر قرآن۔ رسالت۔ ختم نبوت اور دین اسلام پر حملہ کرنا آسان اور سہل ہو جائے گا کیونکہ اسلام کے عینی گواہ تو یہی لوگ تھے جب گواہ ہی خود غرض۔ لالچی۔ مفاد پرست اور (معاذ اللہ) جھوٹے ثابت ہوئے تو اسلام کا کیس خود بخود خارج ہو جائے گا۔ اور یہی اصل مقصد ہے یہودیت اور اس کی اولاد رافضیت کا کہ مذہب اسلام۔ قرآن اور ختم نبوت سے اعتماد اٹھا دیا جائے۔ اس لیے مسلمانوں کو رافضیوں کی اس خفیہ کارروائی اور خفیہ چال کو سمجھ کر مقابلہ کرنا ہو گا اور پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہو گا تاکہ نہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا دامن داغدار ہو اور نہ ہی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یا کسی صحابی کا دامن آلودہ ہو۔ ہمیں اصل دشمن تلاش کرنا ہے۔ ہم نے کھوج لگانی ہے کہ کربلا کا واقعہ کیوں رونما ہوا؟ اس کے عواقب کیا تھے؟ اس واقعہ کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟ یہ سازش کس نے تیار کی؟ یزید کا اس میں کتنا ہاتھ تھا؟ اصل حقائق کیا ہیں؟ ہم تفصیل کے ساتھ سنی اور شیعہ دونوں مذاہب کی کتب سے اصل واقعات اور صحیح حقائق بیان کریں گے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور اصل مجرموں کے مکروہ چہرے سامنے آ جائیں اور ان کے گھناؤنے چہروں سے حب اہل بیت کے پردے سرکا دیئے جائیں اور انہیں ان کی اپنی کتب کے آئینے میں اصل چہرہ دکھا دیا جائے اور ہر شخص پر واضح ہو جائے کہ اسلام۔ قرآن۔ ختم نبوت۔ اصحاب رسولؐ

www.pdfbooksfree.pk

ازواجِ مطہرات۔ خانوادۂ رسالتؐ۔ بیت اللہ اور مسجدِ نبوی اور حاصل کر کے نام... علیؓ کا اصل دشمن کون ہے؟۔۔۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ، حضرت حُسین رضی اللہ عنہ اور حضرت زین العابدین کی توہین کرنے والا اور گستاخ کون سا ہے؟ وہ لوگ کون ہیں جنہوں نے قدم قدم پر اِس خاندان سے بے وفائی کی جگہ جگہ غداری کی۔۔۔ بعض کو زہر دے کر شہید کر دیا۔۔۔ اور کچھ کو ساتھیوں سمیت کربلا کی زمین پر تہہ تیغ کر دیا۔

خاندانِ علیؓ کن لوگوں سے شاکی اور نالاں رہا اور ہمیشہ کن سے تنگ رہا اور بددعائیں کرتا رہا۔

آیئے! تعصب کی پٹی آنکھوں سے اُتار کر انابت کی نظر سے دیکھئے انشاء اللہ بہت کچھ نکھر جائے گا۔ وفادار اور غدار الگ الگ ہو جائیں گے۔ اپنے اور بیگانے پہچانے جائیں گے۔ دُشمن اور دوست معلوم ہو جائیں گے۔

شیعہ فرقہ کی بُنیاد کس نے رکھی؟

یہود جو دینِ اسلام کے ازلی دُشمن ہیں اور ہمیشہ اُسے مٹانے کے لئے سرگرم عمل رہے ہیں۔ اُن کی طاقت اور قوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے منہدم پڑ گئی تھی۔ خاص کر کے جب آنحضرتؐ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ شہر کی یہ حالت تھی کہ شہر میں اور اس کے گرد و نواح میں یہود کا اچھا خاصا زور اور اثر تھا۔ اُن کے بڑے بڑے علماء درویش تورات کے حافظ اور گدی نشین موجود تھے۔ عوام الناس کے دل و دماغ...

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کی تبلیغ و تعلیم کے اثر سے اور مسلسل جہاد سے یہود کی کمر ٹوٹ گئی۔ مدینہ سے ان کو مکمل دیس نکالا مل گیا۔ خیبر میں پناہ لی تو مسلمانوں نے وہاں بھی اُن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مسعود میں اور پھر امیر المومنین حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مبارک ادوار میں اسلام اس تیزی کے ساتھ پھیلا کر فتوحات و کامیابی کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ حق پھیلتا چلا گیا اور باطل سمٹتا چلا گیا مسلمان فتح یاب اور کامران ہوتے چلے گئے۔ اور دشمنانِ اسلام ذلیل و خوار ہوتے چلے گئے۔ اسلام اور مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی ترقی دیکھ کر جس قوم کو سب سے زیادہ تکلیف، دُکھ اور حسد ہوتا وہ یہود تھے۔

اور یہود یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ مسلمانوں کی مسلسل ترقی اور لاتعداد فتوحات اور عزت و رفعت کی وجہ اُن کا آپس میں اتحاد و اتفاق ہے۔ ان میں مکمل یکجہتی اور یگانگت ہے۔ ان میں نہ نسلی تعصب ہے نہ خاندانی رقابت و عناد اور نہ ہی جاہ و مرتبہ کی خواہش۔۔۔ وہ آپس میں شیر و شکر، بھائی بھائی اور گہرے دوست ہیں ایک دوسرے کے دُکھ درد کو محسوس کرتے ہیں اور شریک ہوتے ہیں۔ اُن کا عقیدہ ایک ہے۔ نظریہ ایک ہے۔ موقف ایک ہے اور ان سب کی منزل ایک ہے، وہ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔

اتحاد و اتفاق اور دوستی کی اس سیسہ پلائی ہوئی دیوار میں دراڑ ڈالنا انتہائی مشکل اور دشوار تھا اور مسلمانوں کی متحدہ قوت و طاقت کو شکست دینا اور میدانِ جنگ میں ان سے نبرد آزما ہونا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اسی لیے یہود نے

www.pdfbooksfree.pk

گرم جنگ میں مسلسل شکست کھا کر اب سرد جنگ لڑنے کا فیصلہ کر لیا کہ اگر اسلام کو نیست و نابود کرنا ہے اور مسلمانوں کے ارادوں کو ناکام بنانا ہے۔ لامتناہی فتوحات کا دروازہ بند کرنا ہے اور مسلمانوں کی متفقہ طاقت و قوت کو کمزور کرنا ہے تو پھر اسلام کے چشم دید گواہوں ـــ دین کے فدائیوں اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کے مابین نسلی و خاندانی تعصب کا بیج بویا جائے اور غلط نظریات و عقائد اُن میں پھیلا کر انہیں گمراہ کیا جائے تاکہ مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی طاقت کمزور ہو جائے۔ آپس میں ملال پیدا ہو اور پھوٹ پڑ جائے۔ عقیدوں میں اختلاف ہو جائے اور یہ فرقوں میں بٹ جائیں۔ ہر ایک کا رخ الگ الگ ہو جائے

چنانچہ اپنے ان مکروہ اور خطرناک عزائم میں کامیابی و کامرانی کے لیے یہود کا ایک فرد عبداللہ بن سبا جو یمن کے شہر صنعاء کا رہنے والا تھا اور یہود کے ایک معزز اور علمی گھرانے سے تعلق رکھتا تھا اور خود بھی زیرک، انتہائی ہوشیار اور شاطر شخص تھا۔ علم پر عبور رکھتا تورات و انجیل سے واقف اور اپنے مذہب میں بے حد متعصب تھا۔

اسے اپنے مذہب اور قوم کی اس کسمپرسی اور مسلمانوں کے ہاتھوں ذلت اٹھانے کا انتہائی دکھ تھا۔ یہ سب کچھ دیکھتا اور اندر ہی اندر کڑھتا رہتا مگر اس کا کوئی بس نہ چلتا۔

عبداللہ بن سبا مدبروں اور سازشوں کا بادشاہ تھا۔ اور اس کا ذہن کہتا تھا کہ اسلام اور مسلمانوں سے اگر انتقام لینا ہے تو اس کی صرف ایک صورت ہے کہ

بظاہر اسلام قبول کر کے مسلمانوں کا ہمدرد بن کر اُن کی جڑوں کو کھوکھلا کر دے اُن میں نسلی اور خاندانی تعصب پیدا کر کے تفرقہ ڈال دے اور غلط عقائد و نظریات کے ذریعے اُن کو گمراہی کے اندھیروں میں دھکیل دے۔

اپنے اس ناپاک ارادے کی تکمیل کے لیے وہ ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہا۔ خلافت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور خلافت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ میں وہ کسی طرح اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہ دور اس کے لیے موافق و مناسب نہیں تھا۔ اس لیے وہ اپنے علاقے یمن میں پڑا اپنی اور اپنے مذہب کی بربادی اور تباہی دیکھتا رہا۔

لیکن خلیفۂ ثالث امیر المومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اُس نے محسوس کیا کہ اب زمین اس قابل ہے کہ میری تدبیر اور منصوبے کامیاب ہو جائیں گے اور میرا مشن پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ وہ اپنے ناپاک عزائم کو چھپائے ہوئے مدینہ منورہ آیا اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ مسلمانوں میں مسلمان بن کر رہنے لگا۔

پھر اس نے سرکاری منصب و عہدے کی خواہش کا اظہار کیا کیونکہ اس طرح وہ اپنے مذموم مقاصد میں بہتر طور پر اور جلدی کامیاب ہو سکتا تھا اور اس کی متعینہ منزل قریب ہو سکتی تھی۔

مگر حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی خواہش کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور اسے منصب و مرتبہ کے قابل نہ سمجھا۔

اسے اپنی خواہش کے ٹھکرائے جانے پر بے حد ندامت ہوئی وہ جل بھن

گیا اور پہلے سے بھی زیادہ سرگرمی کے ساتھ اپنی منزل کے حصول کی
کاروائی میں مشغول ہوا اور اس کے لیے طریقہ کار یہ اپنایا کہ خلافت اسلامیہ
زہریلے پروپیگنڈے کا آغاز کیا اور پھر دن بدن اس پروپیگنڈے کا
کرتا چلا گیا۔

امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اللہ کے فضل و کرم سے شروع
ہی دولت مند تھے اور اُن کی دولت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
میں اور خلافتِ صدیقی و فاروقی میں اسلام اور مسلمانوں کے کام آتی رہی
اوقات میں اور ناداری و مفلسی کے زمانے میں بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
نے اپنے خزانے کے منہ کھول دیئے تھے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایسے دولت
نہیں تھے جو خزانے پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ وہ ایسے دولت مند تھے
فیاض اور سخی تھے پھر خدا ترس اور غریبوں پر رحم کھانے والے تھے وہ اپنے
میں بھی اپنے غریب اور نادار رشتہ داروں کی مدد و نصرت اور اعانت اپنے
مال سے فرماتے رہتے تھے۔

اسی چیز کو بنیاد بنا کر عبداللہ بن سبا نے اپنے کام کی ابتدا کی۔ اُس نے
شروع کیا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے لوگوں
سرکاری مال سے نوازتے ہیں اور بیت المال سے اُن کی جھولیاں بھرتے ہیں
اس زہریلے پروپیگنڈے کے ذریعے وہ اپنے ساتھ اُن سادہ لوح
مسلموں کو ملانے میں کامیاب ہو گیا جو اپنے آپ کو مہاجرین و انصار کے برابر
اور سرکاری عہدوں کا حقدار سمجھتے تھے۔

عبداللہ بن سبا نے ساتھ ساتھ یہ کہنا بھی شروع کیا کہ اسلام میں بنو ہاشم
کے حقوق سب سے زیادہ ہیں مگر حکومت و اقتدار میں بنو ہاشم کا اتنا حصہ نہیں
ہے جتنا حصہ آج بنو اُمیہ کا ہے۔ حکومتی عہدے اور زیادہ گورنر بھی بنو اُمیہ سے تعلق
رکھتے ہیں اور اس جانبداری اور زیادتی کا ذمہ دار خلیفۂ وقت ہے۔ وہ بنو ہاشم
کے ساتھ زیادتی کر رہا ہے اور اپنے خاندان کو برابر نواز رہا ہے۔

اس کی یہ چاپلوسانہ باتیں اور گفتگو بعض سادہ لوح لوگوں کو متاثر کرتی تھی۔
امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب اس کی جارحانہ اور منافقانہ کاروائی
اور زہریلے پروپیگنڈے کا علم ہوا تو فوراً اُسے مدینہ سے نکل جانے کا حکم دیا۔

یہ آگ بگولا ہو کر اور حسد کی چنگاری دل میں چھپا کر مدینہ منورہ سے بصرہ آیا
اور خفیہ طور پر اپنے مذموم مشن کا آغاز کیا۔ وہی باتیں اور وہی دلائل جو مدینہ منورہ کے
لوگوں کے سامنے دیتا تھا یہاں بھی دُہرانے شروع کیے اور ساتھ یہاں اُس
نے آلِ رسولؐ کی محبت و عشق کا دم بھرنا بھی شروع کیا۔ اور پھر کچھ مدت کے بعد اعلانیہ
طور پر خلیفۂ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور اُن کے گورنروں کی بُرائی کرنے لگا۔
اور تنقید کے نشتر چلانے لگا۔

بصرہ کے گورنر تک اطلاع گئی تو انہوں نے اسے طلب کیا اور پوچھا تم کون
ہو؟ مجھے تمہاری شرارتوں۔ خباثتوں اور منافقانہ رویّہ سے معلوم ہوتا ہے تم کوئی
فتنہ بپا کرنا چاہتے ہو۔ تمہاری بغلی چالوں سے محسوس ہوتا ہے تم یہودی ہو مسلمانوں
کو گمراہ کرنا چاہتے ہو اور فساد و انتشار کا بیج بونا چاہتے ہو۔
عبداللہ بن سبا نے گورنر بصرہ کی گفتگو سُنی اور بصرہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔

www.pdfbooksfree.pk

اور وہاں سے کوفہ کا رُخ کیا۔

بد قسمتی سے کوفہ میں پہلے سے ہی چند منافق خلیفۂ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور اُن کے مقرر کردہ گورنر کے مخالف موجود تھے۔ ابنِ سبا کو یہ زمین انتہائی ہموار مل گئی اور ایک شرارتی گروہ میسر آ گیا۔ اس نے وہاں زاہد و متقی اور عالم و عابد کا رُوپ دھار لیا۔ لوگ اس کی عزت و تکریم کرنے لگے اور اپنی سادہ لوحی سے اسے واقعی عالم و عابد اور پرہیزگار اور اپنا خیر خواہ سمجھنے لگے۔

یہ اندر ہی اندر اپنے مشن کے لیے کام کرتا رہا۔ اور لوگوں کے ذہنوں کو اپنے مذموم مقاصد کے لیے تیار کرتا رہا۔ اس طرح کوفہ میں اسے اچھی خاصی تعداد میں شرارتیوں کی جماعت میسر آ گئی۔

کوفہ کے گورنر کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے اسے سرزنش کی اور کوفہ کے مخلص اور شریف لوگوں نے اسے شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھنا شروع کیا اس نے نظریں بھانپ لیں اور کوفہ سے بھاگ کر دمشق کا رُخ کیا۔ مگر دمشق کے گورنر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو سخت گیر ۔۔۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم ۔۔۔ علاقہ کے نشیب و فراز سے باخبر ۔۔۔ بہترین مدبر ۔۔۔ دانا ۔۔۔ ذہین اور فطین تھے۔ ان کے علاقے میں اس کی دال نہیں گل سکتی تھی۔

اس نے ایک روز مشہور صحابیٔ رسُول حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے گفتگو کا آغاز کیا تو انہوں نے کمال فراست سے فرمایا "تم مجھے یہودی معلوم ہوتے ہو"۔ پھر یہ ایک اور صحابیٔ رسُول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچا انہوں نے اس کی گفتگو سُنا تو پکڑ کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے پاس لے گئے کہ مجھے یہ شخص خطرناک اور دشمنِ اسلام محسوس ہوتا ہے اس کی تحقیق و تفتیش کی جائے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے فوراً دمشق سے نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔

یہ دمشق سے سیدھا مصر جا پہنچا۔ اسے مصر میں حالات قدرے سازگار ملے اس لیے کہ مصر کے کچھ لوگ گورنرِ مصر سے کچھ شاکی اور ناراض تھے۔ اس نے کمال ہوشیاری سے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ مصر کی زمین اسے کوفہ سے بھی زیادہ زرخیز نظر آئی اور اسی بنا پر اس نے مصر کو اپنی کارروائیوں کے لیے مرکزی دفتر بنا لیا۔

اور یہاں سے بصرہ و کوفہ کی اس جماعت سے برابر خط و کتابت کرتا رہا جو یہ قائم کر کے آیا تھا۔ انہیں مسلسل ہدایات دیتا رہا اور اندر خانہ آہستہ آہستہ اپنا کام جاری رکھا۔

اُس نے اپنی تیار کردہ جماعت کے شرارتی لوگوں کے ذمہ لگایا کہ وہ اپنے اپنے گورنروں کے خلاف شکایات لکھ کر دوسرے شہروں کے مسلمانوں کو روانہ کرتے رہیں تاکہ نفرت کا جو بیج ہم نے بویا ہے وہ پروان چڑھتا رہے اور لاوہ پکتا رہے۔ عبد اللہ بن سبا نے جب قدرے فضا اپنے حق میں مناسب دیکھی تو خلیفۂ وقت سیدنا عثمان رضی اللہ کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے حُبِ علی رضی اللہ عنہ کا لبادہ اوڑھ لیا۔

اُس نے کہنا شروع کیا کہ ہر پیغمبر کا ایک وزیر اور راز دار ہوتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وزیر اور راز دار حضرت یوشع بن نون تھے۔ اسی طرح ہمارے پیغمبر

www.pdfbooksfree.pk

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر اور راز دار حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ساتھ ساتھ یہ تبلیغ بھی شروع کی کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی کہ میرے بعد خلافت و امامت کے حقدار حضرت علی رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ اور پھر چپکے سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہؓ سے افضل اور بلند مرتبہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب مبالغہ آرائی سے بیان کرتا رہا اور اس بارے میں موضوع حدیثیں سب سے پہلے اسی نے بیان کیں۔

کبھی کبھی یہ بھی کہہ دیتا تھا کہ حضرت ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت و امامت کے منصب کے حقدار حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے مگر صحابہ کرامؓ نے اور خاص کر کے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے زیادتی کر کے خلافت غصب کر لی تھی۔

علاوہ ازیں یہ زہریلا عقیدہ اور نظریہ بھی لوگوں کے ذہنوں میں بٹھانے کی کوشش کرتا رہا کہ جس طرح توحید و رسالت اور قیامت کا ماننا اور ایمان لانا ضروری ہے اسی طرح عقیدۂ امامت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ بعض اوقات کسی کے کان میں چپکے سے یہ بات بھی ڈال دیتا کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جو کرامات صادر ہوتی ہیں وہ انسانی اور بشری طاقت سے بالاتر ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ دراصل انسانی پیکر میں خدا ہیں۔ انہیں خدائی اختیارات حاصل ہیں۔ وہ صفاتِ الوہیت کے حامل ہیں۔

مسئلہ خلافت کے بارے لوگوں کو سمجھاتا کہ صحابہ کرامؓ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے زیادتی کی ہے اور وصیتِ رسولؐ کو پس پشت ڈالا ہے اور اللہ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی اور منشاء کے خلاف حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ اور امیر المومنین بنا کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق غصب کیا۔ انہوں نے دین کو برباد کیا، اس لیے ان لوگوں پر تبرا کرنا چاہیے اور ان سے نفرت کا اظہار کرنا چاہیے۔ اس تمام پروپیگنڈے اور گفتگو سے عبداللہ بن سبا کا مقصد یہ تھا کہ لوگو معاملہ اب بھی ہاتھ سے نہیں گیا اور کفِ افسوس ملنے کے بجائے ہمیں مل کر کوشش کرنی چاہیے اور موجودہ خلیفہ حضرت عثمانؓ کو ہٹا کر حضرت سیدنا علیؓ کو ان کا حق دلوانا چاہیے۔ اپنی اس کوشش اور ناپاک سازش سے اس کا مقصد پورا ہوتا تھا اور منزل قریب تر ہو سکتی تھی۔ مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا ہو سکتا تھا۔ اور وہ دو جماعتوں میں تقسیم ہو سکتے تھے۔

قارئین گرامی قدر! ہماری اس گفتگو اور بحث سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ عبداللہ بن سبا ہی وہ بدطینت شخص ہے جس نے شیعہ فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس دور سے لے کر آج تک کا ہر شیعہ اپنے عقائد و نظریات میں عبداللہ بن سبا کا پیروکار نظر آتا ہے۔ اس یہودی النسل، یہودی المذہب، دشمنِ اسلام نے ملتِ اسلامیہ کے متفقہ عقائد و نظریات کے خلاف غلط عقائد گھڑ کر شیعہ کے حوالے کیے۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب رجال کشی کے صفحہ نمبر ۷۱ میں ہے۔

ذَکَرَ بَعْضُ اَھْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَبْدَ اللہِ بْنُ سَبَا کَانَ یَھُوْدِیًا فَاَسْلَمَ وَوَالٰی عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ وَکَانَ یَقُوْلُ

www.pdfbooksfree.pk

وَهُوَ عَلٰى يَهُوْدِيَّتِهٖ فِيْ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَصِيِّ مُوْسٰى بِالْغُلُوِّ فَقَالَ فِيْ اِسْلَامِهٖ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَكَانَ اَوَّلَ مَنْ اَشْهَرَ بِالْقَوْلِ بِفَرْضِ اِمَامَةِ عَلِيٍّ وَاَظْهَرَ الْبَرَاءَةَ مِنْ اَعْدَائِهٖ وَكَاشَفَ مُخَالِفِيْهِ وَاَكْفَرَهُمْ فَمِنْ هٰهُنَا قَالَ مَنْ خَالَفَ الشِّيْعَةَ اَصْلُ التَّشَيُّعِ مَاْخُوْذٌ مِنَ الْيَهُوْدِيَّةِ

بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا، پھر اسلام لایا اور حضرت علیؓ کی محبت کا دم بھرنے لگا۔ وہ اپنی یہودیت کے زمانے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی یوشع بن نون کے بارے غلو کرتا تھا۔ پھر اُس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اسلام کا اظہار کرتے ہوئے حضرت علیؓ کے بارے اُسی قسم کی باتیں کہنی شروع کیں۔ عبداللہ بن سبا پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کے فرض ہونے کے عقیدے کو مشہور کیا اور اُن کے دشمنوں سے برأت کا اظہار کیا اور اُن کے مخالفین کو کھلم کھلا کافر کہنا شروع کیا۔ اسی لیے جو لوگ شیعوں کے مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ شیعہ مذہب یہودیت سے لیا گیا ہے۔"

رجال کشی کے شیعہ مصنف نے تسلیم کر لیا ہے کہ شیعیت کے عقائد و نظریات کا موجد اور بانی عبداللہ بن سبا ہے۔ جو یہودی المذہب تھا مگر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے اُس نے اسلام کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔

عبداللہ بن سبا نے یہودی نظریات پھیلا کر ایک چال یہ چلی کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے جھوٹے خطوط لکھ کر بصرہ و کوفہ کے لوگوں کو امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ سے بدظن کرنا شروع کیا اور پھر سوچے سمجھے منصوبے کے تحت شرارتی لوگوں کو مختلف شہروں سے جمع کر کے مدینہ منورہ لایا اور جب مسلمانوں کی اکثریت نے حج ادا کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کا رُخ کیا تو باغیوں کی اس جماعت نے حضرت سیدنا عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ انہیں مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا اور جو کنواں انہوں نے خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کیا تھا۔ اس کنویں کا پانی بھی سیدنا عثمان رضی اللہ پر بند کر دیا گیا۔ یہ محاصرہ تقریباً چالیس دن جاری رہا۔

اِس دوران مدینہ کے مسلمان خلیفۂ وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے برابر درخواست کرتے رہے کہ آپ اجازت دیں تو ہم اِن چند باغیوں کا صفایا کر دیں اور اِن کے ناپاک وجود سے مدینہ منورہ کو پاک کر دیں مگر مکان میں محصور حلم و بُردباری کے کوہِ گراں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر لوگوں کو روکتے رہے کہ میں اپنی ذات کے لیے کسی مسلمان کا خون نہیں بہانا چاہتا اور جس زمین پر میرے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم لگے ہیں اِس زمین کو خون سے رنگین نہیں کرنا چاہتا۔

گورنر شام حضرت امیر معاویہؓ نے پیش کش کی کہ اگر آپ باغیوں کے خلاف کاروائی کی اجازت نہیں دیتے تو پھر میرے ساتھ شام تشریف لائیں وہاں حالات مکمل طور پر پُرسکون اور آپ کے حق میں ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

www.pdfbooksfree.pk

فرمایا معاویہؓ جس مقدس شہر میں میرے پیارے رسول مکرمؐ کی یادگار
ہیں میں اُس شہر کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

کچھ بزرگ صحابہؓ نے اپنے نوجوان بچوں کو حکم دیا کہ وہ امیرالمومنین
عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا پہرہ دیں۔ ان پہرہ دینے والوں میں حضرت سیدنا
رضی اللہ عنہ کے فرزندارجمند حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بھی شامل تھے جو
خانہ کے گھر کے دروازے پر مسلح پہرہ دے رہے تھے۔

مگر باغی گھر کی عقبی دیوار پھلانگ کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل
ہوئے اور ۸۲ سالہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو ۴۰ دن تک پیاسا رکھ کر قرآن کی
تلاوت کرتے ہوئے انتہائی بے دردی، شقاوت اور ظلم کے ساتھ خاک و خون میں
تڑپا کر شہید کر دیا۔ اُن کی زوجہ محترمہ حضرت نائلہ کی اُنگلیاں کاٹ دیں۔ سلاخوں سے
مارتے رہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے وجودِ مقدس پر کودتے ہوئے
کی پسلیاں توڑتے رہے (مگر یہودی لابی نے واقعہ کربلا کو اتنی مبالغہ آرائی سے
کیا ہے کہ آج اہلسنت عوام یہ تک نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان کس مہینے کی کون سی
تاریخ کو شہید ہوئے اور انہیں کتنی سفاکی ـــ بیدردی ـــ بے رحمی اور ظلم کے ساتھ
تہہ تیغ کیا گیا اور انہیں چالیس دن تک پانی سے محروم رکھا گیا کاش اہلسنت
عُلماء اور عوام صحیح تاریخ اصل حقائق اور شیعہ پروپیگنڈہ سے باخبر ہو جائیں)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت

امیرالمومنین سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی

جنگل کی آگ کی طرح بلادِ اسلامیہ میں پھیل گئی۔ لوگوں کو فکر لاحق ہوئی کہ امیرالمومنین
اور خلیفہ کا انتخاب جلد از جلد ہو تاکہ بگڑے ہوئے حالات پر کنٹرول کیا جا سکے
اور ماحول پُرسکون ہو سکے۔

سب سے زیادہ فکر قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کو تھی کہ اگر خلیفہ ہماری مرضی
اور رائے کے بغیر بن گیا تو پھر ہماری خیریت نہیں۔ ہم قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ
میں مارے جائیں گے۔

امیرالمومنین کے انتخاب کے لیے نگاہیں تین جلیل القدر اصحاب پیغمبر پر پڑیں۔
(۱) حضرت سیدنا علی المرتضیٰ (۲) حضرت سیدنا زبیر (۳) حضرت سیدنا طلحہ
رضی اللہ عنہم۔

مگر ان تینوں نے اس ذمہ داری کو اُٹھانے سے انکار کیا عبداللہ بن سبا
کا گروہ اب منظم طور پر مدینہ منورہ پر قابض تھا۔ اُنہوں نے قتل و غارت کی دھمکیاں
دے کر نہ چاہتے ہوئے بھی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر پر تاجِ
خلافت رکھ دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"لما ارید علی البیعۃ بعد قتل عثمان دعونی
والتمسوا غیری (الی ان قال) وان ترکتمونی فانا
کاحدکم ولعلی اسمعکم واطوعکم لمن ولیتموہ امرکم
وانا لکم وزیراً خیرا لکم منی امیراً۔

(نہج البلاغت شیعہ صفحہ ۱۹۸)

www.pdfbooksfree.pk

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد جب لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا چاہی تو حضرت علی نے فرمایا مجھے چھوڑ دو اور میرے علاوہ کسی اور کو تلاش کرو اور اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں عام مسلمان کی طرح رہوں گا اور جس کو تم خلیفہ بناؤ گے شاید اس کی اطاعت و فرمانبرداری تم سے زیادہ کروں۔ اور میرا وزیر ہونا تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے میرے امیر ہونے سے۔"

مجبوراً حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ نے اس ذمہ داری کو اٹھایا اور جب لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تک وہ صحابہؓ جو غزوۂ بدر میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ شریک تھے اور جن کے تمام گناہوں کو خالق ارض و سما نے معاف کر دیا تھا میری بیعت کے لیے نہیں آئیں گے اس وقت تک میں اس مسند پر نہیں بیٹھوں گا۔

باغی گروہ ان صحابہؓ کو پکڑ پکڑ کر لائے اور تلوار کے سائے میں بیعت کے لیے مجبور کیا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں شامل ہوئے اور فرمایا ہم سے مالک اشتر اور دوسرے باغیوں نے تلوار کے زور سے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت لی ہے۔

اکثر صحابہؓ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی۔ ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فوج میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ازالۃ الخفاء صفحہ نمبر ۲۷۹ جلد ۲ میں لکھتے ہیں

"خلافت برائے حضرت علیؓ قائم نہ شد زیرا کہ اہل حل و عقد عن اجتہاد و نصیحتاً للمسلمین بیعت نہ کرد۔"

حضرت علیؓ کے لیے خلافت قائم نہیں ہوئی اس لیے کہ ارباب حل و عقد نے اپنے اجتہاد سے اور مسلمانوں کی خیر خواہی کی غرض سے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی مایہ ناز کتاب منہاج السنۃ صفحہ نمبر ۱۴۲ جلد ۲ میں فرماتے ہیں

وَمِنَ الْعُلُوْمِ اِنَّ الْخُلَفَاءَ الثَّلَاثَةَ اَتَّفَقَ عَلَيْهِمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَكَانَ السَّيْفُ فِيْ زَمَانِهِمْ مَسْلُوْلًا عَلَى الْكُفَّارِ مَكْفُوْفًا عَنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَلَمْ يَتَّفِقِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى مُبَايَعَتِهٖ بَلْ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ تِلْكَ الْمُدَّةَ وَكَانَ السَّيْفُ فِيْ تِلْكَ الْمُدَّةِ مَكْفُوْفًا عَنِ الْكُفَّارِ وَمَسْلُوْلًا عَلٰى اَهْلِ الْاِسْلَامِ

یقینی بات ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت و امامت پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا اور ان کے دورِ خلافت میں تلوار کفار کے خلاف بے نیام ہوئی اور مسلمانوں سے رکی رہی۔ مگر حضرت علیؓ کی خلافت و امامت پر تمام مسلمان متفق نہیں ہوئے بلکہ

www.pdfbooksfree.pk

ان کے دورِ خلافت میں فتنے سر اُٹھاتے رہے اور تلوار مسلمانوں کے خلاف بے نیام ہوئی اور کفار سے رُکی رہی۔

حضرت علیؓ جب خلیفہ بن گئے اور اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے قصاص عثمانؓ کا مطالبہ کیا اور پھر یہ مطالبہ لے کر امیرِ شام حضرت امیر معاویہؓ اُٹھے۔ مگر بدقسمتی سے قاتلینِ عثمانؓ باغیوں نے کمال ہوشیاری اور عیاری سے حضرت علیؓ کے لشکر میں پناہ لے رکھی تھی۔

یہ بات غلط اور خلافِ واقع ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عثمانؓ کا قصاص نہیں لینا چاہتے تھے بلکہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نیک نیتی کے ساتھ خیال تھا کہ حالات کچھ سازگار ہو جائیں معاملہ قدرے ٹھنڈا پڑ جائے اور شورش تھم جائے تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلہ ضرور لیں گے۔

اور یہ بات بھی غلط اور خلافِ حقیقت ہے کہ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امیر المومنین سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ حضرت عائشہؓ اور امیر معاویہؓ کا نیک نیتی کے ساتھ خیال تھا کہ خلیفۂ وقت اور دامادِ نبیؐ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ مدینۃ النبی میں روضۂ رسولؐ کے قریب بھوکا پیاسا شہید کر دیا گیا اور اُن کی زوجۂ محترمہ کی اُنگلیاں کاٹ دی گئی ہیں۔ اسی لیے بدطینت قاتلینِ عثمانؓ سے قصاص لینا سب سے مقدم ہے۔ ہاں قصاص کے بعد ہم سیدنا علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کے لیے تیار ہیں۔ (حوالہ کے لیے دیکھئے طبری ج ۶ ص ۵)

اس صورتِ حال سے ہاشمیوں نے یہ سمجھا کہ بنو اُمیہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

بیعت اس لیے نہیں کرنا چاہتے کہ وہ ہاشمی ہیں۔

اور بنو اُمیہ نے سوچا اور خیال کیا کہ قاتلینِ عثمانؓ حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہیں اس لیے حضرت علیؓ اُن سے قصاص اور بدلہ لینا نہیں چاہتے۔ آپس کی یہ غلط فہمیاں جنگ کی صورت اپنا گئیں اور منافقین کی شرارتوں اور درپردہ کارروائیوں کی بنا پر مسلمان آپس میں دست و گریبان ہو گئے۔ جب بھی مسلمانوں کے دونوں لشکروں کے مابین صلح و آشتی کی فضا پیدا ہوتی اور فتنہ و فساد اور باہمی لڑائی سے نجات کی صورت بنتی، منافقین اسے سبوتاژ کر دیتے۔ رات کی تاریکی میں دوسرے لشکر پر حملہ کر دیتے اور تاثر یہ دیتے کہ مخالف لشکر نے بدعہدی کرتے ہوئے جنگ کی ابتدا کر دی ہے۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو باور کرایا جاتا کہ حضرت معاویہؓ و عائشہؓ کے لشکر نے بدعہدی کی ہے اور حملہ کر دیا ہے اسی طرح حضرت معاویہؓ اور حضرت عائشہؓ کو یہ کہا جاتا کہ حضرت علیؓ کی فوج نے وعدہ خلافی کرتے ہوئے جنگ شروع کی ہے۔ پھر جب لڑائی شروع ہو جائے اور گھمسان کا رن پڑے اور بہادر داد شجاعت دے رہے ہوں تو کسی کو بھی تحقیق و جستجو کی مہلت تک نہیں ملتی۔

اس طرح کی خباثتوں اور شرارتوں سے منافقین اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہوئے اور ان غلط فہمیوں سے ہونے والی دو لڑائیوں میں تقریباً ۹۰ ہزار مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے۔

حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں اور ایک سے زائد بار جن کو رسولِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوشخبری دی ہے وہ بھی حضرت

www.pdfbooksfree.pk

علی رضی اللہ عنہ کے مخالف لشکر میں شامل تھے اور اسی موقع پر شہید ہو
علی ان کی شہادت پر حسرت و افسوس کا اظہار فرماتے اور ان کے قاتل
جہنم کی خبر سناتے تھے۔ بار بار حضرت طلحہؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کے
ہوئے فرماتے اس ہاتھ نے کئی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا
قارئین گرامی قدر! کتنے بڑے بڑے لوگ اس معرکہ میں کام آئے او
جو تلواریں کبھی بدر و اُحد — اور خندق و حنین میں کفار پر برق بن کر چمکی تھیں
جن تلواروں نے کبھی منکرین زکوٰۃ کے خلاف اپنی کاٹ دکھائی تھی — اور جن تلوارو
نے کذاب و دجال مدعیانِ نبوۃ اور ان کے امتیوں کے سر تن سے جدا کر دیے
تھے — اور جن تلواروں کی چمک دمک سے ایران و روم کے مشرکین کی آنکھیں
خیرہ ہو گئی تھیں — اور جن تلواروں نے ابوجہل۔ اُمیہ۔ عتبہ۔ شیبہ اور بڑے
بڑے متکبر کفار کے دو ٹکڑے کر دیے تھے آج وہی تلواریں منافقین کی شرارت سے
اپنے مسلمان بھائیوں کو قتل کر رہی تھیں۔ عبداللہ بن سبا اور اس کی پارٹی پوری
طرح کامیاب ہو کر حالات پر اپنی گرفت مضبوط کر چکی تھی۔ اُن کی سازش اور
کاروائی مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔ فتوحات کا سلسلہ مکمل طور پر رک چکا تھا۔ کف
خاص کر کے یہودی۔ عیسائی اور مجوسی لشکرِ اسلام کی طرف سے بے خوف ذہ
ہو چکے تھے۔ انتشار و افتراق کی وجہ سے مسلمانوں کی ہوا اکھڑ چکی تھی اور ان کو
صحیح حالات سے باخبر ہونے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔

عبداللہ بن سبا کی پارٹی اتنی اہمیت اختیار کر گئی تھی کہ انہوں نے حضرت سید
علی رضی اللہ عنہ سے مدینۃ الرسول چھڑوا دیا اور کوفہ مملکت اسلامیہ کا دارالخلا

آج تک مدینہ منورہ اسلامی مملکت کا دارالخلافہ نہ بن سکا۔
بن گیا۔ پھر اس دن سے
زیادہ رہے کہ امیرالمومنین حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے مظلومیت اور پیاس
کو گوارا کر لیا تھا مگر مدینۃ الرسول کو چھوڑنا گوارا نہیں کیا تھا۔)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کوفہ میں

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ چھوڑ کر کوفہ تشریف لائے آپ
کے ساتھ ابن سبا کی روحانی اولاد — شرارتی طبقہ اور باغیوں کا گروہ بھی موجود
تھا حضرت علیؓ نے دارالخلافہ کے لیے کوفہ کا انتخاب اس سوچ کے ساتھ فرمایا تھا
کہ اہل کوفہ اپنے آپ کو شیعانِ علی کہلواتے اور حُبِّ اہلبیت کا دم بھرتے تھے۔
چاپلوسی کے ماہر — جی حضوری میں اوّل — چالاکی میں یکتا — جھوٹ بولنے کے
اُستاد — زبان کے میٹھے اور دل کے کالے تھے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب مجالس المومنین کے مؤلف نے کھلے دل سے
اقرار کیا ہے کہ کوفہ کے رہنے والے شیعہ مذہب رکھتے تھے۔

مجالس المومنین صفحہ ۵۶ کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

"وبالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سُنی بودن
کوفی الاصل محتاج بدلیل است۔ اگرچہ ابوحنیفہ کوفی باشد۔"

خلاصہ یہ ہے کہ تمام کوفیوں کا شیعہ ہونا اتنا واضح ہے کہ اس پر دلیل پیش
کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور کوفیوں کا سُنّی ہونا دلیل کا محتاج ہے اگرچہ
امام ابوحنیفہ کوفی تھے۔

دورِ حاضر کے شیعہ عالم مولوی محمد حسین ڈھکو (سرگودھا) اپنی کتاب
صفحہ ۵۴، ۵۴ پر لکھتے ہیں:

"اس میں کوئی شک نہیں کہ جناب امیر علیہ السلام (یعنی حضرت علی
نے کوفہ کو دارالخلافت قرار دیا اور وہ شیعانِ علی کا مرکز سمجھا
جاتا تھا"

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی جو اپنے آپ کو شیعانِ علی کہلا
تھے اور حُبِ علیؓ سے زیادہ بُغضِ صحابہؓ اور خاص کر کے بُغضِ معاویہؓ کا شکار
تقیہ باز اور مُنافق تھے۔ غداری اور بدعہدی اُن کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی پر
درجہ کے دغاباز۔ جھوٹے اور مکار تھے۔

تمام زندگی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اِن کی شرارتوں۔ خباثتوں اور
رویہ سے نالاں اور تنگ رہے۔ انہوں نے قدم قدم پر حضرت علیؓ سے بے
کی اور فریب دیئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اِن شیعوں کے متعلق وقتاً فوقتاً جو کچھ فرماتے رہے
ے شیعہ کے مشہور عالم مُلّا باقر مجلسی کی زبانی سُنیئے

معتبر احادیث میں وارد ہے کہ جب حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں
کی نافرمانی۔ مُنافقت۔ کُفر اور مخالفت سے تنگ دل ہو گئے۔
معاویہؓ کا لشکر علیؓ کے مُلک پر یلغار کر رہا تھا۔ علیؓ کے ساتھی اُن
کی مدد نہیں کر رہے تھے۔ (عجیب مُشکل کشا ہے جو اپنے ساتھیوں کی
مدد کا محتاج ہے)

www.pdfbooksfree.pk

آپ نے منبر پر فرمایا اللہ کی قسم اُٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ خدا
مجھے تم سے اُٹھا لے اور جنت کے باغوں میں جگہ دے پھر فرمایا
اے اللہ میں اِن سے دِل برداشتہ ہو گیا ہوں۔ اے اللہ مجھے
وفات دے کر اِن سے آرام بخش اور ان کو ایسے شخص سے مُبتلا
کر کہ مجھے یاد کریں"

(جلاء العیون صفحہ ۱۸۴)

شیعہ مذہب کی مُتعبر کتاب نہج البلاغۃ صفحہ ۳۹ (اُردو) میں حضرت علی رضی اللہ
عنہ کا ایک ارشادِ گرامی ہے۔

"اے کوفہ اگر تجھ میں فتنہ و فساد کی ہوائیں چلیں اور تیرے ذلیل مردم
بغاوت پر آمادہ ہوں تو خُدا تیرا بُرا کرے"

ایک اور ارشادِ علیؓ ملاحظہ فرمایئے۔

اے لشکر والو! تمہارا امیر اطاعتِ خداوندی کی طرف بُلاتا ہے
اور تُم نافرمانی کرتے ہو اور امیرِ شام (معاویہؓ) خُدا کی نافرمانی کرتا
ہے اور شام والے اِس کی اطاعت کرتے ہیں۔ قسم خُدا کی میں اس
بات کو دوست رکھتا ہوں کہ مُعاویہ مُجھ سے دس آدمی لے اور اُن
کے بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے"

(نہج البلاغت صفحہ ۱۳۱، اُردو)

شیعہ مذہب کی سب سے معتبر کتاب روضہ کلینی صفحہ نمبر ۱۰۷ میں ہے

قال ابوالحسن لو میزت شیعتی ما وجدتہم الا واصفۃ

www.pdfbooksfree.pk

حضرت علیؓ فرماتے ہیں اگر میں اپنے شیعہ کو چھانٹ کر دیکھوں تو ان سب کو صرف باتیں بنانے والا پاؤں اور اگر ان کا امتحان لوں تو وہ سب مرتد نکلیں۔

پھر جنگِ صفین میں جب حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ سے تصفیہ کے لیے ثالثی فیصلہ قبول کرنے کی حامی بھر لی اور حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کے لیے ثالث مقرر ہوئے تو شیعانِ علیؓ کے ایک گروہ نے شدید مخالفت کی۔ یہ وہی گروہ تھا جس کا مقصد مسلمانوں میں افتراق و انتشار کی کیفیت برقرار رکھنا تھا اور مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق اُن کیلئے موت کا پیغام تھا۔

اِس گروہ نے یہ کہہ کر حضرت علیؓ کی مخالفت کی کہ امامت منصوص من اللہ ہوتی ہے۔ اور اِس پر ایمان لانا توحید و رسالت اور قیامت پر ایمان لانے کی طرح فرض اور ضروری ہے۔ اور جو لوگ آپ کی بیعت نہیں کرتے اور آپ کی امامت کو تسلیم نہیں کرتے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور ایسے لوگ واجبُ القتل ہیں۔ اِس لیے معاویہ اور اس کی جماعت نے چونکہ آپ کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت نہیں کی اِس لیے وہ قرآن کے احکام کے منکر ہیں اور واجبُ القتل ہیں۔ اب آپ ایسے لوگوں سے جو کافر ہیں صلح کس طرح کر رہے ہیں اور ثالث کس بات کے لیے مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ جب کہ آپ کے مخالفین کے لیے سوائے آپ کی بیعت کرنے کے کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اور اگر آپ معاویہ اور اس کی جماعت سے صلح کے لیے آمادہ ہیں تو پھر آپ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکے ہیں۔ گویا کہ حضرت علیؓ سے اِس گروہ کا اختلاف اور جھگڑا اس

پر ہُوا کہ وہ حضرت امیر معاویہ جیسے واجب القتل شخص سے صُلح کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ اِس سے واضح ہوا کہ یہ شیعانِ علی حُبِّ علی میں اتنے آگے بڑھ گئے تھے کہ جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی اُسے کافر اور واجب القتل سمجھتے تھے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب نہج البلاغۃ صفحہ ۷۲ میں ہے

جنگِ صفین میں معاملہ تحکیم پر خوارج نے کہا آپ نے اِس معاملہ میں خطا کی ہے:

پھر نہج البلاغۃ کے صفحہ ۷۰ میں درج ہے کہ

"اصحاب امیر المومنین سے ایک شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ پہلے تو آپ نے جنگِ صفین میں ہمیں حَکم مقرر کرنے سے منع کیا پھر خود حُکم تسلیم کر لیا۔ ہم نہیں جانتے کہ اِس امر و نہی میں کون سی چیز باعثِ ثواب ہے یہ سُنتے ہی حضرت علیؓ نے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور افسوس کے ساتھ فرمایا یہ خبر اِس شخص کی ہے جو عقد کو توڑ ڈالے!

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعانِ علیؓ کا یہ گروہ جو حضرت علیؓ سے صرف اس جرم سے ناراض ہُوا اور جماعت سے خارج ہُوا کہ سیدنا علیؓ نے معاویہؓ سے صُلح کے لیے ثالثی فیصلہ ماننے کی حامی کیوں بھری ہے؟ اس لیے اُنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو کافر کہنے کے ساتھ ساتھ اب حضرت علی کو بھی کافر کہنا شروع کر دیا۔ یہ بدبخت گروہ خارجی کہلایا۔

www.pdfbooksfree.pk

لیکن آج بہت سے نام نہاد اہلِ علم و دانش — مسندِ رسولؐ
وارث بے خبر واعظ — پیشہ ور مقرر — جاہل مبلغ — دین سے ناواقف
صحافی — صحیح تاریخ سے نابلد وکلاء — فہم و فراست سے عاری معلّمین
مکھی پر مکھی مارنے کے عادی عوام و خواص یہ سمجھتے ہیں کہ خارجی وہ لوگ
جو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ
کو حق بجانب سمجھتے ہیں اور سیّدنا معاویہؓ کو تمام الزامات سے بری جانتے
اور حضرت معاویہ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں اور سیّدنا معاویہؓ
احترام اسی طرح کرتے ہیں جس طرح سیّدنا علیؓ کا احترام کرتے ہیں۔

حالانکہ خارجی حقیقت میں وہ لوگ تھے جو شروع میں حضرت علیؓ کے سا
محبت اور دوستی کا دم بھرتے تھے اور اپنے آپ کو شیعانِ علی کہتے
اور حضرت علیؓ کی امامت کو منصوص من اللہ جانتے تھے۔ اور حضرت معاویہؓ
صرف اس لیے موردِ الزام ٹھہراتے اور کافر کہتے تھے کہ اُنہوں نے سیّدنا
علیؓ کی بیعت نہ کر کے احکامِ قرآن کی خلاف ورزی کی ہے۔

جب حضرت علیؓ نے تحکیم کا فیصلہ منظور کرنے کا اعلان کیا تو یہ لوگ
سیّدنا علیؓ کے بھی مخالف ہو گئے اور کہنے لگے چونکہ معاویہؓ نے بیعت نہ
کر کے کفر کا ارتکاب کیا ہے اسلیئے وہ واجب القتل ہے۔ اب آپ نے اس
کے ساتھ ثالثی کے فیصلے اور صلح کی بات ہے اس بنا پر آپ بھی کافر ہو
گئے ہیں۔

مگر آج گنگا اُلٹی بہتی ہے کہ جو لوگ صحابی ہونے کی حیثیت سے حضرت

کا بھی احترام کرتے ہیں اور اُن کے فضائل بیان کرتے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰؓ
کی تعریف و توصیف اور عظمت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ انہیں بے دھڑک
خارجی کہہ دیا جاتا ہے۔

اِن عقل کے اندھوں کو اُلٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو لوگ حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے دوست
اور محبّ تھے اور جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اور اپنے
آپ کو علیؓ کا شیعہ کہلانے میں فخر محسوس کیا وہ غدار اور دغا باز نکلے
اُنہوں نے حضرت علیؓ سے بے وفائی کی اور بد عہدی کی اور حضرت علیؓ ہمیشہ
ان سے نالاں رہے اور شیعانِ علیؓ میں سے جو خارجی بنے اُنہوں نے
حضرت علیؓ کو کافر تک کہا پھر ان ہی غداروں اور منافقوں کے ہاتھوں حضرت
سیّدنا علیؓ شہید ہوئے۔

قاتل علی المرتضیٰؓ عبدالرحمان بن ملجم جس کو مصر سے محمد بن ابی بکر نے بھیجا
تھا کہ کوفہ جاؤ اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعتِ امامت کرو۔ یہ ملعون بظاہر
حضرت علی المرتضیٰؓ کی دوستی اور محبت کا دعویٰ کرتا تھا اُس نے خدمتِ
عالیہ میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ میری بیعت خلافت قبول کی جائے۔ لیکن حضرت
علیؓ اس کی بیعت قبول کرنے سے انکار کرتے رہے۔ یہ مسلسل تین دن منت
اور سماجت کرتا رہا اپنی وفاداریوں کا یقین دلاتا رہا۔ آخر تین دن کے بعد آپ
نے اس ملعون کی یقین دہانی پر اعتماد کر کے اس کی بیعت کو قبول کر لیا۔

www.pdfbooksfree.pk

اب یہ شیعانِ علیؓ میں شامل ہُوا۔ بظاہر سیدنا علیؓ کی محبت کا دعویٰ کرتا عشق جتلاتا اور اُلفت کا دم بھرتا تھا مگر اندر ہی اندر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کی خوفناک تدبیریں سوچتا رہتا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ کے ثالث ماننے کی وجہ سے جب شیعانِ علیؓ کا یہ ملعون گروہ حضرت علیؓ پر کفر کا فتویٰ لگا کر اُن سے الگ ہُوا اور علیحدہ ایک قوت اور طاقت بنالی تو جنگِ نہروان میں حضرت علیؓ نے ان کی قوت کو پاش پاش کر دیا اور انہیں شکستِ فاش دی۔ ان کی کمر ٹوٹ گئی اور یہ اپنی اپنی جگہ دُبک کر بیٹھ گئے مگر ملّتِ اسلامیہ کا پُرسکون ہونا اور اربابِ حکومت کا مطمئن ہونا اور بلادِ اسلامیہ میں امن و امان قائم ہونا اِن شرارتیوں کو ایک لمحہ بھی گوارا نہیں تھا اس صورتِ حال پر یہ اندر ہی اندر کُڑھتے رہتے مگر ان کا کوئی بس نہیں چلتا تھا کہ پُرامن ماحول کو پراگندہ کر دیں۔

پھر یہ بکھرے ہُوئے شکست خوردہ ملعون سر جوڑ کر بیٹھے، آپس میں مشورہ کیا سوچا اور پھر طے پایا کہ

اس وقت ملّتِ اسلامیہ کے پاس تین شخصیتیں ایسی ہیں جو عظیم بھی ہیں اور قابلِ قدر بھی — صاحبِ تدبّر بھی اور بہادر بھی — اہلِ علم بھی اور صاحبِ سیاست بھی — فہم فراست کے مالک بھی اور صاحبِ حلم بھی اور ذہین آدمی اس مقام و مرتبہ کے مالک ہیں کہ مملکتِ اسلامیہ کے تمام مُسلمان اِن پر اتفاق کر سکتے ہیں اور اِن میں سے ہر ایک اس شان اور اِس صلاحیت کا مالک ہے کہ وہ بکھرے ہُوئے بے طاقت مُسلمانوں کو کسی وقت بھی ایک لڑی میں پرو کر

کُفر کے خلاف ننگی تلوار بنا سکتا ہے۔

١. امیرالمومنین، دامادِ نبیؐ، فاتحِ خیبر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ،

٢. صاحبِ تدبّر و فراست، "اَحلم اُمّتی" کے مصداق کاتبِ وحی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ،

٣. فاتحِ مصر، صاحبِ فہم و فراست، بے حد زیرک و دانا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ،

جب تک اِن تینوں کو ٹھکانے نہیں لگا دیا جاتا اور اِن سے نجات حاصل نہیں کی جاتی اس وقت تک یہ احتمال موجود ہے کہ مُسلمان اِن تینوں میں سے کسی ایک پر متفق ہو کر اجتماعی قوت پیدا کر لیں اور مُسلمان ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو جائیں۔

اِن منافقین کو یہ بھی علم تھا کہ مُسلمانوں کا اتحاد اور اتفاق۔ یک جہتی و یگانگت ہی ہماری موت ہے اور ہماری کامیابی و کامرانی کا راز صرف اور صرف اس میں ہے کہ مُسلمان بکھرے رہیں۔ اس لیے اتحاد و اتفاق کی علامت، اِن تین عظیم شخصیات کو راستے سے ہٹانا ضروری ہے۔

چنانچہ اِن ملعون خوارج میں سے تین سرکردہ اشخاص ١. عبدالرحمان بن ملجم ٢. برک بن عبداللہ تمیمی اور عمرو بن بکر تمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہُوئے اور یہ منصوبہ بنا کر اِن تین عظیم آدمیوں کو رمضان المبارک کی ۱۷ یا ۲۱ تاریخ کو قتل کر دیا جائے تاکہ اس کے بعد ملّتِ اسلامیہ کو نہ کہیں پناہ مل سکے اور نہ ہی کو سر چھپانے کی جگہ میسر آئے اور وہ سیاسی لحاظ سے یتیم ہو جائیں۔

www.pdfbooksfree.pk

برک بن عبداللہ تمیمی نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا قتل عمرو بن بکر تمیمی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قتل اپنے ذمہ لیا۔ اور عبدالرحمان ابن ملجم نے کہا کہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خاتمہ میں کروں گا۔ یہ تینوں بدبخت اپنے منصوبے پر عمل درآمد کے لئے اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

مقررہ تاریخ کو عمرو بن بکر تمیمی مصر کی مرکزی مسجد میں پہنچا۔ صبح کی نماز کا وقت تھا اُس نے خنجر سے وار کیا مگر خوش قسمتی سے اُس دن مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص علالت طبع کی وجہ سے مسجد میں تشریف نہ لا سکے ان کی جگہ حضرت خارجہ بن حذیفہ امامت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور وہ اس ظالم کے حملہ سے شہید ہو گئے۔

برک بن عبداللہ تمیمی نے جامع مسجد دمشق میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا مگر وار خطا گیا۔ حضرت معاویہؓ زخمی ضرور ہوئے مگر قاتل کا مقصد پورا نہ ہو سکا اور اللہ نے اُن کو بچا لیا۔

عبدالرحمان بن ملجم جو جامع مسجد کوفہ کے باہر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی انتظار میں تھا اُس نے سیدنا علیؓ پر زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے وار کیا جو کاری ثابت ہوا اور سیدنا علیؓ شہید ہو گئے۔ شہادت ان کی دلی تمنا اور آرزو تھی۔ خداوند قدوس نے آپ کو شہادت کا بلند ترین مقام عطا فرما کر آپ کی اس تمنا کو پورا فرما دیا۔

حضرت سیدنا حسن بن علیؓ تختِ خلافت پر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کے بعد شیعان کوفہ نے

آپ کو بڑے صاحبزادے نواسۂ رسولؐ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اور امام منتخب کر لیا۔

اور سیدنا علیؓ نے بھی زخمی حالت میں حضرت حسنؓ کو قائم مقام امام بنا کر اس طرف اشارہ فرما دیا تھا۔

بلکہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۱ میں واضح موجود ہے۔

اِنَّ علیاً علیہ السلام اوصٰی بھا الیہ وافاض
ردائھا علیہ فھو علیہ السلام مسئلہ اجماع وقد
سَلِم المذھبُ امامتہ عن النزاع۔

حضرت علیؓ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت حسن کو اپنا وصی اور ولی عہد بنا دیا اور خلافت کی چادر اُن کو پہنا دی۔ لہٰذا حضرت حسن کی خلافت ایک اجماعی مسئلہ ہے اور ہر قسم کے تنازعات سے پاک ہے۔

جب حضرت حسنؓ امیر المومنین بنے تو شیعان کوفہ نے اُن کو اس بات پر ابھارا کہ معاویہؓ کے ساتھ فیصلہ کن جنگ ہونی چاہیئے تاکہ پورے عالمِ اسلام پر آپ کی حکومت بلا شرکت غیرے ہو۔ (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۵۹)

مگر حضرت حسنؓ خداداد فراست و دانائی سے اچھی طرح سمجھتے تھے کہ یہ لوگ دھوکہ باز فریبی اور بے وفا ہیں یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان ہمیشہ آپس میں لڑتے رہیں اور ان کی طاقت کمزور ہوتی رہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حضرت حسنؓ اپنے والد گرامی قدر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی ہمیشہ مشورہ دیتے رہے تھے کہ آپ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کر کے دشمنانِ اسلام کو خوش ہونے کا موقع فراہم نہیں کرنا چاہیے۔ اور جو تلواریں کبھی کفار کے خلاف بے نیام ہوتی رہی ہیں اُن تلواروں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے مقابلے میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

حضرت حسنؓ بار بار اپنے والدِ مکرم حضرت علیؓ کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح حضرت معاویہؓ کے ساتھ صُلح کی بات چیت ہو، مسلمان آپس کی شکر رنجیاں اور ناراضیاں بھول جائیں اور یک جان ہو کر کُفر کے مقابلے میں دو دھاری تلوار بن جائیں۔

مگر اُن کا یہ صائب مشورہ شیعانِ علی کی کثرت کے سامنے اور اُن کی مکروہ تدبیروں کے آگے دب جاتا تھا۔

جب اقتدار کی کرسی پر حضرت حسنؓ خود براجمان ہوئے اور تمام تر اختیارات بلا شرکت غیرے اُن کے ہاتھ میں تھے، چنانچہ انہوں نے اپنی فوج کے کمانڈروں، جرنیلوں اور سرداروں کو جمع کیا اور پوچھا بتلاؤ تمہارے کیا ارادے ہیں؟ کیا معاویہ سے جنگ کے لیئے تیار ہو؟ اور جنگ ہو تو کیا میرا ساتھ دو گے؟ کہنے لگے ہم آپ کے لیئے جان اور مال کی بازی لگانے کو تیار ہیں ہم کٹ جائیں گے مگر قدم پیچھے نہیں ہٹائیں گے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اچھا تیاری کرو تمہارے جوہر کا امتحان اور وفاؤں کی پرکھ میدانِ جنگ میں ہو گی۔

اِدھر حضرت حسنؓ کو یہ کہہ کر گئے اور اُدھر حضرت امیر معاویہؓ کو خط لکھے اگر ہم حسنؓ کو گرفتار کر کے آپ کے پاس لائیں تو کیا انعام اور معاوضہ ملے گا؟ واہ رے شیعانِ علیؓ اور شیعانِ حسنؓ تمہاری وفا اور دوستی پر قربان۔ ظالمو تم نے شروع دن سے ہی خانوادۂ علیؓ کو ستانا، مارنا، تنگ کرنا اور تکلیف دینا اپنا منشور اور نصب العین سمجھا۔

حضرت حسنؓ کے جاسوسوں نے اُن کو شیعانِ علیؓ کی اس بدعہدی، بے وفائی اور غداری کی اطلاع دی کہ جناب

"جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے"

یہ افسوسناک خبر سُن کر حضرت حسنؓ نے فیصلہ کر لیا کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو ہمارا شیعہ کہتے ہیں دراصل دینِ اسلام کے دشمن اور ملّتِ اسلامیہ کے غدار ہیں۔ ان پر مزید بھروسہ کرنا دانشمندی کے خلاف ہوگا یہ کسی وقت بھی میری قیمت وصول کر سکتے ہیں اس لیئے کہ شرم و حیا نام کی کوئی چیز اِن کے قریب پھٹکی ہی نہیں۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہؓ سے صُلح کر کے مسلمانوں کی قوت و طاقت کو یکجا کرنا چاہیئے تاکہ کفار کے خلاف منظم جہاد ہو سکے اور یکسوئی سے فتوحات کا سلسلہ شروع ہو اور ان بدفطرت شرارتیوں کو منہ کی کھانی پڑے۔

حضرت حسنؓ نے اپنے لشکر کے سرداروں کو بُلایا اور فرمایا میں حضرت معاویہؓ سے صُلح کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے پُوچھا یہ صُلح کس نکتے پر ہو گی؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا میں خلافت و امامت سے دستبردار ہو کر خلافت و امارت اور حکومت حضرت امیر معاویہؓ کے سُپرد کر دوں گا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت امارت د

www.pdfbooksfree.pk

خلافت کروں گا۔

یہ سُن کر شیعانِ علیؓ کے تیور بدل گئے انہیں اپنے خطرناک منصوبے خاک میں ملتے نظر آئے۔ مذموم مقاصد پر اوس پڑتی دکھائی دی۔ اُن کی تو کامیابی کا دارومدار مسلمانوں کے اختلاف و انتشار اور پھوٹ میں تھا۔ اگر حضرت حسنؓ سیدنا معاویہؓ سے صلح کرلیں تو اُن کی تمام تر کوششیں اور جدوجہد ناکام ہوتی تھی۔ اس لیے اُنہوں نے حضرت حسنؓ کی یہ بات سُن کر ایک دوسرے کی طرف تعجب کی نگاہ سے دیکھا اور جو کچھ کہا اور سیدنا حسنؓ سے سلوک کیا اُسے شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں سے ملاحظہ فرمایئے۔

فَقَالُوْا وَاللّٰهِ یُرِیْدُ اَنْ یُّصَالِحَ مُعَاوِیَةَ وَیُسَلِّمَ الْاَمْرَ اِلَیْهِ کَفَرَ وَاللّٰهِ الرَّجُلُ کَمَا کَفَرَ اَبُوْہُ فَانْتَهَبُوْا فُسْطَاطَهٗ حَتّٰی اَخَذُوْا مُصَلَّاہُ مِنْ تَحْتِهٖ وَنَزَعَ مِطْرَفَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جِعَالٍ وَطَعَنَهٗ جَرَّاحُ بْنُ سِنَانٍ فِیْ فَخِذِهٖ

(مناقب آلِ ابی طالب صفحہ ۳۳/۴)

(جب شیعان علیؓ کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت حسنؓ معاویہؓ سے صلح کرنا چاہتے ہیں) تو کہنے لگے خدا کی قسم حسنؓ معاویہؓ سے صلح کرنا چاہتا ہے یہ تو اپنے والد کی طرح کافر ہو گیا ہے یہ کہہ کر اُن کے خیمہ پر حملہ آور ہوئے حضرت حسنؓ کے نیچے سے جائے نماز کھینچ لی۔ عبدالرحمان بن جعال نے چادر اُن کے کندھے سے اُتار لی اور جراح نے آپ کی ران میں تیر مار کر آپ کو زخمی کر دیا۔

حضرت حسنؓ کا ایک اور ارشاد پڑھیے فرمایا

اے عراقیو تمہارے تین کرتوتوں کی بنا پر میں نے تم سے کنارہ کشی کر لی ہے۔

۱۔ تم نے میرے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔

۲۔ تم نے میرے خیمہ پر حملہ آور ہو کر میرا سامان لوٹ لیا۔

۳۔ تم نے میرے پیٹ میں نیزہ مار کر مجھے زخمی کیا۔

میں نے امیر معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے لہٰذا اب تم کو ان کے احکام ماننا اور ان کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔

(مروج الذہب مسعودی ج ۲ ص ۲۱)

قارئینِ محترم! جن بدبخت اور بدطینت لوگوں نے سیدنا معاویہؓ سے صلح کرنے پر حضرت حسنؓ کی توہین کی — گالیاں بکیں — تبرا کیا — خیمہ پر حملہ آور ہوئے اور خیمہ لوٹا — اُن کے نیچے سے مُصلّٰی کھینچا — خنجر کے وار کر کے زخمی کیا — ان کو مذلّ المومنین (مومنوں کو ذلیل کرنے والا) کہا — اور حضرت حسنؓ اور سیدنا علیؓ کو صاف اور واضح لفظوں میں کافر کہا — ستایا اور دُکھ دیئے — مسائل اور مصائب میں مبتلا کیا۔ یہ لوگ کون تھے؟ ان کا مذہب کیا تھا؟ یہ اپنے آپ کو کیا کہلاتے تھے؟

اس کا فیصلہ بجائے اس کے کہ میں یا آپ یا کوئی مجتہد اور ذاکر کرے اس کا فیصلہ خود حضرت سیدنا حسنؓ کر چکے ہیں کہ میرے ساتھ جو کچھ سلوک کیا ہے کوفہ والوں نے کیا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حوالے کے لیے دیکھیے احتجاج طبرسی شیعہ مذہب کی معتبر کتاب صفحہ ۱۴۸ جلد ۲
حضرت حسنؓ نے فرمایا۔
ناسخ التواریخ صفحہ ۲ جلد ۱

واللہ اری ان معاویة خیر لی من ھؤلاء یزعمون انھم لی شیعة ابتغوا قتلی وانتھبوا ثقلی واخذوا مالی واللہ لان اخذ من معاویة عھدا احقن بہ دمی وآمن بہ فی اھلی خیرا من ان یقتلونی فیضیع اھل بیتی واھلی واللہ لو قاتلت معاویة لاخذوا بعنقی یدفعونی سلما۔

اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ معاویہؓ میرے لیے اُن لوگوں سے بہتر ہے جو کہتے ہیں کہ ہم تیرے شیعہ ہیں۔ ان شیعوں نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ میرا سامان لوٹ لیا۔ میرا مال چھین لیا۔ اللہ کی قسم اگر میں معاویہؓ سے عہد کر لوں جس سے میری جان بچ جائے اور میرے گھر والے امن حاصل کریں تو اس سے بہتر ہے کہ شیعہ مجھے قتل کر دیں اور میرا گھر برباد ہو جائے۔ اللہ کی قسم اگر میں معاویہ سے جنگ کروں تو یہی شیعہ میری گردن سے پکڑ کر مجھے معاویہ کے سپرد کر دیں گے"۔

حضرت حسنؓ کے اس ارشادِ گرامی کو ایک بار پھر پڑھیے۔ اہلِ تشیع کے دوسرے امام معصوم حضرت حسنؓ ربِ کعبہ کی قسم اُٹھا کر یقین دلاتے ہیں کہ میرے تو جو شرمناک سلوک ہُوا یہ سب شیعوں کا کیا دھرا ہے۔ اور اِن شیعوں سے میرے لیے معاویہ بہتر ہیں جو اِن نازک حالات میں بھی محبت و پیار اور شفقت

سے لبریز خط لکھ کر میری راہنمائی کر رہے ہیں اور صُلح کی خواہش کا اظہار کر رہے ہیں۔

حضرت معاویہ کے خطوط کا ذکر اور اِن خطوط کا مضمون شیعہ مذہب کی کتاب ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۰ میں دیکھیے۔ تحریر فرماتے ہیں

"جب امیر معاویہ کو حضرت حسن کے لشکر کے منتشر ہو جانے کی خبر ملی تو مہر و محبت کے خطوط پے در پے لکھے جن میں لکھا اے میرے چچا کے بیٹے میرے اور تیرے درمیان جو رشتہ داری ہے اُسے نہ کاٹو اِن لوگوں نے صرف آپ سے ہی نہیں آپ کے والد حضرت علی سے بھی غداری کی ہے۔

اس کے ساتھ ہی حضرت امیر معاویہؓ نے کوفی لشکر کے سرداروں کے وہ خطوط بھی حضرت حسنؓ کو بھیج دیئے جو خطوط کوفی سرداروں نے امیر معاویہؓ کو لکھے تھے۔ اُن خطوط میں اِن غداروں نے حضرت امیر معاویہؓ کو لکھا تھا

"اے امیر معاویہؓ ہماری طرف کوچ کرو جب تم پہنچو گے تو ہم حسن کو اس کے ہاتھ گردن سے باندھ کر تمہارے سپرد کر دیں گے یا خود انہیں قتل کر دیں گے"۔

اِن دگرگوں حالات کو دیکھتے ہُوئے حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ کی طرف پیغامِ صُلح روانہ کیا کہ میں آپ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوتا ہُوں اور چند شرائط پر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اُن شرائط کو اگر آپ تسلیم کر لیں تو پھر آپ میرے امام اور میں آپ کا مقتدی ــ آپ حاکم اور میں محکوم ــ آپ امیر اور میں رعایا ــ آپ ہر محاذ پر آگے اور میں آپ کے پیچھے

www.pdfbooksfree.pk

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سفید کاغذ پر دستخط کر دیئے کہ جو شرائط آپ کے حق میں آئیں تحریر کر دیجیے مجھے بلا حیل وحجت منظور ہوں گی اس لیے کہ

امیر معاویہؓ کی بھی دلی خواہش تھی کہ مسلمان ایک محاذ پر اکٹھے ہوں ان کی آپس کی تلخیاں مٹ جائیں تاکہ یہود دیوں۔ منافقوں۔ کفار اور دیگر دشمن اسلام قوتوں کا شدت سے تعاقب کر کے اُن کا قلع قمع کیا جا سکے۔

حضرت حسنؓ نے اپنے برادر عزیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے مشورے کے بعد مندرجہ ذیل شرائط پر صلح کر لی۔

۱. مجھے اور میرے تمام ساتھیوں کو جان کی امان حاصل ہوگی۔

۲. مجھے اور میرے بھائی حسینؓ کو بیت المال سے سالانہ ایک خاص رقم وظیفہ دیا جائے گا۔

۳. لوگوں کے ساتھ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے مطابق برتاؤ کرو گے اور خلفائے راشدین کی طرح فیصلے کرو گے۔

۴. مسلمانوں کی خلافت و امامت کا معاملہ مسلمانوں کے باہمی مشورہ سے طے ہوگا۔

(کشف الغمہ صفحہ ۱۷۰ جلد ۱ طبری)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبہ کے تحت پہلے ہی صلح کے لیے ہمہ تن تیار تھے انہوں نے ان تمام شرائط کو آنکھیں بند کر کے قبول کر لیا۔ اس طرح مسلمانوں کے مابین خوشگوار ماحول میں صلح ہو گئی اور سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ اور اُن کے ساتھیوں نے حضرت معاویہؓ

کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُن کو مملکتِ اسلامیہ کا متفقہ قائد اور امیر المومنین تسلیم کر لیا۔ اور تمام عمر یہ دونوں بھائی اس بیعت پر قائم رہے۔

صلح کے اس واقعہ کو شیعہ سُنی کتب نے درج کیا ہے ہم شیعہ کتب کے آئینے میں اس واقعہ کو دیکھتے ہیں۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب رجال کشی صفحہ ۱۰۲ میں ہے

سَمِعْتُ اَبَا عَبْدُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ اِنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمَا اَنْ اَقْدُمْ اَنْتَ وَالْحُسَيْنُ وَاَصْحَابُ عَلِيٍّ فَخَرَجَ مَعَهُمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ الْاَنْصَارِيُّ وَقَدِمَ الشَّامَ فَاَذِنَ لَهُمْ مُعَاوِيَةُ وَاَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءَ وَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ ثُمَّ قَالَ يَا قَيْسُ قُمْ فَبَايِعْ فَالْتَفَتَ اِلَى الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْظُرُ مَا يَاْمُرُهُ فَقَالَ يَا قَيْسُ اِنَّهُ اِمَامِيْ يَعْنِي الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت جعفر صادقؒ نے فرمایا کہ معاویہؓ نے حضرت حسنؓ کی طرف خط لکھا کہ آپ خود اپنے برادر عزیز حسینؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں کے ساتھ میرے ہاں تشریف لائیں۔ حضرت حسنؓ جب اُن کو لے کر چلے تو اُن کے ساتھ قیس بن سعد انصاری بھی تھے جب یہ حضرات شام پہنچے تو امیر معاویہؓ نے ان کو اندر آنے کی اجازت دی اور اُن کے لیے خطیب مقرر کیے پھر حضرت حسنؓ

www.pdfbooksfree.pk

کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے حسنؓ اُٹھیے اور بیعت کیجیے وہ اُٹھے اور بیعت کر لی۔ پھر حضرت حسینؓ سے کہا آپ اُٹھیے اور بیعت کیجیے وہ بھی اُٹھے اور انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر قیس بن سعد سے کہا تم بھی اُٹھو اور بیعت کر لو۔ قیس بن سعد نے حضرت حسینؓ کی طرف دیکھا کہ اس بارے میں ان کی رائے کیا ہے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا! قیس حضرت حسنؓ میرے امام ہیں (یعنی جو کچھ حسنؓ نے کیا ہے ہمیں اس میں تردد نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے حسنؓ نے جب سیدنا معاویہؓ کی بیعت کر لی ہے لہٰذا تم بھی معاویہؓ کی بیعت کر لو۔)

حضرت حسنؓ نے جب سیدنا معاویہؓ کی بیعت کر لی اور معاویہؓ کو اپنا امام اور امیر مان لیا تو کچھ بدبختوں نے حضرت حسنؓ کو ملامت کی تو حضرت حسنؓ نے فرمایا تمہاری بربادی ہو تم نہیں جانتے میں نے جو کچھ کیا ہے۔ اللہ کی قسم دُنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کے لیے بہتر ہے۔

(احتجاج طبرسی صفحہ ۹ جلد ۲)

قارئینِ گرامی! مندرجہ بالا دو حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ شیعہ کے دو معصوم اماموں نے حضرت معاویہؓ کے گھر جا کر اُن کے ہاتھ پر بیعت کو دُنیا و مافیہا سے بہتر سمجھا ہے۔

دوسری طرف اہلِ تشیع کا بنیادی عقیدہ ہے کہ امام منصوص من اللہ معصوم عن الخطا ہوتا ہے اور نبوت کی تمام تر صفات اس میں پائی جاتی ہیں کیا دیانت و امانت کے نام پر شیعوں سے پُوچھ سکتے ہیں کہ جب تمہارے دو

معصوم اماموں نے حضرت معاویہؓ کو اپنا امام مان لیا ہے تو تم معاویہؓ کو اپنا امام کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ اور جو تمہارے دو معصوم کا بھی امام ہے اُس پر تبرا کرتے ہوئے اسے گالیاں بکتے ہوئے۔ اس پر صبح و شام لعنت بھیجتے ہوئے تمہیں شرم بھی نہیں آتی۔

کیا تم اتنا بھی نہیں سوچ سکتے ہو کہ اگر معاویہ (العیاذ باللہ) کافر و فاسق تھا تو پھر اس کافر و فاسق کی بیعت کرنے والے حسنین کریمینؓ پر کیا فتویٰ صادر ہو گا؟ اور کافر کو اپنا امام اور امیر ماننے والے پر کیا الزام آئے گا؟ اور پھر صرف یہی نہیں کہ بیعتِ خلافت و امامت فرمائی ہو اور امیر معاویہ کو اپنا امام مانا ہو بلکہ دونوں بھائیوں نے سیدنا معاویہؓ سے سالانہ وظیفے بھی وصول کیے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب شرح نہج البلاغہ ابن حدید صفحہ ۲۸۲ جلد نمبر ۳ میں ہے

فَاِنَّهٗ كَانَ يُجِيْزُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اِبْنَيْ عَلِيٍّ فِيْ كُلِّ عَامٍ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِاَلْفِ اَلْفِ دِرْهَمٍ

حضرت معاویہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ میں سے ہر ایک کو لاکھ لاکھ درہم سالانہ وظیفہ دیا کرتے تھے!

کیا ہم سوال کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ یہ وظیفہ کس سے لیا جا رہا ہے؟ اور یہ مطالبہ کس کے سامنے ہو رہا ہے؟ اگر حضرت معاویہؓ کی خلافت اسلامی خلافت نہیں تھی۔ اگر معاویہؓ قرآن و سنت کے احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ اگر معاویہؓ عدل و انصاف کے تقاضے پُورے نہیں کرتے تھے۔ اگر معاویہؓ کینہ پرور

اور ظالم تھے تو پھر اس خلاف شریعت اور بددیانت حکومت کے سربراہ کے دربار میں ہر سال جا کر وظیفے وصول کرنے والوں کا دامن کس طرح صاف کرو گے؟

اسی لیے تو ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ شیعہ جس طرح امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے اُسی طرح وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ کا بھی دشمن ہے اور جس طرح وہ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمانؓ۔ حضرت معاویہؓ کا دشمن ہے۔ اسی طرح وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کا بھی دشمن ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و معاویہؓ پر ظاہرا تبرا کرتا ہے اور خانوادہ علیؓ پر محبت کے غلاف میں لپیٹ کر تبرا کرتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے دستبرداری اور صلح کر لینے کے بعد ملت اسلامیہ کے مسلمان ایک بار پھر متفقہ امام اور امیر المومنین سیدنا معاویہؓ کی امامت و خلافت پر اکٹھے ہو گئے اور عالم اسلام میں سے ایک شخص نے بھی سیدنا معاویہؓ کی بیعت سے انکار نہیں کیا اسی لیے اس سال کا نام عام الجماعت مشہور ہوا۔ مسلمان پھر ایک لڑی میں پروئے گئے۔ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو گئے اور ایک متفقہ امام کی امامت پر متفق ہو گئے اور ایک عظیم قائد کی قیادت میں جمع ہو گئے۔ حضرت سیدنا حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کر کے اور جنگ کا دروازہ بند کر کے اپنے نانا کی پیشین گوئی کو پورا فرما دیا۔ اور سرکار کائنات امام الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مبارک الفاظ کی عملی تصدیق بن گئے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور حضرت حسنؓ پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور پھر اپنے نواسے حضرت حسنؓ کی طرف نظر اٹھاتے۔ کائنات کے سب سے بڑے صادق و امین انسان نے اللہ کی منشاء اور وحی کا اشارہ پا کر ارشاد فرمایا۔

اِنَّ ابْنِیْ ھٰذَا سَیِّدٌ لَعَلَّ اللہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ عظمتین مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(بخاری شریف۔ کشف الغمہ شیعہ ص ۵۴۶ ج ۱)

بے شک میرا یہ حسن بیٹا سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

مسلمانوں کی دو عظیم جماعتیں

حدیث کے ان الفاظ پر تعصب و ضد سے کنارہ کش ہو کر غور فرمایئے کہ آج حضرت سیدنا معاویہؓ کو حُبِّ اہل بیت کے کذاب دعویداروں نے کافر و منافق کہا۔ اسلام کا دشمن اور خاندان نبوت کا ویری کہا۔ ان پر تبرا کیا اور گالیاں نکالیں۔

اور بدقسمتی سے کچھ اپنوں نے تاریخ کی تاریکیوں میں ہوش و حواس گم کر کے اور تاریخ کو وحی کا درجہ دے کر سیدنا معاویہؓ کو باغی۔ فتنہ و فساد کا بانی — دورِ جاہلیت واپس لانے والا — بدعات ایجاد کرنے والا —

www.pdfbooksfree.pk

اور خلافت کو ملوکیت میں بدلنے والا کہا۔

مگر باوجود اس کے کہ اُن کی ایک جنگ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منافقین کی شرارتوں اور پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی بناء پر ہو چکی ہے۔ آپ حضرت حسنؓ نے اُن سے صُلح کر کے اور اُن کی بیعت کر کے اپنوں اور غیروں کے مُنہ بند کر دیئے۔

کہ لوگو! اگر معاویہؓ باغی ہوتا۔ فتنہ و فساد پھیلانے والا اور اسلام کا دشمن مال غنیمت میں خیانت کرنے والا ہوتا تو علیؓ کا غیرت مند بیٹا اُس کی طرف صُلح کا ہاتھ نہ بڑھاتا۔ اگر معاویہؓ کا فرد بے دین ہوتا تو نواسۂ رسول اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ نہ رکھتا۔ معاویہؓ اگر بدعات ایجاد کرنے والا ہوتا تو فاطمہؓ کا جگر گوشہ اُسے اپنا امام نہ مانتا۔ اگر معاویہؓ جاہلیت کے تصورات رکھنے والا ہوتا تو حسنؓ اس کی محفل میں کبھی نہ بیٹھتا۔ معاویہؓ اگر میرے باپ سیدنا علیؓ کا دشمن خطبوں میں میرے باپ کو گالیاں نکالنے والا ہوتا تو حسنؓ اور حسینؓ ہر سال معاویہؓ سے لاکھوں روپے بطور وظیفہ وصول نہ کرتے۔

سیدنا حسن بن علی کے تدبر و فکر۔ فہم و فراست۔ سیادت و دانشمندی۔ علم و حلم۔ اور اخلاص کو لاکھوں سلام جنہوں نے سیدنا معاویہؓ سے صُلح کر کے دشمنانِ اسلام کے زہریلے پروپیگنڈے کا مُنہ توڑ جواب دیا اور ثابت کیا کہ لوگو! معاویہؓ صرف یہی نہیں کہ مُسلمان تھے بلکہ وہ میرے نانا کے فرمان کے مطابق فِئَتَیْنِ عَظِیْمَتَیْنِ کے قائد تھے۔ اسی لیے میں نے اُن کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر لی ہے۔

۴۷ھ یا ۴۹ھ میں جب نواسۂ رسولؐ سیدنا حسن بن علی کا انتقال ہوا تو دشمنانِ اسلام شیعانِ کوفہ نے پھر حرکت شروع کی اور سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے کہ حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صُلح کر کے بیعت امامت کی تھی اب ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ آپ انھیں اور معاویہؓ کی بیعت توڑ کر ان کے خلاف لشکر کشی فرمائیں۔ (کشف الغمۃ۔ الارشاد صفحہ ۲۰۰)

حضرت حسینؓ اِن شرارتیوں کی خباثت اور فساد کو خوب سمجھتے تھے فرمایا کان کھول کر سنو! معاویہؓ کو میرے بڑے بھائی حسنؓ نے امام مانا تھا میں جیتے جی کبھی معاویہؓ کی بیعت نہیں توڑوں گا۔

کیا آج میں حضرت حسینؓ کے نام نہاد عاشقوں سے پوچھ سکتا ہوں کہ حضرت حسینؓ کی طرف جھوٹی نسبت کر کے گھوڑے کا بھی احترام کرتے ہو اُن کا نام سُن کر مگرمچھ کے آنسو بھی بہاتے ہو۔ اُن کے نام پر ماتم کی مجلس بھی بپا کرتے ہو مگر اس معاویہؓ کو گالیاں دیتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی جو حسینؓ جیسے عظیم انسان کا امیر بھی تھا امام بھی محسن بھی تھا اور مقتدا بھی۔ کبھی تنہائی میں بیٹھ کر غور کر لیا کرو کہ وہ امام کتنا رفیع المرتبہ ہو گا جس کا مقتدی حضرت حسنؓ جیسا نواسۂ رسولؐ ہو اور جس کا مقتدی حسینؓ جیسا بلند مرتبہ ہو وہ پیشوا کتنا عظیم ہو گا۔

بہر کیف حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی دور اندیشی اور اخلاص کے نتیجے میں حضرت معاویہؓ مملکت اسلامیہ کے متفقہ قائد اور امیر بنے۔

پھر تقریباً ۱۹ سال عدل و انصاف اور خشیت الٰہی کے ساتھ خلافت و امامت کی ذمہ داریاں نبھائیں۔ نصف دُنیا پر پرچم اسلام لہرایا۔ کُفر کو ناکوں چنے چبوائے

www.pdfbooksfree.pk

اور کفار کے سینے پر مونگ دلتے رہے۔ اللہ کے دین کا کلمہ بلند ہوا۔ مسلمان راحت و آرام۔ عافیت و سکون اور اطمینان کی زندگی بسر کرنے لگے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی آپس کی تلخیوں اور جنگوں کی وجہ سے ایک انچ زمین بھی فتح نہیں ہوئی تھی لیکن حضرت امیر معاویہؓ کا دور جو حقیقتاً اجماعِ اُمت اور اتحادِ اُمت کا سنہری اور بے مثال دور تھا۔ اس میں فتوحات کا سلسلہ پھر سے شروع ہوا۔ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے مواقع میسر آئے۔

اسلامی بحری بیڑہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

یہ خصوصیت اور شرف و عزت بھی حضرت امیر معاویہؓ کو حاصل ہے کہ اسلامی دُنیا میں سب سے پہلا بحری بیڑہ جس میں ۱۷۰۰ جہاز تھے اور جو رومیوں کے مقابلے میں سمندر میں اُتارا گیا وہ اس کے موجد ہیں اور صرف موجد ہی نہیں بلکہ پہلے بحری لشکر کے سپہ سالار اور سردار بھی سیدنا معاویہؓ ہیں۔

یہ وہ خوش نصیب لشکر ہے جس کے متعلق امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مقدس سے جنت کی خوشخبری احادیث کی کتب میں موجود ہے۔

بخاری شریف کے صفحہ ۴۰۹ جلد ا میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ فَقَدْ اَوْجَبُوْا"

میری اُمت کا سب سے پہلا لشکر جو سمندری جنگ لڑے گا

اُن سب کے لیے جنت واجب ہو چکی ہے!

ضد و عناد سے کنارہ کش ہو کر دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سرورِ کونین خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کے اوّل مصداق سیدنا معاویہؓ ہیں جنہوں نے اس جنتی لشکر کی قیادت کر کے روم کی شان و شوکت کو جڑ سے اُکھاڑ دیا۔ اُن کا غرور خاک میں ملا دیا اور آتش کدۂ کفر کو سرد کر دیا۔ کابل اور ترکستان کی طرف اسلامی لشکر روانہ فرمائے اور ہندوستان کے دروازے پر دستک دے کر پیغامِ اسلام پہنچایا۔

سیدنا معاویہؓ کی اسلامی خدمات اور اُن کی سیرت و کردار کو دیکھ کر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ سیدنا معاویہؓ کا تدبر بے مثال۔ فہم و فراست لاجواب۔ عسکری صلاحیتیں بے مثل۔ اور تنظیمی امور پر گہری نظر تھی۔

سیاست و سیادت کے بادشاہ۔ خلوص و وفا کے پیکر۔ ایثار و قربانی کے مجسمہ تھے۔ شجاعت و دلیری اُن کی فطرت اور خطابت اُن کی لونڈی تھی۔ سخاوت و شرافت کی علامت تھے اور صداقت و عدالت اُن کی گھٹی میں پڑی تھی۔ اعمالِ صالحہ کی طرف راغب اور منکرات سے متنفر۔ آنحضرتؐ کے محب بھی اور محبوب بھی۔ صحابی بھی اور رشتہ دار بھی۔ بھی۔ سرورِ کائنات رسولِ مکرمؐ کے قریبی دوستوں میں شامل اور کاتبِ وحی کے منصب پر فائز۔ انتہائی زیرک اور معاملہ فہم۔ مسلمانوں کے لیے حلم کا کوہِ گراں مگر کفار کے لیے سیفِ براں۔ خانوادۂ نبوۃ سے بے حد پیار اور دشمنانِ رسولؐ کے لیے دو دھاری تلوار۔

جن کے لیے خداوند قدوس کا سب سے آخری اور سچا پیغمبر دستِ دعا

www.pdfbooksfree.pk

بلند کرتے ہوئے فرماتے ہیں
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًّا ، اے اللہ معاویہؓ کو ہادی اور مہدی بنا۔ کبھی دامن پھیلا کر لسانِ نبوت پھول برساتی ہے۔ لوگو! معاویہؓ میدانِ محشر میں آئے گا تو اس پر ایمان کے نور کی چادر ہوگی۔ کبھی رسولِ رحمت فرماتے ہیں۔ اے اللہ! معاویہؓ کے سینے کو علم و حلم سے بھر دے۔ جس معاویہؓ کو سیدنا علیؓ اپنے جیسا مسلمان اور مومن تسلیم کرتے ہیں۔ جو سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ کا امیر بھی ہے اور امام بھی اور جس معاویہؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ جب وہ قبر میں سویا تو امام الانبیاء سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اترے ہوئے ناخن اور کٹے ہوئے بال اس کے منہ اور ناک اور آنکھوں میں تھے۔

جو معاویہؓ اتنا عظیم ہے کہ حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا بے مثال انسان اور حضرت اویس قرنی جیسا تابعی اس کے گھوڑے کی گردِ راہ کو بھی نہ پہنچ سکیں اور جو معاویہؓ اتنا عظیم ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا انسان یہ تمنا اور آرزو کرے کہ میں اس راستے پر بیٹھا رہوں جس راستے پر امیر معاویہؓ کی سواری نے آنا ہو پھر اس سواری کے پاؤں سے اٹھنے والی خاک مجھ پر پڑ جائے تو میرے لیے باعثِ نجات ہوگی۔

لیکن تاریخِ اسلام کا یہ عبقری صفت انسان اور بے مثال اور عظیم شخصیت اس لحاظ سے انتہائی مظلوم ہے کہ دشمنانِ اسلام شیعہ تو آغاز ہی سے سیدنا معاویہؓ کے دشمن ہیں اور وہ صرف معاویہؓ کے ہی نہیں بلکہ تمام اصحاب

کے دشمن ہیں جو بدبخت اور بدطینت امام اول بلافصل ابوبکرؓ کو فرعون و ابلیس کہتا ہے اور امام دوم سیدنا عمرؓ کو ہامان اور زندیق کہتا ہے۔ امام سوم حضرت عثمانؓ کو قارون اور بدقماش کہتا ہے۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ کو فاحشہ اور منافقہ کہتا ہے۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ کو مفاد پرست اور دشمن اسلام سمجھتا ہے اور خالد بن ولید کو زانی کہتا ہے وہ بدبخت اگر معاویہؓ کو کوستا ہے تبراء کرتا ہے۔ گالیاں نکالتا ہے۔ انہیں کافر اور منافق کہتا ہے تو اس پر تعجب اور حیرت نہیں ہے۔

باعثِ تعجب اور باعثِ افسوس بات یہ ہے کہ اہلِ سنت کے دعویدار ایک طبقہ کے جذبات و نظریات ان کے متعلق ویسے نہیں رہے جیسے دوسرے صحابہ کرام کے بارے میں عموماً پائے جاتے ہیں۔ وہ بے دھڑک ان کو باغی۔ خاطی۔ فتنہ کا بانی۔ بیت المال کا خائن۔ بدعات کا مرتکب اور نہ جانے کیا کچھ کہتے رہتے ہیں۔

معاویہؓ کا نام سن کر ایسے چیں بہ جبیں ہوتے ہیں کہ ان کے ماتھے پر ابھرنے والی شکنیں گنی نہیں جاتیں۔ مگر جذباتی اور خیالی بلند پروازیوں سے الگ ہو کر ٹھوس علمی اور حقیقی بنیادوں پر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضرت معاویہؓ کا دامنِ مقدس۔ داغِ طغیان و معصیت سے اسی طرح پاک ہے جس طرح حضرت علیؓ اور دیگر اصحاب رسولؐ کا دامن صاف ہے۔

میں اربابِ علم و دانش کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ چلیئے ایک منٹ کے لیے تسلیم کر لیتے ہیں کہ معاویہؓ سے سیاسی خطا ہوئی لیکن کیا اس عظیم المرتبت

www.pdfbooksfree.pk

کاتب وحی اور فاتح قبرص صحابی کو ایک دو سیاسی لغزشیں اتنا حقیر اور پست بنا سکتی ہیں کہ ہر کہ و مہ اور حقیر لوگ بھی اس کی گستاخی اور بے ادبی پر اتر آئیں اور اس کا احترام و عظمت بھی ہمارے دل سے نکل جائے اور ہم بلا تکلف اس پر تنقید شروع کر دیں اُسے باغی، جنگ و تفرقہ کا بانی اور منافق کہہ گزریں۔

لوگو! انصاف سے بتاؤ اگر تارہ سیاہ بدلی کے اندر آجائے تو اتنا بے نور ہو جاتا ہے کہ تیل کے چراغ اس پر زبان طعن دراز کریں۔ کیا یہ ارشاد نبوی نہیں ہے کہ میرے جملہ صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی اقتداء اور پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اگر صحابی تھے اور زندگی کے آخری سانس تک مرتد نہیں ہوئے تو اصحاب اور کالنجوم کے دائرے سے انہیں کون نکال سکتا ہے؟

اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ۔ اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہ اور اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کے عموم سے ان کو کون خارج کر سکتا ہے؟ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کا تمغہ ان سے کون چھین سکتا ہے؟ اَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ تَحْتَھَا الْاَنْھٰرُ کے خدائی وعدے سے انہیں مستثنیٰ کون کر سکتا ہے؟ بخشش اور مغفرت کا حق ان سے کون غصب کر سکتا ہے؟ اور مَنْ رَاٰنِیْ اَوْ رَاٰمَنْ رَاٰنِیْ حدیثِ نبویؐ کے مصداق ان کو جنت کے دروازے پر کون روک سکتا ہے؟

قارئینِ گرامی! جو لوگ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ... تھے

اور ان کے ساتھ بغض اپنے سینوں میں پاتے ہیں وہ سیدنا امیر معاویہؓ پر کئی اعتراضات کرتے ہیں ہم اس مختصر کتابچہ میں اُن اعتراضات کا جائزہ لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں مگر ان دو اعتراضات کا جائزہ لینا بہت ضروری ہے جو سیدنا معاویہؓ کے مخالفین زور شور سے اُن کی ذاتِ گرامی پر کرتے ہیں۔

سیدنا معاویہؓ پر پہلا اعتراض

حضرت علیؓ کی بیعت نہ کرنا اور اُن سے جنگ کرنا

سیدنا امیر معاویہؓ کا سب سے بڑا قصور اور خطا یہ بیان کی جاتی ہے کہ اُنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰؓ کی بیعتِ خلافت نہیں کی اور اُن کے خلاف لشکر کشی کر کے جنگ کے مرتکب ہوئے۔

لیکن ضد و عناد اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر فیصلہ کیجئے کہ کیا صرف امیر معاویہؓ ہی سیدنا علیؓ کی بیعت سے انکاری تھے یا اور صحابہ کرامؓ بھی اس جرم کے مرتکب ہوئے۔ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ہزاروں صحابہ کرامؓ آپ کو نظر آئیں گے جو سیدنا امیر معاویہؓ اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کے حامی اور اُن کے لشکر میں شامل تھے اور انہوں نے سیدنا علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی بلکہ جنگِ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے خلاف صف آراء ہوئے تھے۔

تاریخ کے آئینے میں آپ کو عشرہ مبشرہ میں شامل حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی نظر آئیں گے جنہوں نے مدینہ منورہ میں سیدنا علیؓ کی بیعت کر کے مکہ مکرمہ تک یہ کہہ کر توڑ ڈالی کہ یہ بیعت ہم سے باغیوں اور قاتلینِ عثمانؓ نے تلواروں کے

www.pdfbooksfree.pk

سلطے میں لی ہے۔ آپ انصاف سے بتلائیں کہ بیعت کا ذکر نہ کرنا زیادہ جرم ہے یا بیعت کرکے توڑ دینا؟ لیکن یہ منطق ہماری سمجھ سے بالا تر ہے کہ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ وہی جرم کریں جس کے مرتکب سیدنا معاویہؓ ہوئے ہیں تو وہ قابلِ احترام بھی اور قابلِ عظمت بھی اور معاویہؓ قابلِ ملامت اور قابلِ نفرت و تنقید؟ آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

اور اگر سیدنا معاویہؓ اس لئے قابلِ ملامت ہیں کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے خلاف لشکر کشی کی اور مقابلے میں آئے تھے تو یہ جرم صرف سیدنا معاویہؓ سے سرزد نہیں ہوا۔

بلکہ اُمّ المومنین۔ صدیقۂ کائنات۔ حبیبۂ حبیبِ خدا۔ مریمِ اسلام۔ محسنۂ ملت۔ عفیفۂ عالم حضرت سیدہ عائشہ سلام اللہ علیہا بھی ایک عظیم لشکر کے ساتھ حضرت علیؓ کے خلاف صف آراء ہوئی تھیں۔ مگر کوئی اہلسنت کہلانے کا دعویدار حضرت عائشہؓ کو باغیہ اور فساد کی بانی کہنے کی جرأت نہیں کرتا۔ اور اُن سے اظہارِ نفرت نہیں کرتا اور اگر یہی جرم حضرت معاویہؓ سے سرزد ہوا تو سادہ لوح اہلِ سنت جو شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اور تاریخ کی تاریکیوں میں گم گشتہ راہ اعلیٰ اعلیٰ مفکرینِ اسلام۔ لکھی پہ مکھی مارنے کے عادی مصنفین۔ مقررین اور خطباء سیدنا معاویہؓ کے اس جرم کو بنیاد بنا کر تنقید کی پٹاری کھول لیتے ہیں۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ مؤرخین نے بنو عباس کے دَور میں ابتدائی تاریخ مرتب کرتے ہوئے بغیر پرکھے جھوٹے راویوں پہ بے پناہ اعتماد کرکے بنو اُمیہ کے ساتھ ذاتی دشمنی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اُن کو بدنام کرنے کی سازش کی ہے۔

بنو اُمیہ کی خوبیاں اور محاسن فراموش کر دیئے گئے اور اُن کی خامیاں بڑھا چڑھا کر بیان کی گئیں۔ یہ سب منافقین کی شر پر ہوا۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک جنگ کے باعث اُن کی کفار سے لڑی جانے والی دو ہزار لڑائیوں کو فراموش کر دیا گیا۔ ایک جنگِ صفین کو بنیاد بنا کر اُن کی عظمت۔ وقار۔ علم و حلم۔ فہم و فراست اور اسلام دوستی سے دانستہ آنکھیں بند کر لی گئیں۔ اُن کا صحابئ رسول اور کاتبِ وحی ہونا۔ پہلے اسلامی بحری بیڑے کا موجد اور پہلے بحری لشکر کا قائد ہونا ان سب فضائل و مناقب کو پسِ پشت ڈال دیا گیا۔

سیدنا امیر معاویہؓ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مؤرخین کی بے رخی۔ بے انصافی۔ ظلم و زیادتی اور ناراضی کا واحد سبب یہ ہے کہ اُن کو جس بزرگ ہستی سے اختلاف کی مجبوری پیش آئی وہ امیر المومنین۔ خلیفۂ رابع۔ دامادِ نبی حضرت علیؓ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اور یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے کہ حضرت سیدنا علیؓ اپنے ذاتی شرف و کمالات کے اعتبار سے حضرت معاویہؓ پر بہر حال فوقیت رکھتے ہیں۔

جو عظمت و مقام اور امتیازات قسّامِ ازل کی طرف سے سیدنا علیؓ کے حصّہ میں آئے تھے اُن کی برابری حضرت معاویہؓ کبھی نہیں کر سکتے۔ حضرت علیؓ بہت اُونچے تھے۔ بہت رفیع المرتبہ۔ بہت بلند شان۔ بہت ذی اکرام۔ بہت عظیم السابقون الاولون میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ اُن کی عظمتوں اور رفعتوں پر فلک معظم بھی رشک کرتا ہوگا۔ وہ سرورِ کائنات۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز داماد اور چچا زاد بھائی تھے۔ خیبر کے فاتح۔ بدر و اُحد کے غازی اور ہمہ

www.pdfbooksfree.pk

کے قاضی تھے۔ علم و حلم کا دریا۔ شرافت و سخاوت کی کان۔ فہم و فراست کے مخزن اور مسلمانوں کے چوتھے خلیفۂ راشد تھے۔ کہاں علیؓ اور کہاں معاویہؓ دونوں کا کوئی تقابل ہی نہیں۔ کہاں سیدنا علیؓ جو مفلسی۔ ناتوانی۔ کسمپرسی۔ غربت اور اضطراب کے وقت آنحضرت کے ساتھی اور جان لٹانے والے اور کہاں معاویہؓ جو قوت، طاقت اور اقتدار کے بعد ساتھ دینے والے بنے۔

اسی لیے اُمت کی نگاہوں میں جو مقام و مرتبہ، عظمت و عزت اور رسوخ سیدنا علیؓ کو حاصل ہے اور رسولِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز داماد ہونے کے باعث سیدنا جو رغبت و محبت اور عقیدت اُمت کو حضرت علیؓ کے ساتھ ہو سکتی ہے وہ کسی طرح بھی حضرت معاویہؓ کا حصہ نہیں بن سکتی۔

مگر یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے کہ حضرت سیدنا معاویہؓ صحابیٔ رسول اللہ کاتبِ وحی ہیں۔ محسنِ اسلام۔ خال المومنین۔ صاحبِ تدبر و فراست، امام عادل برحق اور امیر المومنین ہیں۔ معاویہؓ کوئی معمولی شخصیت نہیں کہ اُن کے خلاف بے دریغ زبان چلائی جائے۔ بلکہ ان کے علم و تفقہ۔ تدبر۔ سیاسی بصیرت انتظامی قابلیت، عسکری مہارت۔ عالی ہمتی۔ اُن کی سرد نہ ہونے والی جرأتِ عمل نے انہیں اصحابِ رسولؐ کی مقدس جماعت کی صفِ اول میں لا کھڑا کیا ہے۔ جب یہ دونوں شخصیتیں عظیم اور عالی مرتبہ ہیں اور سیدنا علیؓ بہرحال حضرت معاویہؓ سے بلند تر ہیں۔ تو پھر اُمت پر لازم ہے کہ دونوں کا یکساں احترام کیا جائے ان پر زبانِ طعن دراز نہ کی جائے اور انہیں تنقید و تنقیص سے بالاتر سمجھا جائے ہماری حیثیت کیا ہے؟ کہ تقریباً چودہ سو سال گزر جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعض اصحاب میں سے ایک کو برسرِ حق اور دوسرے کو مجرم ثابت کرنے کے لئے عدالت سجائیں اور تاریخی واقعات و حوالہ جات کو صحیفۂ آسمانی تصور کر لیں۔

قارئینِ گرامی! اگر مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگ ہو تو بلاشک و ریب یہ حق و باطل اور کفر و اسلام کی جنگ ہو گی۔ لیکن دو مسلمان جماعتوں کے مابین منافقین کی پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی بنا پر تصادم ہو جائے تو یہ معرکہ حق و باطل کا معرکہ نہیں ہو گا اور یہ تصادم کفر و اسلام کا تصادم بھی نہیں ہو گا دونوں طرف یکساں وزن کے لوگ ہوں یا افضل و مفضول کا مقابلہ ہو کسی صورت بھی یہ لڑائی حق و باطل اور کفر و اسلام کا معیار نہیں بن سکتی۔

ہاں یہ ممکن ہے کہ دونوں جماعتیں عند اللہ برحق ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک حق اور دوسرا اَحق ہو لیکن جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد دونوں مسلمان اور مومن رہیں گے۔

قرآنِ مقدس کے اوراق اس پر شاہد اور گواہ ہیں ارشادِ خداوندی ہے

وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا

اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو دونوں میں صلح کرا دو۔

اس آیت میں مِنَ الْمُؤْمِنِينَ کے لفظ پر غور فرمائیے آپ پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ دو ایمان دار جماعتوں میں بھی جنگ ہو سکتی ہے اور اس جنگ اور باہمی لڑائی کے باوجود دونوں مومن اور مسلمان رہیں گے۔

www.pdfbooksfree.pk

ان پر تنقید کی جاتی ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف لشکر کشی کی تھی۔ ہم حضرت علیؓ سے پوچھ لیتے ہیں کہ اے داماد نبی۔ فاتح خیبر، قاتل مرحب آپ بتلایئے حضرت معاویہؓ کے ساتھ جنگ کرنے کے باوجود آپ کا نظریہ اُن کے بارے کیا ہے۔ کیا آپ اُن کو مسلمان اور ایمان دار جانتے ہیں؟ حضرت علیؓ کے فیصلے اور اعلان کے بعد کسی مسلمان کہلانے والے کے لیے یہ گنجائش ہرگز ہرگز نہیں ہے کہ وہ امیر معاویہؓ کے خلاف بغض اور حسد اپنے سینے میں پالے۔ آیئے حضرت علیؓ کا فیصلہ اور اعلان سنتے ہیں۔

جنگ صفین کے بعد کچھ بدبختوں نے اہل شام اور امیر شام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مراسلہ اپنے زیر حکومت علاقہ کے لوگوں کو روانہ فرمایا جس میں تحریر فرمایا

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَتَبَهُ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقْتَصُّ فِيهِ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صِفِّينَ وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَّا الْتَقَيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ وَدَعْوَتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ لَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصْدِيقِ بِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا وَالْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ.

حضرت علیؓ اور اہل صفین (جماعت معاویہؓ) کے مابین جو واقعہ پیش آیا تھا

اس کو حضرت علیؓ نے لکھوا کر اطراف ملک میں نشر کرایا۔ فرمایا! ہمارے معاملے کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ ہمارا اور اہل شام کا (معاویہؓ کا) مقابلہ ہوا اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ ہمارا اور اُن کا رب ایک ہمارا اور اُن کا رسول ایک۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور اس کے پیغمبر کی تصدیق کرنے میں نہ ہم اُن سے زیادہ ہیں نہ وہ ہم سے زیادہ ہیں پس ہمارا اور اُن کا دینی معاملہ ایک جیسا ہے صرف خونِ عثمانؓ کے بارے میں ہمارا اور اُن کا اختلاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہم اس سے بری ہیں؟

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس مکتوب گرامی کو ایک بار پڑھ کر سیدنا علیؓ حضرت امیر معاویہؓ کو اپنے جیسا ایمان دار اور مخلص مسلمان سمجھتے ہیں اور اُن کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر رہے ہیں مگر آج رافضی تبرائی حبِ علیؓ کا جھوٹا دعویدار سیدنا معاویہؓ کو کافر، منافق اور نہ جانے کیا کچھ بکتا رہتا ہے۔

کیا کائنات کے اس سب سے بڑے دشمن علیؓ نے کبھی غور نہیں کیا جو فتویٰ معاویہؓ پر چسپاں کیا جائے گا اور جو گالی معاویہؓ کو نکالی جائے گی اور جو الزام معاویہؓ پر عائد کیا جائے گا اس کی زد میں حضرت علیؓ بھی آئیں گے۔ اس لیے کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ نے حضرت معاویہؓ کے ایمان کو اپنے ایمان جیسا قرار دیا ہے اور سیدنا معاویہؓ کے اسلام کی شہادت دی ہے۔

بلکہ جو لوگ سیدنا معاویہؓ کے ساتھیوں میں سے قیدی بن کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور اُن میں سے اگر کسی کا انتقال ہو گیا تو سیدنا علیؓ نے اس کو غسل دیا تھا

www.pdfbooksfree.pk

اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی۔

مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۱۰۱۲، جلد ۴ میں ہے کہ سیدنا علیؓ سے پوچھا گیا کہ لوگ جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں آپ کے مقابلے میں آئے ہیں اَمُشْرِكُوْنَ هُمْ کیا وہ مشرک ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ پوچھا گیا اَمُنَافِقُوْنَ هُمْ کیا وہ منافق ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں وہ منافق بھی نہیں ہیں۔ پوچھا پھر اُن کی حیثیت آپ کے نزدیک کیا ہے؟ تو سیدنا علیؓ نے فرمایا اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا وہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہمارے خلاف زیادتی کی ہے۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے سوال ہوا کہ دونوں لشکروں کے مقتولین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا قَتْلَانَا وَ قَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ ہمارے اور معاویہؓ کے لشکر کے مقتولین جنت میں جائیں گے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰۳۶)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سیدنا علیؓ حضرت معاویہؓ اور ان کے لشکر کو نہ مشرک سمجھتے تھے نہ کافر کہتے تھے اور نہ ہی منافق جانتے تھے بلکہ وہ اُن کو اپنا دینی بھائی اور مومن مسلمان سمجھتے تھے۔

اب ذرا تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ کیجئے کہ سیدنا معاویہؓ حضرت علیؓ سے اختلافات کے باوجود اُن کا کتنا احترام کرتے تھے اور اُن کے بارے میں کتنا حُسنِ ظن رکھتے تھے۔ تاریخِ اسلام کے اوراق میں آپ کو نظر آئے گا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین جنگ جاری ہے۔ منافقین کی کارستانیوں کے نتیجے میں نقصان کا زور بڑھ رہا ہے کہ اس دوران قیصرِ روم نے حضرت علیؓ کی مصروفیت اور مجبوری سے فائدہ اُٹھانا چاہا! اور حضرت علیؓ کے علاقے پر قبضہ کرنے کا خطرناک منصوبہ بنایا۔ اُس کا خیال تھا کہ مسلمان آپس میں دست و گریبان ہیں اور مجھے اس سے زیادہ مناسب موقع پھر کبھی میسر نہیں آئے گا۔ اس وقت حضرت علیؓ سخت مشکل میں ہیں۔ اُن کی معاویہؓ سے لڑائی ہو رہی ہے اور میرے اس اقدام سے وہ بے ہوش ہوں گے۔

حضرت علیؓ کو قیصرِ روم کے خطرناک عزائم کی اطلاع ملی تو بے حد پریشان ہوئے کیونکہ دو محاذوں پر بیک وقت جنگ لڑنا اور جنگ کا جاری رکھنا اُن کے لئے بے حد مشکل تھا مگر حضرت علیؓ کی اس پریشانی اور اضطراب کو سیدنا امیر معاویہ کی للکار نے دُور کر دیا۔ جب قیصرِ روم کے اس ارادے کی اطلاع حضرت معاویہؓ کو ملی تو وہ بے چین ہو گئے اور فوراً ایک خط قیصرِ روم کے نام تحریر فرمایا جس کے ذریعے انہوں نے قیصرِ روم کی غلط فہمیوں کو اس خوبصورتی کے ساتھ دُور کر کے خط لکھنے کا حق ادا کر دیا۔ اور اُن کا خط اتنا مؤثر، پُر مغز اور جلالی تھا کہ قیصرِ روم پر رعب اور دہشت طاری ہو گئی۔ اور اس کے قدم جہاں تھے وہیں رُک گئے۔

حضرت امیر معاویہ کے خط کا مضمون اور طرزِ تحریر کس قدر ایمان افروز اور تڑپ ہے یہ ایک الگ حقیقت ہے مگر خط کی ابتدا میں آپ نے جس تلخ و تیز لہجے اور خشونت سے قیصرِ روم کو مخاطب کیا ہے وہ انداز اپنی جگہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ کی عملی تصویر ہے۔ خط کی ابتدا میں تحریر فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ وَلَمْ تَرْجِعْ اِلٰى بِلَادِكَ يَا لَعِيْنُ.

اے لعنتی انسان مجھے کعبہ کے رب کی قسم اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے وطن کی طرف لوٹ نہ گیا تو کان کھول کر سُن

www.pdfbooksfree.pk

میں اپنے چچا زاد بھائی علیؓ سے فوراً صلح کر لوں گا پھر ہم دونوں بھائی مل کر تجھے تیری زمین سے بھی باہر نکال دیں گے۔ اور باوجود اس کے کہ زمین فراخ ہے مگر تجھ پر تنگ کر دیں گے۔

(البدایہ والنہایہ ص۳۵۸ جلد۸)

حضرت معاویہؓ کے اس انقلابی اور تاریخی خط سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ علیؓ، معاویہؓ اختلاف کفر و اسلام اور حق و باطل اختلاف نہیں تھا بلکہ شرارتی عنصر نے دونوں لشکروں میں شامل ہو کر ایک دوسرے کے حق میں غلط فہمیاں پھیلائیں تھیں۔ جنہوں نے جنگ کی صورت اختیار کر لی مگر باوجود اس جنگ کے وہ ایک دوسرے کو مومن اور مسلمان سمجھتے ایک دوسرے کے مقتولین کو جنتی جانتے اُن کے کفن دفن کا انتظام کرتے تھے۔ اور رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کے مصداق آپس میں بھائی بھائی تھے۔

وہ ایمان و اسلام میں اپنے آپ کو دوسرے پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ باہم ایک خدا کے ماننے والے ایک رسول کے امتی و نام لیوا اور ایک ہی دین کے داعی تھے۔

ان تمام امور کی وضاحت کے بعد بھی
اگر کوئی بدخصلت تبرائی زبان درازی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ
سیدنا معاویہؓ حضرت علیؓ کے دشمن تھے تو کیا
وہ حقائق و شواہد کی تکذیب نہیں کر رہا؟
اور کیا وہ حضرت علیؓ پر بہتان اور افترا نہیں باندھ رہا؟

حضرت معاویہؓ پر دوسرا اعتراض

یزید کی ولی عہدی

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ انہوں نے دنیاوی اغراض اور ذاتی مفاد کے پیش نظر دھونس اور دھاندلی کا ارتکاب کر کے اور بے دریغ دولت لٹا کر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا، اور اس کے لئے زبردستی بیعت لی۔

آیئے سیدنا معاویہؓ کی ذات گرامی پر ہونے والے اس اعتراض کا جائزہ ضد و عناد اور تعصب سے کنارہ کش ہو کر انابت کی نظر سے لیتے ہیں۔

لیکن آگے بڑھنے سے پہلے یہ سن لیجئے کہ حضرت امیر معاویہؓ پر یہ بودا اعتراض اہلِ تشیع کی طرف سے بھی ہوتا ہے اور بعض نادان اہلسنت بھی شیعہ تاریخ سے متاثر ہو کر یہی راگ الاپتے ہیں۔

ہم اہلِ تشیع اور نادان اہلسنت دونوں کو الگ الگ جواب دے کر مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔

پہلے شیعہ حضرات سے ہمارا سوال ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

؟ ولی عہد نہ بنائے

آخر کیا وجہ ہے کہ معاویہؓ یزید کو ولی عہد نہیں بنانا چاہیئے تھا، کہ اہلِ تشیع کہتے ہیں کہ اس لئے یزید کو ولی عہد نہیں بنانا چاہیئے تھا کہ شرابی اور زانی تھا، بے نماز تھا، فاسق و فاجر تھا، اور ظاہر بات ہے کہ بدکردار فاسق و فاجر کو مسلمانوں کے سروں پر مسلط کرنا اور اس کی ولی عہدی کی بیعت لینا ظلم اور زیادتی ہے۔

ہم اہلِ تشیع سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے مذہب کی معتبر کتب اس بات پر گواہ ہیں اور کائنات کا کوئی شیعہ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتا کہ رحمت کائنات سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب مسلمانوں نے متفقہ طور پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ المسلمین تسلیم کر لیا، اور ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہو گئی تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی، ان کو اپنا امیر اور خلیفہ مان لیا تھا، اور مسجد نبوی میں ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے رہے تھے۔

اور دوسری طرف یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس اور ناقابلِ تردید ہے کہ شیعہ کا ناپاک، نجس اور غلیظ عقیدہ یہ بھی ہے، کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) مرتد، کافر اور ظالم تھے۔

اس کا واضح نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک کافر، غاصب ظالم اور مرتد کو اپنا امام اور امیر مان لیا ہے۔

جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کافر اور مرتد کو امام بنائیں، اس کے ہاتھ پر بیعت کریں تو ان پر کوئی اعتراض نہیں، اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شرابی اور زانی کو صرف ولی عہد بنا دیں تو اعتراض کیوں ہے؟

کائنات کے شیعو! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کافر اور مرتد کو اپنا امیر اور امام کیوں مانا؟ اس کا جواب دے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا دامن تم صاف کر دو پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن ہم صاف کر دیں گے۔ کہ انہوں نے ایک شرابی اور فاسق کو ولی عہد کیوں بنایا۔ ایک فاسق و فاجر اور شرابی کو ولی عہد بنانا زیادہ برا ہے یا کسی کافر مرتد کو اپنا امیر اور امام بنانا زیادہ سنگین جرم ہے؟

تمہاری زلف میں پہنچی تو حسن کہلائی
وہ تیرگی جو میرے نامۂ سیاہ میں تھی

علاوہ ازیں! اہلِ تشیع کو یہ حق قطعاً نہیں پہنچتا کہ وہ اعتراض کریں کہ "باپ کے بعد بیٹا حکمران" کا نظریہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیا ہے اور اس کو بنیاد بنا کر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر تبرا کریں اور گالیاں بکیں جب کہ یہ حقیقت ہے کہ سب سے پہلے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین بنایا تھا۔ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کشف الغمہ ص ۵۳۱ میں ہے

اِنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَدْلٰی بِھَا اِلَیْہِ وَاَفَاضَ
وَدَاَدَھَا عَلَیْہِ فَھُوَ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَنَلَۃٌ اَجْمَاعٍ
قَدْ سَلِمَ الدُّمٰی اِمَامَتِہٖ عَنِ النِّزَاعِ

www.pdfbooksfree.pk

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی
میں ہی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی اور
ولی عہد بنادیا۔ اور خلافت کی چادر بھی ان کو
پہنادی۔ اس لئے حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کی خلافت ایک اجماعی مسئلہ ہے۔ اور
ہر قسم کے تنازعات سے پاک ہے۔

پھر اہلِ تشیع کے مذہب میں باپ کے بعد ہمیشہ بیٹا ہی امامت کے منصب و مرتبہ پر فائز ہوتا رہا ہے۔ اس لئے شیعہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر زبان طعن دراز کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے اور یہ اعتراض پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کرنا چاہیئے کہ انہوں نے اپنے بیٹے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی اور ولی عہد کیوں بنایا۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں۔
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

آیئے اب ان اہلِ سنت عوام و خواص کیطرف جن کے دل و دماغ مدت کے شیعی پروپیگنڈے سے متاثر ہیں اور ان کے منہ میں شیعہ کی زبان حرکت کرتی ہے اور لاشعوری طور پر وہ بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم پر تبرّا بازی کے مرتکب ہوتے ہیں کہ دیکھو جی! امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنا کر

خلافت کو ملوکیت میں بدل دیا، اور بیٹا بھی وہ جو زانی، شرابی، بدکردار، فاسق و فاجر تھا اسے مسلمانوں پر زبردستی مسلط کر دیا۔ اور اس طرح وہ کنبہ پروری کے مرتکب ہوئے۔

لیکن کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ قرآن کی کسی آیتِ کریمہ میں اشارۃً یا صراحۃً منع کیا گیا ہے کہ وقت کے حکمران کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنا ولی عہد بنائے۔ اور کیا کسی معتبر اور مستند حدیث سے کوئی اشارہ ایسا ملتا ہے جس میں ارشادِ نبوی ہو کہ کسی امیر المؤمنین کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کو اپنا جانشین اور ولی عہد بنائے۔

اگر قرآن و سنت سے ایسا کوئی ثبوت نہیں تو پھر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر قرآن و سنت کی خلاف ورزی کا الزام لگانے والے بے لگام منکرینِ اسلام اپنے ایمان کا جائزہ لیں۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد کیوں بنایا؟ اس کی وجوہات کیا تھیں؟ ان کی مجبوریاں اور ان کی سوچ کیا تھی؟ اس پر مختصر گفتگو کریں تاکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دامن شیشے کی طرح صاف و شفاف نظر آئے۔

مگر بات آگے بڑھانے سے پہلے ذرا ماضی میں جھانکیئے کہ خلیفہ سوم، داماد نبی امیر المؤمنین حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی المناک اور دردناک شہادت کے بعد امتِ مسلمہ کی زمام کار اور حکومت کی ذمہ داری حضرت علی المرتضیٰ رضی

www.pdfbooksfree.pk

بیٹے، رفیع المرتبت، عادل و منصف، زاہد و متقی، شجاع و بہادر، عالم و قاضی اور امت مسلمہ کی عظیم و قابلِ فخر ہستی کے ہاتھ آئی۔ مگر وہ بھی ان مخدوش حالات اور ناساز گار ماحول پر کنٹرول نہ کر سکے۔ فاتحِ خیبر، قاتلِ مرحب، بہادر و شجاع انسان بھی حالات کے سامنے بے بس نظر آتا تھا۔ مسلمان کا ہاتھ دوسرے مسلمان کے گریبان تک جا پہنچا۔ لڑائیاں ہوئیں، تلواریں ٹکرائیں، نیزے چلائے، اور تقریباً ... ہزار مسلمان جامِ شہادت نوش کر گئے۔

خلافتِ علی رضی اللہ عنہ کے دوران بدامنی، آپس کی نا چاقیوں کی وجہ سے ایک انچ زمین بھی فتح نہ ہو سکی۔ اسلام کے پھیلنے کے مواقع ضائع ہوئے اور کامیابیوں کے راستے مسدود ہو گئے۔ حضرتِ عثمان رضی اللہ عنہ کی المناک شہادت کے بعد مسلمانوں کو اطمینان اور چین کا سانس نصیب نہیں ہوا۔ سکھ کی زندگی ان سے چھن گئی۔ بے اطمینانی اور خوف کا دور دورہ رہا۔

مگر جوں ہی حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ سے صلح کر کے پورے عالمِ اسلام کی حکومت و امارت ان کے سپرد کر دی۔ تو فوراً ہی ... آشتی کا دور لوٹ آیا۔ دکھ کی جگہ سکھ نے لے لی۔ غموں کی جگہ خوشیوں نے ... خوف کی جگہ اطمینان نے حاصل کی۔

... آپس کی شکر رنجیاں، غم و غصہ کافور ہوا، اور محبت والفت نے دلوں میں ... انتشار و افتراق کی جگہ اتحاد و اتفاق، یگانگت، یکجہتی اور ایک دوسرے سے

... موانست و موافقت پیدا ہوئی۔ ناراضگی اور رنجیدگی کی جگہ ہمدردی اور غمگساری نے لی اور فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا۔ بحری و بری لشکروں کی کامیابی کا تانتا بندھ گیا۔ پرچمِ اسلام مختلف ملکوں میں لہرانے لگا۔ کلمہ توحید سربلند ہوا۔ افریقہ اور یورپ کے دروازوں پر اسلام نے دستک دی۔ اسلامی لشکروں نے سمندروں کے رخ موڑ دیئے۔ اور طوفانوں کے زور توڑ دیئے۔ غرضیکہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انتہائی فراست و دانائی اور عدل و انصاف کے ساتھ برسرِ اقتدار رہے۔ اور ان ... کے دوران ملک حالات بے حد ساز گار اور حوصلہ افزا رہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جب عمر کے اس حصّہ کو پہنچے جب بڑھاپا غالب آ رہا تھا۔ طاقتیں ڈھل رہی تھیں تو انہوں نے سوچا کر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی المناک اور دردناک شہادت کے بعد دشمنانِ اسلام یہود کی شراتوں اور سازشوں کی وجہ سے ملک کے حالات اس حد تک بگڑ گئے تھے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جیسا نڈر بے باک اور شجاع و بہادر صحابی رسول بھی ان پر قابو نہ پا سکا، اور ان کی مدتِ خلافت کے دوران امت انتشار و افتراق کا شکار رہی۔ فتوحات کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اور گھر اپنے گھر میں اطمینان اور سکون سے پروان چڑھتا رہا۔

پھر اللہ کے فضل و کرم سے میرے دورِ حکومت و خلافت میں امن و آشتی، اطمینان و سکون، محبت والفت کا دور شروع ہوا ہے۔ فتوحات کا سلسلہ ... جاری و ساری ہوا۔ کفر پر زمین تنگ ہو رہی ہے۔ اور اسلام کا پھیلاؤ وسیع

www.pdfbooksfree.pk

سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ ہم نے یہود کو لوہے کے چنے چبا دیتے ہیں اور مونگ
ان کے سینے پر دل رہے ہیں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہود کا ذہن بے حد سازشی
ذہن ہے۔ اس لیئے وہ بھی اسلام سے اور مسلمانوں سے بدلہ لینے کیلئے تدبیروں
میں مصروف ہوں گے۔

اس لئے میں نے اگر اپنی زندگی میں ہی مسلمانوں کی خلافت و امامت کا مسئلہ
حل نہ کر دیا۔ اور اپنی جگہ کسی کو ولی عہد نہ بنا دیا تو میرے بعد خلافت کے مسئلہ پر ایک
دفعہ پھر شدید جھگڑا کھڑا ہو جائے گا۔ اور تاج و تخت کی خاطر لڑائیاں شروع ہو
جائیں گی۔ اور یہود اسے بنیاد بنا کر مسلمان کو مسلمان سے لڑا دے گا۔ سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہ کی ذہانت و بصیرت اور دور رس نگاہ نے یہ دیکھ لیا تھا کہ اگر کل کا انتظام
آج نہ کیا گیا اور آنے والے سیلاب کیلئے ابھی سے بند نہ باندھے گئے تو اسلام
کی یہ خون پسینہ ایک کر کے قائم کی ہوئی سلطنت ہولناک خانہ جنگیوں سے پارہ
پارہ ہو جائے گی۔ اور وہ تمام اسلام دشمن طاقتیں جو نہ جانے کب سے بدلہ چکانے
کیلئے پر تولے بیٹھی ہیں۔ موقع پڑتے ہی اسلامی سلطنت کو اس طرح دبوچ
لیں گی جیسے باز چڑیا کو دبوچ لیتا ہے۔ اور مسلمان جو بڑی مشکل سے ایک
مرکز اور پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوئے ہیں ان میں یہود دوبارہ پھوٹ ڈال دینگے
اور ملک کے حالات اُن حالات سے بھی بدتر ہو جائیں گے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

کی شہادت کے بعد رونما ہوئے، کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے
کے بعد تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ جیسے عظیم لوگ بھی موجود تھے جو آج اس دنیا میں
موجود نہیں ہیں۔

اور اگر میرے بعد خلافت کے مسئلہ پر اختلاف رونما ہوئے تو مسلمان دوسرے
مسلمان کا گلا کاٹے گا۔ فتوحات کا سلسلہ رک جائے گا۔ کفر کے گھر گھی کے
چراغ روشن ہوں گے۔ اور اسلام منہ چھپاتا پھرے گا۔

اس لئے ضروری ہے کہ میں اپنی زندگی میں کسی شخص کو اپنا ولی عہد بنا دوں۔
تاکہ میرے بعد وہ نامزد کردہ جانشین امیر المؤمنین کے منصب پر فائز ہو جائے
اور مسلمانوں کو اس مسئلہ میں کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

لوگ کہتے ہیں اپنی زندگی میں ولی عہد بنانا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی غلطی تھی
میں کہتا ہوں ان حالات میں ماضی کو دیکھتے ہوئے اور مستقبل پر نظر رکھ کر ولی عہد
بنانے کا فیصلہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حسن تدبر، سیادت و فراست، بیدار مغزی
سیاسی بصیرت اور عالی ہمتی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

معاویہؓ تیرے تدبر پر قربان، تو نے آنے والے حالات کا اندازہ کر کے ابھی سے
ان کا سد باب کر دیا۔ معاویہؓ تیری فراست ایمانی کو سلام کہ تو نے مستقبل میں پیدا ہونیوالے
فتنوں کو ابھی سے بند کر دیا۔ معاویہؓ تیرے عزم کی پختگی پر نثار جاؤں کہ تو نے یہود کے
منصوبوں اور تدبیروں کو خاک میں ملا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

اب بھی جو بدطینت اور بدبخت تیرے تدبّر، تیری سیادت، تیری بصیرت، تیری دانائی، تیرے فہم، تیرے علم، تیری اسلام دوستی اور کفر دشمنی میں شک کرے وہ ضدی، ہٹ دھرم بھی ہے اور اس کا دماغ عقل و خرد سے خالی بھی ہے۔

قارئین گرامی قدر! حُبِّ علیؓ اور بغضِ معاویہؓ کے دائرے سے نکل کر ایک نظر ان سیاسی، معاشرتی، سماجی، اور عوامی حالات پر ڈالئے جو سیدنا معاویہ رضی کے دور میں اور سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد رونما ہوئے ایسے حالات میں مشہور صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ جو بیعتِ رضوان میں شامل تھے اور لقد رضی اللہ عن المؤمنین کے مصداق تھے، اور عرب کے عظیم دانا، مدبر اور متکلم تھے، انہوں نے حضرت معاویہؓ کو مشورہ دیا تھا کہ ولی عہدی کے منصب کے لئے آپ کے بیٹے یزید سے زیادہ اور کوئی شخص مناسب نہیں ہوگا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ایسا بے حیثیت اور حقیر نہیں ہے کہ اسے جذباتی نعروں میں گم کر دیا جائے، اور بے دھڑک صحابیؓ رسول کو مفاد پرست اور لالچی کہہ دیا جائے۔ حقائق چاہے کتنے ہی تلخ اور خلافِ مزاج ہوں انہیں تسلیم کرنے ہی میں عافیت ہوتی ہے، کوئی آندھی اس لئے نہیں رک سکتی کہ شتر مرغ ریت میں منہ چھپا لے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن تھی کہ موجودہ مسلمان بنو امیہ کے سوا کسی اور کی خلافت و امارت پر متفق نہیں ہو سکتے ہیں، اس لئے انہوں نے یہ تجویز پیش فرمائی۔

لیکن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے اس مشورے اور تجویز کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کیا، بلکہ فرمایا میں اس بارے میں اس وقت تک کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا جب تک پوری امت کے اربابِ حل و عقد، صاحب علم و دانش اور تمام صوبوں کے گورنروں سے ان کی رائے نہیں پوچھ لیتا۔

چنانچہ مختلف شہروں سے اربابِ علم و دانش اور اربابِ اقتدار کو بلایا گیا اور ان کے سامنے مسلمانوں کے مستقبل کی صورتِ حال رکھی گئی کہ آئندہ مسلمانوں کے مابین جنگ، خون ریزی اور اختلاف و انتشار کے سدِباب کے لئے کیا اقدام کرنے چاہییں؟ اور کیا یزید کو ولی عہد بنانا درست اقدام ہوگا یا نہیں؟

تو تمام مسلمانوں نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ اس وقت عالم اسلام پر بنو امیہ کی حکومت ہے اور ان کی گرفت بھی مضبوط ہے، امن و آشتی کا دور واپس لانے میں ان کا سنہری کردار ہے، اور اس وقت اصلی قوت و طاقت کا مرکز بھی بنو امیہ ہی ہیں اس لئے انتہائی مناسب ہوگا کہ یزید کو ولی عہد کے منصب پر فائز کر دیا جائے، اربابِ علم و دانش اور گورنروں کے اس حتمی فیصلہ کے بعد بھی سیدنا معاویہ کسی طرح مطمئن نہیں ہوئے، اور فرمایا، اس بارے میں جب تک میں مکہ و مدینہ

www.pdfbooksfree.pk

کے باسیوں سے مشورہ نہیں کر لیتا اس وقت تک میں کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ چنانچہ حج کے موقع پر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نقاہت و بیماری کے باوجود مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہاں اہل علم سے مشورہ فرمایا، پھر مدینۃ الرسول گئے ہوئے، وہاں اصحابِ رسول کی رائے لی۔ امّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مشورہ کیا، سب نے یزید کی ولی عہدی کے اقدام کی تائید کی۔

دنیا کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں ملتی کہ مکہ و مدینہ کی ان برگزیدہ ہستیوں میں سے کسی ایک نے یہ کہا ہو کہ معاویہؓ یہ ستم کیوں کرنا چاہتے ہو؟ اپنے فاسق، فاجر بیٹے کو ولی عہد بنا کر خلافت کو ملوکیت میں کیوں بدلنا چاہتے ہو؟ اپنے فاسق و فاجر بیٹے کو ہم پر مسلط کر دو۔

معاویہؓ تم مفاد پرست ہو گئے ہو، دین پر دنیا کو ترجیح دینے لگے ہو، کنبہ پروری اور نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہو۔

بلکہ تمام صحابہ کرامؓ نے اور اس وقت موجود امہات المومنینؓ نے اور تابعین عظامؒ نے بخوشی و رضا سیدنا معاویہؓ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کو ولی عہد تسلیم کر لیا۔

اس دوران کسی مسلمان کو بیعت ولی عہدی کے لئے دھمکایا، یا ڈرایا نہیں گیا کسی پر کوڑے نہیں برسائے گئے۔ کسی کو جیل کی راہ نہیں دکھائی گئی۔ کسی کو تشدد کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔ کسی کے سر پر تلوار نہیں سونتی گئی۔ کسی کو رشوت کے ذریعے نہیں خریدا گیا

پورے عالم اسلام میں یزید کی ولی عہدی کے مسئلہ پر کہیں کوئی ہنگامہ نہیں ہوا کسی جگہ صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ کسی جگہ نفرت کا اظہار نہیں کیا گیا۔ کسی نے بھی مخالفت میں آواز نہیں اٹھائی۔ کہیں شور و غل کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ پوری مملکتِ اسلامیہ میں حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سوا خاندانِ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت تمام مسلمانوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی تائید کی اور یزید کی ولی عہدی کی بیعت کر لی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیعت نہ کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام غلط تھا اور یزید کی ولی عہدی درست نہیں تھی۔ اس لئے کہ جس وقت حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلافت و امامت کے منصب پر فائز ہوئے تھے تو ہزاروں جلیل القدر صحابہ کرامؓ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی۔ اور کئی ایک نے بیعت کر کے یہ کہہ کر توڑ دی تھی کہ یہ تلوار کے زور سے لی گئی ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہزاروں اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، عشرہ مبشرہ میں شامل طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ اور ہزاروں تابعین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکاری ہوں تو بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت میں فرق نہیں پڑتا۔ اور وہ خلیفہ راشد اور امام عادل و برحق اور خلیفۃ المسلمین رہتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس یزید کی بیعت وقت کے تمام مسلمان بخوشی و رضا کر لیتے ہیں مگر

www.pdfbooksfree.pk

دو آدمیوں کے انکار سے یزید کی خلافت غلط اور امت پر ظلم و زیادتی ہو جاتی ہے
آخر کیوں ؟

اگر سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے انکار سے یزید کی خلافت ثابت نہیں ہوتی
تو عائشہ رضی اللہ عنہا اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے انکار کے باوجود سیدنا علی کی خلافت
کیسے ثابت ہو گئی ؟

اور اگر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے انکار سے یزید کی خلافت برحق نہیں رہتی تو
عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے انکار کے باوجود سیدنا علی رضی اللہ عنہ
کی خلافت برحق کس طرح ہو گئی ؟

جواب دو ، اور انصاف کو آواز دو ۔ آخر حق اور باطل کو ماپنے کے پیمانے تم نے
الگ الگ کیوں بنا رکھے ہیں ؟

قارئینِ محترم ! اس ساری بحث کو پڑھنے کے بعد اب فیصلہ آپ کے ہاتھ
میں ہے ۔ آپ فیصل اور جج بن کر انصاف سے فیصلہ فرمائیں ، کیا بڑے بڑے
صحابہ کرام رض ، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ہزاروں تابعین کو معاذ اللہ
اتنا بے حس ، بے غیرت اور بزدل مان لیا جائے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

دل کی بات نہ کہہ سکے ۔ اور نہ چاہتے ہوئے بھی ایک عظیم گناہ ، سرکشی اور ظلم کو سر
جھکا کے برداشت کر لیا ۔

دشمنانِ صحابہ اس سوچ و فکر پر مطمئن ہوں تو ہوں ہم اپنے لئے اس
دن موت کو ترجیح دیں گے جب امام الانبیاء سرورِ کونین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جیسی محترم ہستیوں کے بارے
میں ایک وسوسہ بھی ہمارے ذہن میں گذر سکے ۔

اور معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے بادشاہِ تدبر ، امام عادل و برحق ، کاتبِ وحی صحابی
کو لالچی ، دنیا پرست ، کنبہ پرور ، اسلام دشمن ، موکیت کا بانی اور فریب کار خیال
کرنے پر بھی ہم موت ہی کو ترجیح دیں گے ۔

ہمارا پختہ اور علی وجہ البصیرۃ یہ عقیدہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے
نیک نیتی سے یزید کو صرف اور صرف سلطنتِ اسلامیہ کی ترقی ، مسلمانوں کی خیر خواہی
امت کی بہتری ، اس کی اہلیت و قابلیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے پیشِ نظر اپنا
ولی عہد بنایا تھا ۔

ایسا ہرگز نہیں تھا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حرص و ہوا ، خواہشاتِ نفسانیہ
پرستی اور شفقتِ پدری کی بنا پر اپنے بیٹے کو حکومت و مملکت کا جانشین اور
ولی عہد بنایا ہو ۔

بلکہ اس دعویٰ اور خیال کی تائید اس دعا سے ہوتی ہے جو سیدنا معاویہ

www.pdfbooksfree.pk

نے یزید کو ولی عہد بنانے کے بعد دورانِ خطبہ اللہ تعالیٰ کے حضور مانگی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ وَلَّيْتُهٗ لِاَنَّهٗ
فِيْمَا اَرَاهُ اَهْلٌ لِذٰلِكَ فَاَتْمِمْ لَهٗ
مَا وَلَّيْتُهٗ وَاِنْ كُنْتُ وَلَّيْتُهٗ لِاَنِّیْ
اُحِبُّهٗ فَلَا تُتْمِمْ لَهٗ مَا وَلَّيْتُهٗ ـ

(البدایہ والنہایہ ص ۸۰ ج ۸)

اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یزید
کو اسکی اہلیت کی بنا پر ولی عہد بنایا ہے تو تو میری
اس تمنا کو پورا فرما دے۔ اور اگر میں نے اسے
اس لئے ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے پیار
ہے۔ اور وہ میرا بیٹا ہے تو اے اللہ اسکو
ولی عہدی میں ناکام بنا دے۔ (یعنی اسے خلیفہ
بننے سے پہلے موت دے دے)

امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جانشین یزید کی بیعت پر اس وقت کی پوری امتِ مسلمہ کا اجماع ایک ایسی انمٹ حقیقت ہے جس کا انکار کرنا اپنی عقل و سمجھ اور علم و فکر سے دستبردار ہونے کے مترادف ہے۔ عالمِ اسلام کے گوشہ گوشہ سے مسلمانوں نے بلا جبر و اکراہ اور بلا خوف و طمع یزید کی بیعت کی۔

کیا یزید واقعی فاسق و فاجر تھا

یہ حقیقت دلائل کی محتاج نہیں ہے کہ عوام الناس اور خواص کے خیالات و احساسات یزید کے بارے علم و حلم کے بجائے تعصب اور غصہ پر مبنی ہیں۔ وہ بے چارے نہ کوئی علم رکھتے ہیں نہ گہری بصیرت۔ جس معاشرہ اور ماحول میں وہ پروان چڑھے وہاں یزید کی شخصیت پہلے کافر پلید کے ساتھ اور شیطان کی حیثیت سے متعارف تھی۔

شیعہ پروپیگنڈے سے متاثر اہل سنت کا یہ عالم ہے کہ وہ آنکھیں بند کر کے یزید کے فسق و فجور پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ستم ظریفی یہ ہوئی کہ شروع میں جن لوگوں نے دورِ خلافت اور اس کے بعد کی تاریخ مرتب کی وہ حُبِّ علی رضی اللہ عنہ اور عشقِ حسین رضی اللہ عنہ کے نام پر بغضِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید کے شکار تھے۔

اصل مقصد یہودیوں اور منافقوں کا یہ تھا کہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی طرح بدنام کر دیا جائے۔ اور ملعون و مبغوض ٹھہرایا جائے۔ ان کی شخصیت کو داغدار کر دیا جائے۔ اور اسلام کی اشاعت و ترویج کے متعلق ان کے کارہائے نمایاں پر پردہ ڈال دیا جائے۔ لیکن اپنے اس خبیث مقصد میں وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر براہِ راست تنقید کر کے کامیاب نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے کہ اہلِ سنت عوام حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق براہِ راست اپنے دل و دماغ میں نفرت و حقارت

www.pdfbooksfree.pk

کا بیج بو کر ان پر تبرا و تنقیص کی چٹ اری نہیں کھول سکے
اس لئے یہودنے کمال ہوشیاری اور چالاکی سے یہ چال چل کر سیدنا معا
کے مبغوض و مطعون ٹھہرانے کا سب سے بہتر اور آسان راستہ یہ ہے کہ حضرت
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے جس بیٹے کو ولی عہد اور اپنا جانشین بنایا، اور خود
کیلئے نامزد کیا اسے جی بھر کے مطعون اور بدنام کرو۔ اسے فاسق و فاجر کے روپ میں
پیش کرو۔ شراب نوش، زانی، بدکردار ثابت کرو۔ حتی کہ اسے فرعون، ہامان اور شید
کے ہم پلہ دکھلاؤ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ عام مسلمان یہ بات سوچنے پر مجبور
ہوگا کہ یزید اگر واقعی شرابی، زانی و بدکردار تھا اور خلافت کے لائق نہیں تھا تو حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے خلافت کیلئے نامزد کر کے مسلمانوں پر ستم ڈھایا او
امت پر بدکردار بیٹے کو مسلط کر کے زیادتی اور ظلم کیا۔ ان کے اس فعل سے معلوم
ہوتا ہے کہ (العیاذ باللہ) وہ خواہشاتِ نفس کے پیروکار، دنیادار، کنبہ پرور
لالچی تھے۔

چنانچہ یہودی اور منافق اپنی اس چال میں خاطر خواہ کامیاب ہوئے اور تیر
آج آپ کے سامنے ہے کہ اچھے خاصے تعلیم یافتہ اہلِ سنت امیر معاویہ رضی اللہ ع
کے بارے سخت ناگفتہ بہ خیالات کے اسیر ہیں۔ اور شیعوں نے اس سلسلہ میں
ایسی ڈفلی بجائی ہے کہ اہلِ سنت علماء اور منکرینِ اسلام لاشعوری طور پر رقص کرنے
مجبور ہیں۔ یزید کے فسق و فجور کو مزے لیکر بیان کرنے والے واعظین اور علما

کبھی عمیق نظر سے غور کیا ہے کہ یزید اگر واقعی فاسق و فاجر اور بدکردار تھا تو حضرت معاویہ رض
کا دامن تو داغدار ہوتا ہی ہے کیونکہ انہوں نے ایک فاسق و فاجر کو ولی عہد بنایا تھا لیکن ان
سینکڑوں جلیل القدر، رفیع المرتبت اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کے بارے کیا خیال شریف
ہے جنہوں نے ایک فاسق و فاجر اور بداعمال شخص کو ولی عہدی کے منصب پر بخوشی و
رضا قبول کر لیا۔ اور اس کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی ان ہزاروں جلیل القدر تابعین
کا کیا بنے گا جنہوں نے یزید کو بحیثیت امیر المؤمنین قبول کیا۔ اور اس کے ہاتھ
پر بیعت کی۔

اب اگر کوئی منچلا چالاکی و ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے یوں کہے کہ یزید ولی عہد
بنائے جانے کے وقت تو نیک اور صالح تھا۔ فاسق و فاجر نہیں تھا مگر حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس کا فسق و فجور ظاہر ہوا تو ہمارا پھر
سوال ہے کہ ان صحابہ کرام کے بارے تمہارے تصورات و خیالات کیا ہیں جنہوں نے
وفاتِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کو بحیثیت خلیفۃ المسلمین تسلیم کیا، اس
کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کی۔ اور ہر لحاظ سے اس کا ساتھ دیا۔

اور جب سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ جانے کیلئے تیار ہوئے تو ان
جلیل القدر صحابہ رض نے ہر ممکنہ حد تک ان کو روکا، اور منع کیا (جس کی تفصیل ہم آگے
بیان کریں گے) ہاں یہ بات بھی درست ہے کہ شروع میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ
نے یزید کی بیعت سے انکار کیا (بعد میں جب شیعانِ کوفہ کی غداری کا علم ہوا تو

www.pdfbooksfree.pk

بیعت کے لئے تیار ہوئے مگر شیعان کوفہ نے دمشق نہ جانے دیا اور کربلا میں شہید
کر دیا۔ تفصیل آگے ملاحظہ فرمائیے)

مگر اس انکار کا سبب یہ ہرگز نہیں تھا کہ وہ یزید کو فاسق و فاجر جانتے تھے
بلکہ ان کا ذاتی اجتہاد یہ تھا کہ میں امورِ مملکت یزید سے بہتر
چلا سکتا ہوں۔

آج اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یزید کو زانی
شرابی اور فاسق و فاجر سمجھتے تھے اس لئے اس کے خلاف خروج کیا تو میں پوری
کائنات کے شیعوں کو اور ان اہلِ سنت کہلانے والوں کو جن کے منہ میں شیعہ
کی زبان حرکت کرتی ہے چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی ایک خط
کوئی ایک تقریر، ان کی نجی محفل کی گفتگو یا کوئی ایک ارشاد پیش کرو کہ انہوں نے فرمایا
ہو کہ چونکہ یزید زانی اور شرابی ہے اور اس نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا ہے اس لئے
میں اس کے ساتھ جہاد کرنے اور اس سے اقتدار چھینے جا رہا ہوں۔

اور کسی موقع پر بھی حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ جانے کا
سبب یہ نہیں بتایا کہ یزید فاسق و فاجر ہے اسلئے میں اس کے خلاف جہاد کرنے
جا رہا ہوں۔

تو آج لوط بن یحییٰ کی روحانی اولاد اور عبداللہ بن سبا کے پیروکار یزید پر
تبرا کر کے اور گالیاں نکال کر دراصل حسین رضی اللہ عنہ کی دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

جو دعویٰ سے کہتے ہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور صحابی کا کوئی ایک
ارشاد بھی ایسا نہیں ہے جس میں یزید کو فاسق و فاجر کہا گیا ہو۔

ہاں اس کے برعکس کئی جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت بھی کی
ہے اور تعریف بھی فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

دامادِ علیؓ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے

قابلِ قدر فرزند حضرت عبداللہؓ نے یزید کی بیعت
کر کے اپنے خاندان کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا
ہم یزید بن معاویہ کی بیعت اللہ اور اس کے
رسول کے حکم کے مطابق کر چکے ہیں۔ میں نہیں جانتا
کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی غداری ہو سکتی ہے کہ ایک
شخص سے بیعت کر کے پھر اس سے جنگ کی جائے
خبردار میرے خاندان میں سے جو شخص یزید کی
بیعت توڑے گا تو پھر میرا اور اس کا کوئی تعلق
نہیں رہے گا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۵۳)

امام الانبیاء سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبوب چچا حضرت عباسؓ کے
لائق فرزند حضرت عبداللہؓ کا ایک ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

www.pdfbooksfree.pk

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی تو دیر تک روتے رہے اور ان کی خوبیوں کا تذکرہ کرتے رہے اور پھر فرمایا۔

إن ابنه يزيد لمن صالحي أهله فالزموا مجالسكم وأعطوا طاعتكم وبيعتكم ...... ثم بايع

بے شک حضرت معاویہؓ کے بیٹے یزید اپنے خاندان کے نیکوکاروں میں سے ہیں۔ لوگو اپنی اپنی جگہ بیٹھے رہنا اور اطاعت کرنا، اور بیعت میں شامل ہونا۔ پھر آپ تشریف لے گئے، اور بیعت فرمائی

(الانساب والاشراف بلاذری ص ۴/۳)

(الامامۃ والسیاسۃ ص ۲۰۲/۱)

مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

غلبني الحسين على الخروج وقلت له اتق الله في نفسك والزم بيتك ولا تخرج على إمامك

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مجھے بھی مجبور کیا کہ ان کے ساتھ کوفہ چلوں، تو میں نے ان سے کہا اپنے

دل میں اللہ سے ڈرو، اپنے گھر میں بیٹھے رہو، اور اپنے امام (یعنی خلیفۂ وقت یزید) کے خلاف نہ نکلو۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۶۳/۸)

ان تین جید اور مشہور صحابیوں کے ارشاد و اقوال سے یزید کی پوزیشن نکھر کر سامنے آگئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم نے بخوشی و رضا بیعت کر لی ہے میرے خاندان میں سے جو یزید کی بیعت توڑے گا میرا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یزید کو نیک اور صالح کہہ کر ان لوگوں کی زبانیں بند کر دی ہیں جو یزید کو فاسق و فاجر، بدکردار اور بدعمل کہتے ہیں تو ان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا حسین کو شفقت سے سمجھایا کہ کوفہ تشریف نہ لے جائیے، اس لئے کہ یزید ہمارا امام ہے۔

ان تین جلیل القدر ہستیوں کے ارشادات کے بعد بھی جو شخص یزید کو گالیاں نکالتا ہے، اور اسے فاسق و فاجر، شرابی و زانی کہہ کر حُبِّ حسین رضی اللہ عنہ کا حق ادا کرنا چاہتا ہے وہ در پردہ ان تین صحابیوں پر تبرا کرتا ہے، اور ان کی شجاعت و دیانت کو مجروح کرنے پر تلا ہوا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

حضرت محمدؒ بن علیؓ (حنفیہ) کا فیصلہ

خاندانِ علی رضی اللہ عنہ کے ایک ممتاز فرد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند اور حسنین کریمینؓ کے برادرِ عزیز، بہت بڑے تابعی عالم حضرت محمد بن علی (المعروف ابن حنفیہ) نے بھی بخوشی و رضا یزید کی بیعت کی تھی۔ اور جب کچھ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں تو انہوں نے سختی سے انکار کیا۔ مخالفین کی حمایت میں ان سے بحث مباحثہ کیا، پھر جب ان مخالفین نے یزید پر الزامات لگائے کہ وہ شراب پیتا ہے، بے نماز ہے اور بدکردار ہے، تو علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس لائق فرزند نے یزید کی حمایت میں ان لوگوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

مَارَأَيْتُ مِنْهُ مَا تَذْكُرُونَ وَقَدْ حَضَرْتُهُ
وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ فَرَأَيْتُهُ مُوَاظِبًا عَلَى
الصَّلَاةِ مُتَحَرِّيًا لِلْخَيْرِ يَسْأَلُ عَنِ الْفِقْهِ
مُلَازِمًا لِلسُّنَّةِ

تم نے یزید میں وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کر رہے ہو، میں خود اس کے پاس گیا ہوں

اور اس کے ہاں رہا ہوں، میں نے اس کو ہمیشہ نماز کا پابند، نیک کاموں کا متلاشی، مسائل فقہ پر گفتگو کرنے والا۔ اور سنتِ نبوی کا پیروکار پایا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۸۳ ج ۸)

قارئینِ گرامی! محمد بن علیؓ کے اس ارشاد کو ایک بار پھر پڑھئے کہ یہ ارشاد یزید کے ایک ہم عصر کا ہے۔ اور ہم عصر بھی ایسا جو فرزندِ علیؓ ہے اور برادرِ حسنینؓ ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے یزید کے پاس رہ کر اس کے شب و روز اور حالات دیکھے ہیں۔ میں نے اس کے اندر وہ باتیں نہیں دیکھیں جو تم بیان کرتے ہو۔ میں نے تو یزید کو دین دار، نماز پڑھنے والا، اتباعِ رسول میں حریص اور علمی مجالس قائم کرنے والا پایا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب حضرت محمد بن علیؓ کے بیان کے سامنے بعد میں آنے والوں کی سنی سنائی اور رٹی بنائی جھوٹی باتیں قطعاً قابلِ قبول نہیں ہو سکتیں۔۔۔۔۔۔۔۔حقیقت یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ یزید کے فسق و فجور کے افسانے یار لوگوں کی اختراع ہے، ورنہ یزید اگر فاسق و فاجر ہوتا تو سینکڑوں اصحابِ رسول اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس کی بیعت کبھی نہ کرتے۔

یزید اگر فاسق و فاجر ہوتا تو ۵۱، ۵۲، ۵۳ھ میں مسلسل تین سال سینکڑوں

www.pdfbooksfree.pk

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہزاروں تابعین رحمۃ اللہ علیہم اور خاص کر کے حضرت ...
رضی اللہ عنہ اس کی امارت میں فریضہ حج ادا کرتے۔

(یاد رہے کہ ان تین سالوں میں امیرِ حج یزید بن معاویہ تھا)

یزید اگر فاسق و فاجر ہوتا تو جہاد قسطنطنیہ میں سینکڑوں اصحاب ...
تابعین اس کی قیادت و امامت اور سپہ سالاری میں جہاد کیلئے نہ جاتے ...
اسکی امامت میں نمازیں ادا نہ کرتے۔

(البدایہ والنھایہ صفحہ ۱۵۱)

یزید اگر فاسق و فاجر ہوتا تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی حضرت ...
بن جعفر رضی اللہ عنہ اپنی لختِ جگر ام محمد کا نکاح اس کے ساتھ کیوں کرتے!

(جمہرۃ الانساب صفحہ ۹۲)

یزید اگر فاسق و فاجر ہوتا تو میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ ...
کی نمازِ جنازہ کیلئے جید صحابہ کرامؓ اسے اپنا امام نہ بناتے۔

(البدایہ والنھایہ)

تعجب بالائے تعجب ہے کہ یزید کا فسق و فجور نہ اصحابِ رسول کو نظر ...
نہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو نظر آیا، نہ اس کا فسق و فجور ہزاروں تابعین کو نظر ...
اور نہ ہی امہات المومنین کو نظر آیا۔

یزید کا فسق و فجور نظر آیا تو صرف عبداللہ بن سبا یہودی کے روحانی فرزند ...

وو این بھی اشیعہ کو نظر آیا۔ اور آج تک آنکھیں بند کر کے ہر خاص و عام، عالم و جاہل،
صحافی و پروفیسر یہی راگ الاپ رہے ہیں۔

یہ بات بھی ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں یزید سے براہ راست کوئی دلچسپی نہیں
ہے۔ اور یہ حقیقت بھی ذہن میں رکھئے کہ دشمنان صحابہ کا مقصد بھی یزید کے ساتھ دشمنی نہیں
ہے بلکہ یزید کی آڑ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سینکڑوں صحابہ اور ہزاروں تابعین
(جنہوں نے یزید کو ولی عہد مان لیا تھا۔) پر تبرا کرنا اور ان کے دامن کو داغدار بنانا
اور ان کو ہوس پرست، دنیا دار اور دین سے بے پرواہ ثابت کرنا ہے۔ ایسے
ہمارا احساس تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر اصحابِ رسول کی عزت و عظمت
اور آبرو کے تعلق سے تڑپ اٹھتا ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی حرمت و عزت
اور عظمت ہمیں بھی اس لئے پیاری نہیں کہ وہ اموی تھے بلکہ اس لئے محبوب ہے
کہ وہ صحابیِ رسول تھے، کاتبِ وحی تھے..... فاتح شام و قبرص، محبوبِ رسول
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی تھے۔ اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا دامن پھیلا کر ان کیلئے دعائیں مانگی ہیں اور ان کے تفقہ
بصیرت اور حلم کو سراہا ہے۔

البتہ یزید کی منقبت اور بے مثال تعریف حدیث کی سب سے صحیح ترین کتاب
بخاری شریف کے اوراق میں آئی ہے۔ اس کے پیشِ نظر ہم نہ تو خود یزید پر لعنت
کے قائل ہیں اور نہ ان لوگوں کو مشورہ دے سکتے ہیں جو بخاری شریف کے مقام

www.pdfbooksfree.pk

و عظمت کے قائل ہیں۔ بخاری وہ کتاب ہے کہ تمام امت قرآن مجید کے بعد سب سے مستند کتاب تسلیم کرتی ہے۔ بخاری کے مقابلے میں جو روایات ہوں گی وہ نامقبول اور مردود ہوں گی۔ جب تک یہ بات نہ کر دیا جائے کہ بخاری کی سند کمزور اور مخالف روایات کی سند مضبوط ہے۔

حیف اور تعجب ہے کہ بخاری میں تو اللہ تعالیٰ کے صادق اور عظیم پیغمبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کے جنتی اور مغفور ہونے کی خبریں لیکن عاشقانِ رسول کہلانے والے اور بخاری کے نام پر روٹیاں کھانے والے تاریخ کی موضوع بن گھڑت اور جھوٹی روایات کا سہارا لے کر اور شیعہ پروپیگنڈے سے مغلوب اور متاثر ہو کر یزید کو شیطان کہتے پھریں۔ اسے جہنمی قرار دیں اور اس پر لعنت کا ورد کرتے رہیں۔

امام الانبیاء سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمایئے۔

اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبوا

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کریگا

انہ پر جنت واجب ہے۔

تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی بحری جنگ لڑی گئی۔ لشکر کے قائد اور سپہ سالار سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشخبری دیتے ہوئے فرمایا۔

اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔

میری امت کا پہلا لشکر جو قسطنطنیہ پر حملہ آور

ہوگا اس کی مغفرت مقدر ہو چکی ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۴۱۰)

قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر سمندری راستے سے مسلمانوں کا حملہ ۵۲ھ کا واقعہ ہے۔ جونہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اس لشکر کشی کا حکم دیا تو عالم اسلام میں رہنے والے مسلمان اس مغفور لشکر میں شمولیت کے لئے دیوانہ وار دوڑ پڑے۔ اس لئے کہ اس لشکر کے لئے مغفرت اور جنت کی بشارت صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مقدس سے سن رکھی تھی۔ اب جب جنت کے دروازے کھلنے کا وقت آیا تو تمام لوگ ایمان کی شمعیں اپنے سینوں میں روشن کئے دمشق کی طرف چل نکلے۔

اس لشکر میں شمولیت کے لئے میزبانِ رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ جن کی عمر اسی سال سے تجاوز کر چکی تھی وہ بھی دمشق پہنچے۔ اگرچہ عمر کے اعتبار سے جہاد کے قابل نہیں تھے مگر جنت سامنے نظر آئی۔ تو بڑھاپا بھی ان کا راستہ نہ روک سکا

اس لشکر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ہزاروں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے۔ آپ سن کر یقیناً حیران ہوں گے کہ اس مغفور لشکر کا قائد یزید تھا۔ اس بخشے ہوئے

گروہ کا امیر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا فرزند یزید تھا۔ اس کا ثبوت احادیث
اور تاریخ کی کتب میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

حضرت محمود بن ربیع فرماتے ہیں۔

قسطنطنیہ پر حملہ کرنے والے لشکر کے
امیر اور سپہ سالار یزید بن معاویہ تھے۔ اور اسی
لشکر میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ
موجود تھے جو وہاں فوت ہوئے۔

(بخاری شریف ص ۱۱۰۹ ج ۲)

شارح بخاری علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح کی ہے کہ مدینہ قیصر سے مراد قسطنطنیہ ہے اور جس لشکر نے سب سے پہلے اس پر حملہ کیا تھا اس کا قائد یزید بن معاویہ تھا۔

علاوہ ازیں علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں علامہ ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ میں اور علامہ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ میں وضاحت سے بیان کیا ہے کہ قسطنطنیہ پر پہلا اسلامی لشکر جب حملہ آور ہوا تو اس لشکر کا سپہ سالار یزید بن معاویہ تھا۔

کیا ہم اس بحث کے خاتمے پر ایک سوال ان عقل کے پیدلوں سے کر سکتے ہیں جو دن رات خلوت و جلوت میں یزید کو شرابی، زانی، بدکردار، بدمعاش

www.pdfbooksfree.pk

فاسق و فاجر اور نہ جانے کیا کچھ کہتے رہتے ہیں کہ

تاریخ اسلام کا یہ ایمان افروز واقعہ جسکی خبر اور بشارت امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی تھی۔ اور پورے لشکر کو جنت کی خوشخبری سنائی تھی۔ پھر جن مقدس لوگوں کو خدا تعالیٰ نے اس لشکر میں شمولیت کے لئے چنا۔ وہ پاکباز لوگ جن کے ذکر سے ایمان کے باغ میں بہار آجاتی ہے جن کی یاد سے دل لذت پاتے ہیں اور جن کے تصور سے چہرے منور ہو جاتے ہیں اور جن کا نام سن کر زبانیں رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ پکارنے لگتی ہیں کیا کائنات کے رب نے زمین پر بسنے والے ان پاکیزہ صفت، رفیع المرتبت اور عظیم ہستیوں کی سرداری اور امارت کے لئے ایک فاسق و فاجر، شرابی و زانی اور بدمعاش کو چنا تھا؟

خدارا کچھ سوچو، اور تعصب و جہالت کی وادی سے باہر نکل کر حقائق و دلائل کے میدان میں آؤ۔ اور بقول مولانا عامر عثمانی مرحوم رح

ہوش کے ناخن لو۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ
کی سستی حمایت اور ظالموں کی بیگانہ نفرت کے
چکر میں یہ نہیں سمجھ رہے ہو کہ تم حسین رضی اللہ عنہم
کی نمائش اور فسق یزید کا پروپیگنڈہ دراصل ایک
نقب ہے عظمت صحابہ رضی اللہ عنہ کی دیوار میں

www.pdfbooksfree.pk

جس تعصب کے راستے صحابہ کرامؓ کی ناموس اور آبرو لوٹنے اور لٹوانے کی کوششیں صدیوں سے جاری ہیں۔

یزید فرض کرو اگر عاصی اور گمراہ تھا، تو اسے اپنی آگ میں جلنے دو۔ تم لعنتوں اور صلواتوں سے اسکی تواضع نہیں کرو گے تو دوزخ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو جائیگی۔ اور اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسے خلیفہ بنا کر واقعی کوئی معصیت کی تھی تو ان سے بھی اللہ تعالےٰ نمٹ لے گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالےٰ کو انصاف کرنے کے لئے تمہاری راہنمائی کی حاجت نہیں ہے۔

تم یزید اور معاویہؓ کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کے لئے عدالتیں مت سجاؤ بلکہ اپنی گردنوں پر مسلط موجودہ حاکموں کو دیکھو وہ کس بے تکلفی سے تمہاری ناکوں میں نکیلیں ڈالے گناہ و طغیان اور ہوا و ہوس کی دلدلوں میں ہنکائے لئے جا رہے ہیں۔ تمہاری غیرتِ حق اور حمیتِ دینی اگر ایسی ہی

ذکی الحس ہے کہ تیرہ سو برس پہلے کے ظالموں کو گالیاں دیئے اور مظلوموں کے غم میں سینہ پیٹے بغیر تم کو چین نہیں آتا، تو ان شیطانوں کے بارے برف کیوں ہو گئے ہو جو فسق و فجور کی سیاہی سے تمہارا منہ کالا کر رہے ہیں۔ جو گمراہی و ضلالت کی گھاٹیوں میں تمہیں غلاموں کی طرح ہنکاتے چلے جا رہے ہیں۔ مُردوں کیلئے تو عشر بلکہ اور زندوں کیلئے کچھ بھی نہیں۔

ماضی پر تو خورد بینی نظر اور حال کیلئے اتنے کور چشم کہ سامنے کا پتھر دکھائی نہیں دیتا۔ حسینؓ کے غم میں آنسو تو بہا لو گے، انکی پیروی میں سر نہیں کٹاؤ گے۔ اور سر کٹانا تو کجا اتنا بھی احساس نہیں کرو گے کہ جس مقصد کیلئے حسین رضی اللہ عنہ نے جان دی تھی وہ مقصد آج بھی تمہیں پکار رہا ہے۔ بہرے، بے حس، نادان، بہروپیے۔

کاش تم سوچتے کہ یزید بے چارہ آج کے ان ابو جہلوں، ابو لہبوں اور ابن ابیوں کی کیا

www.pdfbooksfree.pk

برابری کریگا جو علم و فن کے ہتھیار سے لیس تمہاری
عزت کو للکار رہے ہیں۔ تمہارے سینوں پر مونگ
دل رہے ہیں۔

ہمت ہے تو ان کی للکار کا جواب دو ان
سے آنکھیں ملاؤ۔ مگر مجھ کے آنسوؤں سے ظلم
وطغیان کے پہاڑ نہیں بہیں گے۔ اور یزید پر
دانت کٹکٹانے سے شہدائے کربلا کا بدلہ
نہیں چک جائے گا۔

یزید کے فسق وفجور کی روایات اور انکی حقیقت

اگر تاریخ میں ایسی روایات ملتی ہیں جن میں یزید کی مذمت اور تنقید
ہوتی ہے تو ایسے تمامتر مواد کی حقیقت واضح کرنے کیلئے صرف دو حوالے
پیش خدمت ہیں۔

ملا علی قاری حنفیؒ اپنی کتاب موضوعاتِ کبیر ص۱۰۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

ومن ذالك الاحادیث فی ذم معاویہ،
وذم عمرو بن العاص وذم بنی امیہ، کذا
فی ذم یزید والولید ومروان بن الحکم د

اسی طرح حضرت معاویہ عمرو بن العاص
بنوامیہ یزید، ولید اور مروان کی برائی اور مذمت
میں آنے والی تمام روایات جھوٹی اور موضوع ہیں
علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب البدایہ والنہایہ ص ۲۳۱/۸
پر تحریر کرتے ہیں۔

وقد اورد ابن عساکر احادیث فی
ذم یزید بن معاویہ کلھا موضوعۃ
لایصح شئ منہ۔

مؤرخ ابن عساکر نے یزید بن معاویہ کی برائی
اور مذمت میں جتنی احادیث بیان کی ہیں سب
کی سب من گھڑت ہیں۔ ان میں سے کوئی بات
بھی صحیح نہیں ہے۔

ان دو حوالوں سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ یزید کے فسق وفجور
اور بدکرداری کو بیان کرنے والی روایات ناقابلِ قبول ہیں۔ اور ان روایات کو
وضع کرنے میں شیعہ راویوں کا ہاتھ ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

واقعہ کربلا

۲۲ رجب المرجب ۶۰ھ کو امیر المومنین سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کا انتقال پر ملال ہوا۔ اور یزید بن معاویہ تختِ حکومت و خلافت پر متمکن ہوا۔ اس سے پہلے تقریباً پانچ سال تک وہ ولی عہد کے منصب پر فائز رہا۔ اس عرصہ کے زمانے میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہر سال دمشق جاتے، حضرت معاویہؓ ان سے انتہائی تکریم سے پیش آتے، اور مالی امداد بھی فرماتے۔

جب حضرت معاویہؓ کا انتقال ہوا اور یزید برسرِ اقتدار آیا تو تمام امتِ مسلمہ نے باتفاق یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھدیا، اور اسے بخوشی و رضا اپنا امیر اور امام تسلیم کرلیا۔ صرف حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیرؓ نے یزید کی بیعت کے بارے حاکمِ مدینہ سے سوچنے کی مہلت مانگی اور اسی مہلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عازمِ مکہ ہوئے۔

حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریباً چار مہینے مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر رہے اس عرصہ میں نہ حاکمِ مکہ نے آپ کو یزید کے لئے بیعتِ خلافت کے لئے مجبور کیا اور نہ ہی یزید نے کوئی ایسا حکم صادر کیا۔

اور باعثِ حیرت و تعجب یہ امر ہے کہ ان چار مہینوں کے دوران حضرت

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کسی خلوت و جلوت میں، کسی مجالس و نجی گفتگو میں یا کسی وفد سے ملاقات کرتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں کیا کہ یزید پکا شرابی و زانی ہے۔ بدکردار اور فاسق و فاجر ہے، اسلام کا دشمن اور کافر ہے اس کے دورِ حکومت میں میرے نانا کا دین خطرے میں ہے، لا الٰہ الا اللہ کی بنیاد کمزور ہو رہی ہے، اسلام فریاد کر رہا ہے اور یزید کا وجود مذہب و ملت کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے اس لئے میں اسکی بیعت سے انکار کرتا ہوں اور اسے اپنا امام اور امیر تسلیم نہیں کر سکتا، اور میں اس کا تختہ الٹنا چاہتا ہوں۔

یا کبھی حضرت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عوام الناس سے اپیل کی ہو کہ اس جہاد اور مشن میں میرا ساتھ دو۔ یا لوگوں سے کہا ہو کہ یزید کی بیعت کا پٹہ گلے سے اتار پھینکو اور شمشیر بکف ہو کر میدانِ عمل میں آجاؤ۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو یزید کے کردار و عمل سے کوئی شکایت نہیں تھی، اگر یزید کا کردار واقعی غیر اسلامی ہوتا اور دینِ اسلام کو اس کی ذات سے خطرہ لاحق ہوتا، اور اسلام اس کے دور میں فریاد کناں ہوتا تو اس کی مخالفت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اکیلے باہر نہ نکلتے، بلکہ ہزاروں مسلمان بھی آپ کا ساتھ دیتے، کم از کم آپ کے خاندان کے لوگ اور عزیز رشتہ دار تو آپ کے ساتھی اور حمایتی ضرور بنتے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس موقع پر کسی مسلمان نے بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا

www.pdfbooksfree.pk

ساتھ نہیں دیا حتیٰ کہ آپ کے دوسرے قریبی رشتہ داروں کے علاوہ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ (حنفیہ) نے اور چچازاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے موقف کی مخالفت کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کا پس منظر اور سبب یزید کا کردار، اس کا فسق و فجور اور اسلام کی سربلندی نہیں تھا بلکہ اس کا باعث وہ خطوط تھے جو کوفہ کے شیعوں نے ہزاروں کی تعداد میں آپ کے نام لکھے تھے۔ اور ان خطوط میں اپنی حمایت و ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا کہ ہم یزید سے بیزار ہیں۔ اور اس کی بیعت توڑ کر آپ کی بیعت کرنے اور آپ کے لئے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے لکھا۔

اگر آپ کوفہ تشریف لائیں تو ایک لاکھ سپاہی آپ کے اشارۂ ابرو پر کٹ مرنے کیلئے تیار ہیں۔ یہ دلفریب خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے عازم کوفہ ہونے کا سبب بنے تھے۔ ورنہ ہم اہلسنت حاشا وکلا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام خاندانی رقابت اور تعصب کی بنیاد پر تھا اور ہم یہ بھی نہیں سوچ سکتے کہ ان کا یہ جذبہ محض دنیاوی مفاد کے لئے تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا تربیت یافتہ فرزند فاطمہؓ بنت محمدؐ کی گود میں پرورش پانے والا ——— آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر سواری کرنے والا ——— اور ہزاروں اصحابِ رسول کی صحبت میں بیٹھ کر

فیض حاصل کرنے والا حسین رضی اللہ عنہ محض حکومت و اقتدار کی طلب میں سرگرداں ہو۔ ہماری اس تصور سے بھی ہزار بار توبہ۔

بلکہ اہلسنت کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی غرض دنیا پرستی نہیں تھی۔ وہ عیش و نشاط کے دلدادہ نہیں تھے۔ وہ حبِ جاہ و اقتدار کے دھارے پر نہیں بہہ رہے تھے۔ بلکہ نیک نیتی اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے جذبے کے تحت ان کی سوچ تھی۔ کہ یزید مملکتِ اسلامیہ کی پالیسی اور خدوخال کو جس حد تک اسلامی بنا سکتا ہے اس سے کہیں بہتر طور پر میں مملکت کو اسلامی خطوط پر چلا سکتا ہوں اور خلافت کو ٹھیک ٹھیک منہاجِ نبوت کے راستے پر ڈال سکتا ہوں۔

شیعانِ کوفہ کے خطوط حسینؓ بن علیؓ کے نام

شیعانِ کوفہ نے ہزاروں کی تعداد میں جو خطوط حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام تحریر کئے تھے ان کا مضمون تقریباً ایک ہی تھا۔ آپ ان خطوط کو ملاحظہ فرمائیں۔

ملا باقر مجلسی شیعہ مجتہد اپنی مایہ ناز تصنیف "جلاء العیون" میں لکھتے ہیں

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر
اہل کوفہ کو ملی تو کوفہ کے شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی
کے گھر اکٹھے ہوئے۔ تمام نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا

کی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کی خبر کے بعد یزید کی بیعت کے بارے بات چیت شروع ہوئی سلیمان نے کہا جب معاویہ واصل .... ہو گیا ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا ہے اور مدینہ سے نکل کر مکہ مکرمہ چلے گئے ہیں۔ اور تم لوگ حسینؓ اور حسینؓ کے والد بزرگوار کے شیعہ ہو۔

اگر تم سمجھتے ہو کہ ان کی مدد کرو گے اور ان کے دشمنوں سے جنگ کرو گے اور جان و مال سے انکی نصرت کرو گے تو ان کو خط لکھو اور ان کو کوفے بلاؤ اور اگر تم ان کی مدد میں سستی اور کوتاہی کرو گے تو پھر ان کو دھوکا اور فریب مت دو۔ اور ان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

تمام شیعوں نے کہا کہ اگر حسین رضی اللہ عنہ اس شہر کو اپنے قدموں کے نور سے منور فرمائیں تو ہم خلوص کے قدموں سے ان کی طرف بڑھیں گے اور ان کی مدد کرنے میں اور ان کے دشمنوں کے

www.pdfbooksfree.pk

شر کو دور کرنے میں جان نچھاور کر دیں گے۔

اس مجلس کے بعد شیعان کوفہ نے مندرجہ ذیل مضمون کا خط حضرت حسینؓ کی طرف تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایں نامہ است بسوئے حسین بن علی صلوات اللہ علیہما از جانب سلیمان بن صرد و مسیب بن نجبہ و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و سائر شیعان و مومنان و مسلمانان اہلِ کوفہ

یہ خط ہے جو سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر اور تمام شیعوں اور مومنوں اور کوفہ کے مسلمانوں کی طرف سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا جا رہا ہے آپ پر اللہ کا سلام ہو، ہم اللہ کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمارے زبردست دشمن (معاویہ) کو ہلاک کیا۔ جو امت پر بغیر ان کی رضامندی کے حاکم بن گیا تھا۔ اور ظلم و ستم کے ساتھ حکومت کرتا تھا۔ اور ان کے مال میں ناحق تصرف کرتا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

نیک لوگوں کو قتل کرتا تھا۔ اور بروں کو نیکوں پر مسلط
کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے جس
طرح قوم ثمود پر لعنت کی۔

ہم آپ پر یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ اس وقت
ہمارا کوئی امیر نہیں ہے آپ ہماری طرف توجہ فرمائیں
اور ہمارے شہر میں قدم رنجہ فرمائیں کہ ہم سب آپ
کے مطیع ہیں۔ شاید خدا آپ کی برکت سے حق کو ہمارے
ہاتھوں ظاہر فرمائے۔ ہم کوفہ کے گورنر کی امامت
میں نہ جمعہ پڑھتے ہیں اور نہ ہی عید کی نماز کیلئے
اس کے ساتھ عیدگاہ جاتے ہیں۔ جب ہمیں یہ
خبر مل جائیگی کہ آپ ہماری طرف روانہ ہوچکے
ہیں تو ہم اس کو کوفہ سے نکال دیں گے۔

ایک اور خط کا مضمون بھی ملاحظہ فرمائیے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عریضہ ہے حسینؓ ابن علی کی خدمت میں ان کے شیعوں
اور مخلصوں کی طرف سے ہم آپ کے منتظر ہیں۔ جلدی
ہمارے شہر تشریف لائیے۔

ایک اور خط میں کوفہ کے شیعوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

صحرا ہا سبز شدہ و میوہ ہا رسیدہ، اگر بایں
سو بہ تشریف آوری لشکر ہائے تو مہیا خاطر اند
و شب و روز انتظار تشریف تو می برند

باغ و صحرا سرسبز و شاداب ہوچکے ہیں، پھل پکے
ہوئے ہیں۔ اور اس طرف تشریف لائیں تو آپ
کے لشکر کیلئے سب آمادہ اور حاضر ہیں اور
رات دن آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں

اہلِ کوفہ کے ان خطوط کے جواب میں حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے
مختلف اوقات میں جو خطوط تحریر فرمائے ان میں اہلِ کوفہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

یہ خط حسینؓ بن علیؓ کی طرف سے ہے کوفہ کے شیعوں
کے نام۔

قارئینِ گرامی! اہلِ کوفہ کے خط حضرت سیدنا حسینؓ کے نام اور حضرت
حسین رضی اللہ عنہ کے جوابی خطوط کے عنوان اور مضمون سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ
حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ آنے کی دعوت دینے والے شیعہ تھے۔ ہم قارئین
سے گزارش کریں گے کہ اس پوائنٹ کو ذہن میں رکھیں، کیونکہ جب ہم قاتلانِ حسینؓ
کا کھوج لگائیں گے اور تفتیش کے مرحلہ کو پہنچیں گے تو یہ پوائنٹ قاتلانِ حسینؓ کی

تلاش میں بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوگا۔

اہلِ کوفہ نے مسلسل خطوط تحریر کرنے شروع کئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اس قسم کے مضمون کے خطوط کا تانتا بندھ گیا۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ ابھی تک کوفہ جانے کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھے۔

شیعانِ کوفہ نے اپنے دو وفد بھی آپ کی خدمت میں بھیجے۔ تاکہ آپ کو یقین دہانی کرائی جا سکے۔ کہ شیعانِ کوفہ آپ کے ساتھ تعاون اور وفاداری کے لئے پوری طرح تیار ہیں۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ پھر بھی تیار نہیں ہوئے

پھر اہلِ کوفہ نے تیسرا وفد جو ساٹھ تجربہ کار، ہشیار، دانا اور عیار افراد پر مشتمل تھا۔ مکہ مکرمہ روانہ کیا۔ انہوں نے آ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو اللہ کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دینِ اسلام کا واسطہ دے کر کہا۔

اگر آپ ہمارے ساتھ تشریف نہ لائے اور ہماری قیادت و امارت نہ کی تو ہم میدانِ محشر میں آپ کے نانا جان کے سامنے شکایت کریں گے۔

اس وفد نے قسمیں اٹھا کر آپ کو یقین دلایا کہ بھاری تعداد میں لشکر تیار ہے۔ بس آپ کے آنے کی دیر ہے کہ ہم یزید کا تختہ الٹ دیں گے۔ اور حکومت و اقتدار آپ کے قدموں میں ہوگا

انہوں نے کچھ اس طرح چاپلوسانہ گفتگو کی کہ حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار نہ کر سکے اور کوفہ جانے کیلئے تیار ہو گئے۔

www.pdfbooksfree.pk

مسلم بن عقیل کی کوفہ روانگی

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی صورتِ حال کی ابتدائی تحقیق کیلئے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ فرمایا۔ کہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لو اور تحقیق کرو۔ اگر اہلِ کوفہ اپنے قول و اقرار میں صادق ہیں تو پھر میں وہاں سے چلا جاؤں۔ (طبری)

حضرت مسلم کوفہ پہنچے تو شیعانِ کوفہ نے بڑی گرم جوشی سے ان کا استقبال کیا۔ دراصل یہ سازشی لوگ ہر صورت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلانا چاہتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر بیعت کرنا شروع کی۔ اور چند دنوں میں تقریباً اٹھارہ ہزار کوفی جھوٹی بیعت کر کے اپنے طے شدہ منصوبہ کو پائیہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے مستعد اور منظم ہو گئے۔

شیعانِ کوفہ نے مسلم بن عقیل کیلئے دل و دماغ فرشِ راہ کیے۔ اطاعت و فرمانبرداری کی انتہا کر دی۔ حضرت مسلم نے جب امید سے زیادہ اپنی پزیرائی اور کامیابی دیکھی تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا کہ یہ لوگ اپنے عہد و اقرار میں سچے ہیں۔ اور اس پر دل و جان سے قائم ہیں۔ اب تک اٹھارہ ہزار افراد میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور کثیر تعداد میں لوگ بیعت کے لئے برابر آ رہے ہیں آپ فوراً کوفہ تشریف لے آئیں۔ حالات بہتر اور سازگار ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

حضرت حسینؓ کی کوفہ جانے کی تیاری

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے خط پہنچتے ہی کوفہ کے سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس سفر میں آپ کے خاندان کے چند افراد کے سوا کسی مسلمان نے آپ کا ساتھ نہ دیا، بلکہ جلیل القدر صحابہؓ اور آپ کے قریبی رشتہ داروں نے آپ کو روکنے کی ہر ممکن کوشش کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بہت سمجھایا کہ گھر سے باہر نہ نکلیے اور کوفہ جانے کا ارادہ ترک کر دیجیے۔ اس لیے کہ کوفی ہمیشہ سے سازشی ذہن رکھتے ہیں۔ جس طرح انہوں نے آپ کے والد مکرم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور آپ کے برادر مکرم حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بے وفائی اور عہد شکنی کی تھی۔ اسی طرح وہ آپ سے بھی غداری کریں گے۔ یہ دونوں صحابی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو سمجھاتے سمجھاتے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح امیر المؤمنین خلیفہ ثالث، دامادِ نبی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر والوں کے سامنے شہید کر دیا گیا تھا اسی طرح آپ کے اہل و عیال کے سامنے آپ کو ذبح کر دیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تو رقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ اگر میں سمجھتا کہ میرے سمجھانے اور روکنے سے تم رک جاؤ گے تو میں تمہیں

سر اور داڑھی کے بالوں سے پکڑ کر روکتا۔ اور لوگ تماشہ دیکھتے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی سواری کے ساتھ دوڑتے ہوئے جا رہے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں کہ اگر نہیں رکتے ہو اور لازماً جانا چاہتے ہو تو پھر اپنے بال بچوں اور مستورات کو لے کر نہ جاؤ۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے برادرِ عزیز، بہت بڑے تابعی عالم حضرت محمد بن علی (المعروف حنفیہ) نے ہر ممکن کوشش کی کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کوفہ کے سفر پر تشریف نہ لے جائیں۔

مشہور صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضرت حسینؓ کو سمجھاتے ہوئے فرمایا۔

———— وقلت له

اتق الله فی نفسک والزم بیتک ولا تخرج

علی امامک۔

———— میں نے کہا کہ حسینؓ

اپنے دل میں اللہ سے ڈرو، اور اپنے گھر بیٹھے رہو

اور اپنے امام (یزید) کے خلاف خروج نہ کرو۔

البدایہ والنہایہ ۱۶۳

www.pdfbooksfree.pk

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مخاطب ہوتے فرمایا۔

کلمت حسیناً فقلت لہ اتق اللہ
ولا تضرب الناس بعضھم ببعض

میں نے اس سلسلہ میں حضرت حسینؓ سے بات
کی اور کہا۔ اللہ سے ڈرو۔ اور لوگوں کو آپس میں
نہ لڑاؤ۔

(البدایہ والنہایہ ص ۱۶۳/۸ج)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن طریقے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ جانے سے روکا۔ مگر انہوں نے ان کی بات بھی تسلیم نہیں کی۔

(طبری)

ان تمام حضرات نے کبھی سختی سے اور کبھی منت سماجت کر کے حضرت حسینؓ کو ہر ممکن طریقے سے کوفہ کے سفر سے منع کیا۔ ان حضرات کا پختہ اور ماضی کا تجربہ تھا کہ کوفہ کے شیعہ غدار اور بے وفا ہیں۔ انہوں نے خاندانِ علی رضی اللہ عنہ سے ہمیشہ غداری کی ہے۔ اور وہ آپ سے بھی وفا نہیں کریں گے۔
وہ کہتے تھے۔

تم کو اُن سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے۔

اور دوسری بات ان حضرات کے ذہن میں یہ تھی کہ یزید کی بیعت پورے عالم اسلام میں ہو چکی ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک نئی حکومت کا قیام اسلام اور مسلمانوں کے لئے انتہائی تشویشناک اور خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔

لیکن سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے ان تمام جلیل القدر مسلمانوں کے مشورہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مکہ مکرمہ سے اہل و عیال، عزیز رشتہ داروں اور ان ساٹھ کوفیوں سمیت جو آپ کو لینے آئے تھے۔ کوفہ کی طرف روانہ ہوئے یہ روانگی دس ذی الحجہ کو ہوئی۔ اور تاریخ اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ مکہ مکرمہ سے کربلا تیس منزلوں کی مسافت پر ہے۔ اور اس دور میں منزل سے ادھر اُدھر کسی قافلے کا پڑاؤ ڈالنا بعید از خیال تھا۔ اس لئے یہ قافلہ ہر روز ایک منزل کا سفر طے کرتا ہوا دس محرم الحرام کو کربلا پہنچا۔

مسلمؓ کے قتل کی اطلاع اور حضرت حسینؓ کا ارادہ واپسی

اثناء سفر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ روح فرسا خبر ملی کہ ان کے بھائی اور قاصد حضرت مسلمؓ بن عقیل کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اور اس قتل کی بیک گراؤنڈ یہ تھی کہ کوفہ کے نئے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے گورنری کا چارج سنبھالا اور سختی

www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ حالات کنٹرول کرنے کے عزم کا اظہار کیا۔ اور یہ اعلان کیا کہ حکومت کے باغیوں کو کچل دیا جائے گا۔ تو گورنر کوفہ کی ابتدائی کاروائی کی تاب نہ لاسکے تمام خبیث الفطرت اور بے وفا شیعانِ کوفہ حضرت مسلم کو اکیلا اور بے یار و مددگار چھوڑ کر حکومتِ وقت سے جا ملے۔

حتیٰ کہ حضرت مسلم بن عقیل کے ساتھ کوئی آدمی نہ رہا۔ نہ کوئی پناہ دینے والا اور نہ کوئی راستہ بتانے والا۔ اور نہ ہی کوئی ان سے بات کرتا تھا۔ بالآخر شیعانِ علی کی مخبری کے نتیجے میں حضرت مسلم نے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حضرت مسلم نے شہادت سے پہلے ایک خط سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام تحریر کیا۔ اور ابنِ سعد سے کہا کہ یہ خط میرے برادرِ بزرگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچا دیا جائے۔ اس خط میں حضرت مسلم نے لکھا۔

لایغرک اھل الکوف، فانھم اصحاب ابیک
الذی کان یتمنی فراقھم با الموۃ او قتل
انّ اھل الکوف، قد کذبوک وکذبو نی

میرے بھائی حسینؓ کوفیوں کے فریب میں
مت آنا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آپ کے والد کے
ساتھی کہلاتے تھے۔ اور جن سے نجات پانے کے
لیئے آپ کے والد مرجانے یا قتل ہوجانے

کی تمنا اور آرزو رکھتے تھے۔ ان کوفیوں نے آپ
سے بھی جھوٹ بولا۔ اور مجھ سے بھی جھوٹ بولا۔

(طبری ص۲۱۱، ناسخ التواریخ، جلاء العیون)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مسلم بن عقیل کے خط کو پڑھ کر واپس پلٹ جانے کا ارادہ کرلیا۔ مگر برادرانِ مسلم نے واپس جانے سے انکار کر دیا کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے۔ جب تک اپنے بھائی کے خون کا انتقام نہیں لے لیتے۔

چنانچہ ملا باقر مجلسی جلاء العیون ص ۴۶۳ ج ۱ میں تحریر کرتا ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ مسلم کے قتل کی خبر
سن کر متوجہ اولادِ عقیل ہوئے۔ انہوں نے کہا
بخدا سوگند ہم واپس نہ جائیں گے جب تک ان
سے بدلہ مسلم نہ لے لیں۔

مصنف ناسخ التواریخ رقمطراز ہے۔

حسین بجانب فرزندانِ عقیل نگران شد
و فرمود مسلم را کشتند اکنوں رائے شما چیست
گفتند لا واللہ چندکہ توانیم در طلب خون او بکوشیم
یا ازاں شربت کہ او نوشید بنوشیم۔

www.pdfbooksfree.pk

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بن عقیل
کے قتل کی خبر ملی تو مسلم کے بھائیوں کی طرف متوجہ
ہوئے۔ اور کہا مسلم تو قتل ہو گیا۔ اب تمہارا کیا
مشورہ ہے۔ برادرانِ مسلم نے کہا خدا کی قسم ہم
سے جو ہو سکے گا، ہم کریں گے۔ اور مسلم کے قتل
کا بدلہ لینے کی کوشش کریں گے۔ یا جو شہادت
کا شربت مسلم نے پیا ہے ہم بھی پی لیں گے۔

مؤلف عمدۃ الطالب تحریر کرتا ہے۔

واتصل بہ خبر قتل مسلم بن عقیل
فی الطریق فاراد الرجوع فامتنع بنو عقیل

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بن عقیل کے
قتل کی خبر ملی تو انہوں نے لوٹ جانے کا ارادہ فرمایا مگر
برادرانِ مسلم واپس جانے کیلئے تیار نہ ہوئے

قارئینِ محترم مندرجہ بالا حوالہ جات پڑھنے کے بعد کیا یہ بات نکھر کر سامنے نہیں آجاتی کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سربلندی و سرفرازی اور کفر کی سرکوبی کے لئے نہیں تھا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملتے ہی جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ کوفیوں کے فریب

نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں اور وہ اپنی پرانی روش کے مطابق دھوکہ، فریب اور دغابازی کا مظاہرہ کر چکے ہیں، اور آئندہ بھی یہی کچھ کریں گے۔ تو انہوں نے واپسی کا ارادہ فرما لیا۔ لیکن حضرت مسلم کے بھائی راہ کی دیوار بن گئے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ اگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سربلندی و سرفرازی کے لئے تھا، اور کفر کو وہ موت کی نیند سلانا چاہتے تھے تو واپسی کا ارادہ کیوں؟ برادرانِ مسلم کی طرف متوجہ کیوں؟

اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سربلندی اور دین کو بچانے کی خاطر ہوتا تو مسلم کے قتل کی خبر سنکر وہ واپسی کا ارادہ نہ فرماتے بلکہ یہ اعلان کرتے کہ میرا بھائی مسلم شہید ہو گیا ہے تو کوئی پرواہ نہیں، میں نے جو اقدام کیا ہے اس پر قائم ہوں اور جب تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا، اس اقدام سے رجوع نہیں کروں گا۔

اور دوسری بات ان روایات سے یہ واضح ہوتی ہے کہ جس مقام پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مسلم کے قتل کی خبر ملتی ہے اور وہ واپس جانا چاہتے ہیں مگر مسلم کے بھائی راستے کی دیوار ثابت ہوئے۔ اس مقام سے آگے جو آپ نے سفر فرمایا اس کا مقصد صرف مسلم بن عقیل کے قتل کا بدلہ لینا تھا، بجز اس کے اس سفر کا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

بہر کیف حضرت مسلم کے بھائیوں نے جذبۂ انتقام کے تحت ضد کی کہ ہم اپنے بھائی کا انتقام ضرور لیں گے۔ اس لئے آپ بھی ہمارے ساتھ آئیں۔ جس طرح ہم دو ٹکڑے آپ کے ساتھ آ گئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو ساٹھ کوفی ٹکڑے آپ کے ساتھ آ گئے تھے انہوں نے کہا۔

انک واللہ ما انت مثل مسلم بن عقیل و
لو قدمت الکوفۃ لکان الناس اسرع الیک

اللہ کی قسم آپ کی بات ہی اور ہے۔ آپ مسلم بن
عقیل کی طرح تو نہیں ہیں۔ آپ جب کوفہ پہنچیں گے
تو سب لوگ آپ کی طرف دوڑ پڑیں گے۔

(طبری ص ۲۲۵ / ۶۴)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ برادرانِ مسلم کی ضد اور ساٹھ کوفیوں کے اصرار کے سامنے بے بس ہو گئے مگر اثنائے سفر تذبذب کا شکار رہے۔ اور سوچتے رہے کہ شیعانِ کوفہ سابقہ روش کے مطابق غدار ہی نکلے۔ ان سے کسی بہتری اور تعاون کی امید رکھنا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اور واپس جانے کے تمام راستے برادرانِ مسلم اور ساٹھ غدار کوفیوں نے بند کر رکھے ہیں۔ اسی سوچ و فکر میں مگن سیدنا حسینؓ القرعا کے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں سے ایک راستہ کوفہ اور دوسرا راستہ دمشق کو جاتا ہے۔ اس مقام پر سرکاری فوج کا ایک دستہ عمرو بن سعد کی قیادت

میں آپ کو ملتا ہے۔ عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ (جو رشتے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ماموں لگتے تھے) اس لئے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص فاتح ایران اور یکے از عشرہ مبشرہ کے بیٹے ہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اس رشتہ سے عمرو بن سعد آنحضرت کے ماموں زاد بھائی ہوئے تو سیدنا حسینؓ کے ماموں لگے) آپ کو سمجھاتے ہیں اور کوفہ میں جو کچھ کوفی غداروں نے مسلم بن عقیل کے ساتھ سلوک کیا اس کی اطلاع دیتے ہیں۔ ماضی میں جھانکنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ ان ہی غداروں نے آپ کے والد گرامی حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے وفائی کی۔ اور شہید کر دیا۔ اس کے بعد آپ کے برادرِ محترم حضرت حسنؓ کو دکھ دینے شروع کئے۔ خنجر مارے۔ گالیاں دیں۔ مصلیٰ ان کے نیچے سے کھینچا اور بالآخر زہر دے کر ان کو شہید کر دیا۔ ان ہی غداروں میں سے چند غدار اور شرارتی لوگ آج آپ کو بھی استعمال کر کے اسلام کی مضبوط بنیادوں کو ہلا دینا چاہتے ہیں اور متفق و متحد امتِ مسلمہ کو انتشار و افتراق کی بھٹی میں جھونک دینا چاہتے ہیں خدارا آپ اس شرارتی عنصر کی تدبیریں اور سازشیں سمجھئے۔ اور مسلمانوں میں انتشار و افتراق کا باعث نہ بنئے۔

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعد کے درمیان ملاقات کا ذکر اہلسنت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہے۔ مطالعہ کیلئے دیکھئے مشہور شیعہ عالم شیخ مفید کی کتاب الارشاد ص ۲۲۷ اور ملا باقر مجلسی کی بحار الانوار ۲۴۹

www.pdfbooksfree.pk

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یہ مشاہدہ بھی فرما چکے تھے کہ کوفہ کے بڑے سرداروں اور چوہدریوں کے خطوط ان کے پاس ہیں اور ان میں وفاداری اور ساتھ نبھانے کا عہد اور بیعت کرنے کا وعدہ ہے وہ خطوط تحریر کرنے والے لشکر عمرو بن سعد کی فوج میں شامل ہیں۔

یہاں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے خطوط کا تذکرہ فرمایا، اور پھر ایک ایک کا نام لیا کہ فلاں بن فلاں نے فلاں بن فلاں کیا یہ خط تمہارے نہیں؟ کیا ان میں سے ہر ایک پر سینکڑوں لوگوں کے دستخط نہیں؟ تم نے ہی یہ خطوط لکھ کر مجھے یہاں آنے کی دعوت دی کہ ہم آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں۔ اور اب تم ہی ان کی فوج میں شامل ہو۔

ہائے ہم پر کب کھلا ان ناخداؤں کا فریب
جب سفینے بڑھتے بڑھتے درمیاں تک آ گئے

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس بیان پر وہ غدار، شرارتی شیطان صفت صاف انکاری ہو گئے۔ اور اپنی اپنی برأت کا اظہار کرنے لگے۔

سیدنا حسینؓ کی تین شرائط

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ارادے اس منزل پر پھر بدلے، سوچ اور فکر تبدیل ہوئی، کوفیوں کی واضح غداری اور بدعہدی سے کبیدہ خاطر ہوئے، اور

مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت جو جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم انہیں روک رہے تھے ایک ایک کر کے وہ یاد آئے۔ لہٰذا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کے سامنے تین شرطیں پیش کیں جو اہلسنت اور اہل تشیع کی معتبر کتب میں موجود ہیں۔

پہلی شرط کہ مجھے واپس جانے دو، جہاں سے آیا ہوں وہاں پلٹ جاؤں۔

دوسری شرط: کہ مجھے اسلام کی سرحدوں میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تا کہ میں کفار کے خلاف جنگ و جہاد میں اپنی بقایا زندگی گزار دوں۔

تیسری شرط: کہ مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے کر بیعت کر لوں۔

شیعہ مذہب کے ممتاز عالم شریف المرتضیٰ اپنی کتاب الشافی ص ۲۴۱ میں تحریر کرتے ہیں۔

قال لعمرو بن سعد اختاروا مني اما الرجوع
الى المكان الذي اقبلت منه وان اضع يدي
على يد يزيد فهو ابن عمي ليرى في رأيه،
واما ان تسيروا بي الى ثغر من ثغور المسلمين
فاكون رجلا من اهله

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد

www.pdfbooksfree.pk

152

سے فرمایا میری تین باتوں میں سے ایک بات
منظور کر لو۔

۱۔ یا تو مجھے اس جگہ واپس جانے دو جہاں سے
میں آیا ہوں۔

۲۔ یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ پر رکھ دوں وہ
میرے چچا کا بیٹا ہے وہ میرے متعلق اپنی
رائے خود قائم کرے گا۔

۳۔ یا مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد
پر بھیج دو تو میں وہیں کا باشندہ بن جاؤں۔

ایک اور شیعہ عالم مؤلف الامامۃ والسیاسۃ ص ۶ج۲ میں لکھتا ہے

قال یا عمر اختر منی ثلاث خصال
اما تترکنی ارجع کما جئت فان ابیت ہذہ
فاخری سیرنی الی الترک اقاتلھم حتی
اموت او سیرنی الی یزید فاضع یدی
فی یدہ فیحکم بما یرید فارسل عمرو
الی ابن زیاد بذلک فھم ان یسیرہ الی یزید

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعد کو

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اے عمرو میری تین شرطوں میں سے ایک شرط مان لو

۱۔ یا تو مجھے وہاں لوٹ جانے دو جہاں سے آیا ہوں

۲۔ اگر آپ کو یہ منظور نہ ہو تو دوسری بات یہ ہے
کہ مجھے ترکوں کے مقابلے میں بھیج دو تاکہ ان سے لڑتا
ہوا جام شہادت نوش کر جاؤں۔

۳۔ یا پھر مجھے یزید کے ہاں لے چلو کر میں اپنا ہاتھ
اس کے ہاتھ میں دے دوں۔ پھر میرے متعلق وہ
جو مناسب سمجھے فیصلہ کرے۔

عمرو بن سعد نے اس بارے گورنر کوفہ ابن زیاد
کو اطلاع دی تو اس نے انہیں یزید کے پاس
بھیجنے کا ارادہ کر لیا۔

اس کے علاوہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا تین شرائط مندرجہ ذیل
کتب میں موجود ہیں۔

۱۔ مقاتل الطالبین ص ۷۵	ابوالفرج اصفہانی شیعہ
۲۔ بحار الانوار ص ۳۳۶ / ج ۱۰	ملا باقر مجلسی شیعہ
۳۔ ناسخ التواریخ ص ۲۳۷ / ج ۶	مرزا محمد تقی شیعہ

www.pdfbooksfree.pk

۳۔	اعلام الوریٰ ص ۲۲۳	علامہ طبرسی شیعہ
۵۔	منتہی الآمال ص ۳۳۳/۱۲۰	شیخ عباس قمی شیعہ
۶۔	الارشاد ص ۲۰۱	شیخ مفید شیعہ
۷۔	تلخیص شافی ص ۳۱۱	ابو جعفر طوسی شیعہ
۸۔	تنزیہ الانبیاء والائمہ ص ۱۸۱	شریف مرتضیٰ شیعہ
۹۔	تاریخ طبری ص ۳۱۳/۳۲۰	ابن جریر طبری شیعہ
۱۰۔	الامامۃ والسیاسۃ ص ۶/۲۵	

ان کتب کے علاوہ اہلسنت کی مقتدر کتب میں ان تین شرائط کا ادراج کر کے اس شرط کا کہ میں یزید کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہوں تذکرہ موجود ہے۔ چند کتب کے نام ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔	البدایہ والنہایہ ص ۱۷۰/۸	علامہ ابن کثیر
۲۔	شرح عقائد ص ۱۵۱	
۳۔	تاریخ ابن خلدون ص ۱۰۳/۳۲۰	
۴۔	ماثبت من السنہ ص ۲۶	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۵۔	تاریخ کامل ص ۲۳/۳۲۰	ابن اثیرؒ
۶۔	الاصابہ فی تمیز الصحابہ ص ۲۳۳/۱۲۰	ابن حجر عسقلانیؒ
۷۔	تاریخ الخلفاء ص ۱۲۳	علامہ سیوطیؒ

۸۔	رأس الحسین ص ۲۰	علامہ ابن تیمیہؒ
۹	تہذیب تاریخ دمشق ص ۲۲۵/۳۲۰	ابن عساکر
۱۰۔	انساب الاشراف بلاذری	

کیا کربلا کا معرکہ کفر واسلام کا معرکہ تھا؟

حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور عمرو بن سعدؓ کے مابین جو مذاکرات ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے تین شرائط پیش فرمائیں ان شرائط پر جذباتی محبت اور تعصب سے ہٹ کر حقائق کی نظر سے غور فرمائیں تو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والی ہر شرط روزِ روشن کی طرح واضح کرتی ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس مقام پر ایک مرتبہ پھر نیک نیتی اور پاکیزہ خصلت کی بنا پر اپنے موقف سے رجوع فرما رہے ہیں، اور جس ارادے سے یہ طویل ترین سفر فرما رہے تھے اس ارادے کو بدل رہے ہیں اسی طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونیوالی ہر شرط اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ کفر اور اسلام کا معرکہ نہیں تھا، یہ حق اور باطل کا اختلاف نہیں تھا۔ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ناناجانؐ کے دین کو کوئی خطرہ پیش نہیں تھا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یہ شرائط ان متعصب، جاہل اور ضدی لوگوں کے

www.pdfbooksfree.pk

کیا سیدنا حسینؓ ایک بدکردار اور کافر کی بیعت کرنا چاہتے تھے؟ کیا حسینؓ دشمن رسولؐ اور دشمن اسلام کی بیعت کیلئے تیار ہو گئے تھے! کیا حسینؓ ایک زانی اور شرابی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چاہتے تھے! حاشا وکلا۔ ہم اہلسنت اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

بلکہ ہم عرض کریں گے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو کبھی بھی بدکردار اور بدعمل نہیں سمجھا، وہ چار مہینے مکہ مکرمہ میں رہے۔ دنیا کا کوئی شخص، ان کا کوئی خطبہ، کوئی بیان، کوئی تقریر، کوئی اعلان یا ان کی نجی محفل کی گفتگو ثابت نہیں کر سکتا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہو کہ یزید بدکردار ہے کافر ہے، فاسق و فاجر ہے اسلئے وہ خلافت کا اہل نہیں ہے اور میںؓ اس سے جنگ کر کے اسلام کو بچانا چاہتا ہوں۔

جب مکہ مکرمہ میں صحابہ کرامؓ اور آپ کے رشتے دار آپ کو کوفہ جانے سے روک رہے تھے تو آپ نے کسی روکنے والے سے یہ نہیں کہا کہ میرا راستہ چھوڑ دو اور مجھے کوفہ جانے دو۔ اس لئے کہ میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کا دین خطرے میں ہے۔ ایک کافر اقتدار پر قابض ہو گیا ہے۔ اس نے اسلام کا نقشہ بدل دیا ہے اسلام کے قوانین تبدیل ہو رہے ہیں۔ وہ شراب پیتا ہے اور زانی ہے لہٰذا میں اس کے مقابلے میں ضرور جاؤں گا، اور باطل کا مقابلہ ضرور کروں گا۔ ہے کوئی ماں کا لال جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی ایک بیان دکھائے۔

آفتابِ قیامت طلوع ہو سکتا ہے لیکن حضرتِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

منہ پر زوردار طمانچہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو علم و عقل کو پسِ پشت ڈال کر یزید کو کافر اور بدکردار ثابت کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ اور جن کے کلیجے میں دل شیعہ کا دھڑکتا ہے اور منہ میں زبان بھی شیعہ کی حرکت کرتی ہے۔ وہ تقریر و تحریر میں اور نجی محفلوں میں جب تک یزید و معاویہ پر برس نہیں لیتے اس وقت تک انہیں اطمینان نہیں ہوتا۔ دنیا کا ہر عیب انہیں یزید میں نظر آتا ہے ایسے حضرات ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں کہ اگر یزید واقعی بدکردار تھا اور اسلام خطرے میں تھا تو جو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اسکی بیعت کیلئے تیار نہیں بلکہ کوفہ کی جانب خروج کیا ہے وہ آج کوفہ سے چند میل کے فاصلے پر یہ شرط پیش کر رہے ہیں کہ

"مجھے یزید کے ہاں لے چلو میں اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے لئے تیار ہوں، وہ میرے چچا کا بیٹا ہے"

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یزید بدکردار اور کافر تھا، دشمنِ اسلام تھا، اور اس نے اسلام کا حلیہ بگاڑ دیا تھا، تو علی المرتضیٰؓ کا بہادر فرزند ——— فاطمہؓ کی گود میں پلنے والا غیرت مند سپوت ——— امام کائنات کے کاندھوں پہ سواری کرنے والا نواسہ اور نواسہ بھی وہ کہ جسکی زبان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرطِ محبت میں چوستے تھے آج وہی نواسہ اسی زبان سے برملا کہہ رہا ہے، کہ مجھے یزید کے پاس لے چلو، میں اسکی بیعت کے لئے تیار ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

زبان سے ایسا کوئی فرمان مستند حوالے کے ساتھ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیش ہونے والی دوسری شرط یہ تھی کہ فرمائیے کہ مجھے مسلمانوں کی سرحدات میں سے کسی سرحد پر بھیج دو تاکہ میں وہاں دشمنانِ اسلام طاقتوں سے لڑتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ اس شرط نے تو یزید کی حکومت کو اسلامی حکومت ثابت کر دیا ہے اور یزید کے دورِ خلافت میں سرحدوں پر کفر سے لڑ کر مرنے کی تمنا کی ہے۔

اور یزید کی مملکت کی سرحدوں کو اسلامی سرحدیں کہہ کر ان لوگوں کے منہ پر توبہ کی لگام دینے کی کوشش کی ہے جو یزید کو کافر اور اسلام کا دشمن تصور کرتے ہیں۔ قارئینِ گرامی! جذباتی تعریفات سے کنارہ کش ہو کر اور تعصب کی دنیا سے نکل کر حقائق کی دنیا میں آیئے اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ تیسری شرط کہ "مجھے واپس جانے دو" پر غور فرمائیے کہ کیا اس ایک ہی شرط نے تمام مسائل حل نہیں کر دیئے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا یہ سفر اسلام کی سربلندی اور حق کی اشاعت کے لئے نہیں تھا۔ اور یہ معرکہ کفر و اسلام کا معرکہ نہیں تھا۔ کیونکہ اگر یہ سفر اسلام کی سربلندی بلکہ اسلام کو بچانے اور زندہ کرنے کی خاطر تھا۔ اور یہ لڑائی کفر و اسلام کی لڑائی تھی تو پھر فاطمہؓ کا لال، فاتح خیبر کا لختِ جگر، رسولؐ انور کا پیارا نواسہ اور راکبِ بر دوشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ہزاروں صحابہ رضؓ سے فیض حاصل کرنے والا شجاع و بہادر، علم و دانائی کا کوہِ گراں، جرأت و ہمت کا پیکر، اخلاص و

ایثار کا مجسمہ، سخاوت و شرافت کا معدن، بے باکی و جواں ہمتی میں یکتا سیدنا حسینؓ اس مقام سے واپس کیوں جانا چاہتے ہیں؟ کیا اب یزید پارسا ہو گیا تھا؟ کیا اب وقت کا حکمران اسلام پر کاربند ہو گیا تھا؟ کیا اب اسلام پر سے خطرات ٹل گئے تھے؟ کیا اب نانا کا دین محفوظ ہو گیا تھا؟

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ..... کے جھوٹے عاشقوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ اگر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا صاف اور شفاف دامن داغدار ہونے سے بچانا چاہتے ہو تو پھر ٹھنڈے دل و دماغ سے اس حقیقت کو تسلیم کرو کہ یہ سفر اسلام کی سربلندی اور کفر کی سرکوبی اور دین کو بچانے کے لئے نہیں تھا۔ ورنہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کٹ جاتے، ذبح ہو جاتے مگر "مجھے واپس جانے دو" کی شرط پیش نہ فرماتے۔

دراصل بات یہ ہے کہ شیعان کوفہ کے مکر و فریب اور دھوکہ کے شکار ہو کر حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ یہاں تک پہنچ گئے تھے۔ یہاں آکر جب حقائق ظاہر ہوئے، مخفی رازوں سے پردے اٹھے، مکروہ چہرے بے نقاب ہوئے اندرونِ خانہ تیار ہونے والی سازشیں ظاہر ہوئیں اور خط تحریر کرنے والے، شیعان کوفہ کو مخالف فوج میں اپنی آنکھوں سے دیکھا تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے نیک نیتی اور خلوص کے ساتھ اپنا موقف بدل لیا۔ اور واپس جانے کی شرط پیش فرمائی۔ تاکہ مکہ مکرمہ یا مدینہ منورہ پہنچ کر وہاں کے گورنر کے ہاتھ پر بیعت [illegible]

www.pdfbooksfree.pk

بصورت دیگر یزید کے پاس جانے کی شرط پیش فرمائی تاکہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دوں۔ تیسری شرط پیش کی کہ اسلام کی سربلندی و سرفرازی اور کفر کی سرکوبی کے لئے یزید کی حکومت میں اسلامی مملکت کی اسلامی سرحدوں پر کفار سے جنگ کرتا ہوا شہید ہو جاؤں۔ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا یزید کی بیعت پر آمادہ ہو جانا کوئی انوکھی اور باعث تعجب بات نہیں ہے۔ اس لئے کہ شیعہ کے تمام مزعومہ امام اپنے اپنے وقت میں دور کے امیرالمؤمنین کی بیعت کرتے آئے ہیں۔

کیا تاریخ و سیر کی کتب اس پر گواہ نہیں کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بخوشی و رضا امیرالمؤمنین امام عادل برحق، امام اوّل بلا فصل صاحب الغار و المزار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اور خلیفہ ثانی لاثانی۔ داماد علی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کے پیچھے نمازیں ادا فرمائی ہیں ان کے مشیر اور وزیر رہے ہیں۔

ان کے عہد خلافت میں چیف جسٹس مقرر ہوئے ہیں۔ اسی طرح نواسۂ رسول حضرت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبردار ہو کر امام عادل و برحق، خلیفہ راشد، کاتب وحی، خال المسلمین فاتح قبرص و شام و یورپ و افریقہ بادشاہ و تدبر صاحب سیاست و فراست امیرالمؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت فرمائی۔ اور تا زندگی ان کے ہاں جا کر وظیفے وصول کیے۔ اور ان کے حق میں دعائیں مانگیں۔

اسی طرح حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے بڑے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ اور اپنے برادر گرامی حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے بعد بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاں جا کر سالانہ وظیفہ وصول کرتے رہے۔

اسی طرح شیعہ کے چوتھے امام اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (المعروف بہ زین العابدین) نے یزید کی باقاعدہ بیعت فرمائی ہے۔ یزید پر لعنت کا ورد کرنے والو اور گالیاں بکنے والو اپنے چوتھے معصوم امام کا ارشاد سنو!

فقال لہ علی بن حسین قد اقررت لک
بما سألت انا عبد مکرہ لک فان شئت
فامسک وان شئت فبع

حسین رضی اللہ عنہ کے فرزند علی (زین العابدین)
نے یزید سے کہا تو جو چاہتا ہے میں تیرے لئے
اسی کا اقرار کرتا ہوں۔ میں تو تیرا ہاتھ بندھا غلام
ہوں اگر تو چاہے تو مجھے اپنے پاس روک لے، اور
اگر تو چاہے تو مجھے بیچ دے۔

(فروع کافی کتاب الروضہ ص)

www.pdfbooksfree.pk

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ (زین العابدین) کا یہ ارشاد دعوت فکر ہے ان لوگوں کے لئے جو یزید کے نام کو گالی سمجھتے ہیں۔ اور ان کا کھانا ہضم نہیں ہوتا جب تک یزید پر لعنت نہ بھیج لیں۔

یہاں تو حسین رضی اللہ عنہ کا فرزند دلبند اور شیعوں کا چوتھا امام یزید کی غلامی کا اقرار کر رہا ہے۔ یہ الجھی ہوئی ڈور کوئی ذاکر کوئی مجتہد یا آیت اللہ اور روح اللہ ہی سلجھائے کہ یزید جو کافر تھا، فاسق و فاجر تھا، شرابی و زانی تھا اسلام کا دشمن تھا اور دینِ محمدی کو مٹانا چاہتا تھا، اسلام کا حلیہ بگاڑنا چاہتا تھا آج یکایک پارسا، نیک، متقی اور خلافت کے لائق کیسے ہو گیا کہ حسین رضی اللہ عنہ کا نورِ نظر علی المرتضیٰؓ کا پوتا، فاطمہؓ کا خون حسنؓ کا بھتیجا برملا کہتا ہے۔ اے یزید میں تیرا ہاتھ بندھا غلام ہوں تو جو کہتا ہے میں ماننے کو تیار ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو بدبخت یزید اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں بدکردار، بدعمل، دین کا دشمن ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل خانوادہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر تبرا کرتے ہیں۔ اور اس غیرت مند، بہادر اور دلیر گروہ کو بے حد بزدل اور ڈرپوک ثابت کرنا چاہتے ہیں ہم اہلسنت اس تصور سے بھی خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

حضرت حسینؓ کوفہ کی بجائے دمشق کی راہ پر

جب کوفہ سے کچھ مسافت پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعدؓ کے سامنے تین شرائط پیش فرمائیں۔ تو عمرو بن سعد رضی اللہ عنہ نے گورنر کوفہ ابن زیاد سے مشورہ کے بعد تیسری شرط (یزید کے ہاں جا کر بیعت کر لینا) منظور کر لی اور یہاں سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے قافلے نے کوفہ کا ارادہ ترک کر کے دمشق جانے کا راستہ اختیار فرمایا۔

عمرو بن سعدؓ کا حفاظتی دستہ بھی ہمراہ تھا۔ اور وہ ساٹھ غدار کوفی بھی ساتھ تھے جو مکہ مکرمہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آ رہے تھے بلکہ چاپلوسی سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو لا رہے تھے۔

یہ ساٹھ کوفی بار بار حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو دمشق جانے سے روکتے۔ اور ان کو مجبور کرتے کہ آپ کوفہ آئیں اور اپنی خلافت کا اعلان کر کے اہل شام سے جنگ کریں۔ مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ اب ان کوفیوں کی دغابازی، غداری اور مکر و فریب سے کما حقہ باخبر ہو چکے تھے اس لئے برابر انکی بات ماننے سے انکار کرتے رہے حتیٰ کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ایک روز ان کوفیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

افسوس تم وہی لوگ ہو جنہوں نے میرے والد

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دھوکہ میں رکھا، اور پھر

www.pdfbooksfree.pk

شہید کر دیا پھر میرے بھائی حضرت حسن رضی اللہ عنہ
کو زخمی کیا۔ اور میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ
کو کوفہ جا کر قتل کرایا
سچ ہے جو بھی تمہارے دھوکے میں آئے وہ بڑا
احمق ہے۔

(جلاء العیون)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ یہ بھی دیکھ رہے تھے کہ جن سرداروں نے مجھے خط تحریر کئے تھے وہ آج ابن سعد کے دستہ میں موجود ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ان سرداروں کو مخاطب کر کے وہ خط دکھلائے کہ ظالمو تم نے یہ خطوط کے پلندے لکھ کر دھوکے سے مجھے بلایا۔ اور اب بے وفائی اور غداری کر کے میرے قتل پر آمادہ ہوگئے ہو۔ (خلاصۃ المصائب)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دمشق جانے کے ارادے اور کوفیوں کی غداری پر افسوس۔ جائے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنے والے ساٹھ کوفیوں نے اور ان سینکڑوں کوفی غداروں نے جو ابن سعد کے دستہ میں شامل تھے، اور جن کے دستخط شدہ خطوط حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ ان سب غداروں نے سوچا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ بخیریت وسلامت دمشق پہنچ گئے اور یزید

کی بیعت کر لی اور ان کی صلح ہو گئی تو پھر ہمارے یہ ہزاروں خطوط یزید کے سامنے آجائیں گے۔ ہماری کارروائیوں سے پردہ اٹھ جائے گا۔ ہماری سازشیں بے نقاب ہو جائیں گی۔ ہماری غداریاں سامنے آجائیں گی اور پھر یزید جو حشر ہمارا کرے گا اس کے تصور سے بھی وہ کانپ اٹھتے تھے۔

وہ جانتے تھے کہ ہم پر غداری کا مقدمہ چلے گا۔ اور ثبوت کے طور پر یہ خطوط پیش ہوں گے۔ اور غداری کے اس سنگین جرم میں جلاد کی تیز تلوار انہیں نظر آ رہی تھی اس لئے انہوں نے سوچا کہ ہماری جانوں کی امان اور سلامتی اسی میں ہے کہ حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کسی طرح یزید تک نہ پہنچنے دیا جائے۔ اور اگر یہاں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے اور تمام خطوط جلا دیئے جائیں تو اس واقعہ کی تمام تر ذمہ داری یزید اور اسکی فوج پر عائد ہوگی۔ اور ہم بھی صاف بچ جائیں گے۔ گویا ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہتے ہیں۔

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم الحرام کو کربلا نامی سرسبز و شاداب مقام پر پہنچے اور حسینی قافلہ نے پڑاؤ ڈالا۔ حسینی قافلہ میں مستورات بھی موجود تھیں اس لئے ابن سعد کے دستہ نے کچھ فاصلے پر خیمہ زن ہونے کا فیصلہ کیا۔ شیعان کوفہ نے اسی جگہ کو اپنے خطرناک اور شیطانی ارادے کو پورا کرنے کے لئے مناسب سمجھا اور وہ عصر کے بعد دفعتہً حسینی قافلہ کے خیموں پر ٹوٹ پڑے۔ اور قافلہ میں موجود مردوں کو اٹھنے اور .....

www.pdfbooksfree.pk

سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا، جو بھی سامنے آیا بے دریغ اسے کاٹتے چلے گئے۔ بچوں بڑوں کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا۔ پھر انہوں نے خطوط ضائع کرنے کیلئے خیموں کو آگ لگا دی۔ ہر طرف بھگدڑ، جنگ اور شور و غل بپا، عورتیں آگ لگے خیموں سے باہر آگئیں۔ قافلۂ حسینی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس شور و غل کی آواز اور خیموں سے نکلتی ہوئی آگ جب دور ڈیرہ ڈالے ہوئے ابن سعد کے دستہ نے سنی اور دیکھی تو وہ حسینی قافلہ کی طرف دوڑے تاکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی مدد کر سکیں۔

مگر وہ کفِ افسوس ملتے رہ گئے کہ کوفی غداروں کی سازش اور شرارت اپنا کام دکھا چکی تھی۔ چنانچہ ابن سعد کی فوج نے ان تمام کوفیوں کو گھیرا ڈال کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ لیکن اس دوران سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ کے نورِ نظر سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے عزیز بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کئی زخم کھا کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شہادت کے عظیم مرتبہ پر پہنچ چکے تھے اور حقائق بول بول کر کہہ رہے تھے۔

اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند یہ کوفہ کے شیعوں کی پہلی غداری اور فریب کاری نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے آپ کے والد مکرم بھی ان غداروں کے دھوکے کا شکار ہو چکے ہیں۔

اور آپ کے برادر مکرم سیدنا حسنؓ بھی ان مکاروں کے ہاتھوں ظلم و ستم سہہ چکے ہیں۔

قارئین محترم! حادثہ کربلا کی حقیقت آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ شیعان کوفہ نے جب محسوس کیا کہ حسینؓ ہمارے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں اور یزید کے ہاں جانے اور اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کے لئے راضی ہو چکے ہیں تو ان کو اپنی تمام تدبیریں الٹی ہوتی نظر آئیں۔ سازشوں کا بُنا ہوا جال تار تار ہوتا نظر آیا۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ مسلمانوں میں انتشار و اختلاف کا بیج جو حضرت حسینؓ کو استعمال کر کے ہم بونا چاہتے تھے حضرت حسینؓ تو اپنی کمال فراست و دانائی اور نورِ ایمان سے اتحاد و اتفاق کی راہ پر گامزن ہو گئے ہیں۔ اور اگر وہ یزید کے ہاں پہنچ گئے تو ہمارے خفیہ راز، سازشیں اور کرتوت ایک ایک کر کے اس پر ظاہر ہو جائیں گے اور ہمارے خطوط بھی اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ پھر ہو سکتا ہے بغاوت کے جرم میں ہماری کھال کھینچ دی جائے اور ہمیں سولیوں پر لٹکا دیا جائے۔ ان کو اپنی بھلائی اور خیریت اسی میں نظر آئی کہ سیدنا حسینؓ کو راستہ میں شہید کر دیا جائے اور خطوط جلا دیئے جائیں۔ اس طرح قتل حسینؓ کا الزام بھی یزید اور اس کی فوج پر عائد ہوگا اور ہم صاف بچ نکلیں گے۔

اور وہ اپنی اس سازش اور تدبیر میں کافی حد تک کامیاب رہے کہ کربلا کے میدان میں انتہائی ظلم و شقاوت، بے دردی اور بے رحمی سے حضرت حسینؓ اپنے کنبہ کے اکثر افراد کے ساتھ ان غدار، اور کذاب شیعانِ کوفہ کے ہاتھوں شہید ہوئے مگر اس واقعہ کا ذمہ دار آج تک یزید کو گردانا جاتا ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

یہ ہے واقعہ کربلا کی صحیح حقیقت جس کے بارے میں یہ شاعر کہتا ہے کہ

ذرا سی بات تھی اندیشۂ عجم نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیبِ داستاں کے لیے

نہ ایک لمحہ کے لیے قافلہ حسینی پہ پانی بند ہوا۔ نہ عباس علمبردار کو فرات کے چکر لگانے پڑے۔ نہ قاسم کی شادی کے افسانے۔ نہ حضرت حسینؓ کے ہاتھوں ہزاروں فوجیوں کا قتل۔ نہ حسینی قافلہ کی لاشوں کی پامالی۔ نہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں۔ نہ مستورات کی گرفتاریاں اور نہ درباروں میں پیشیاں۔ نہ ان کے سر سے چادروں کو اُتارنا نہ بالیوں کا نوچنا۔ نہ مستورات کی اُونٹوں کی ننگی پیٹھوں پر سواری۔ نہ گھوڑے کی اُداسیاں اور آنسو۔ نہ آسمان سے خون کی بارش۔ نہ زمین پر زلزلہ۔ نہ اُفق پر خون کی سُرخی۔ نہ چاند کی بے نوری۔

یہ سب جھوٹ بکواس اور بے سروپا داستانیں اور افسانے سب سے پہلے ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے اپنی کتاب مقتل حسین میں بیان کیں اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ یہ جھوٹے واقعات جو اس کذاب نے بیان کیے چشم دید نہیں بلکہ سُنائے ہیں لیکن ہم آنکھیں بند کرکے دل و دماغ کو ابو مخنف کذاب کے حوالے کر دیں اور وہ جو کچھ کہتا ہے بغیر پرکھے اُسے مانتے چلے جائیں اور یہ تک نہ سوچیں کہ یہ صاحب کس قماش کے آدمی تھے اور جن سے یہ روایت کرتا ہے وہ کس قماش کے لوگ تھے؟ کیا یہ لوگ قابل اعتماد اور لائق اعتبار ہیں بھی یا نہیں؟

یہ لوط بن یحییٰ جس نے سب سے پہلے واقعہ کربلا پر روشنی ڈالی ہے اور بے سروپا داستانیں بیان کیں ہیں اور بعد کے تمام مؤرخین مکھی پہ مکھی مارتے ہوئے اسی

کے پیچھے چلے ہیں حالانکہ بعد میں آنے والے مورخین یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ صاحب واقعہ کربلا کے تقریباً چالیس سال بعد پیدا ہوا ہے اور اس کے آباء و اجداد کوفہ کے شرارتی لوگوں میں تھے۔ اور مسلمانوں کو آپس میں لڑانے اور نفرت پیدا کرنے میں نمایاں اور گھناؤنا کردار رکھتے تھے۔ پھر ابو مخنف لوط بن یحییٰ کے متعلق تمام آئمہ رجال جرح کرتے ہیں کہ وہ متعصب شیعہ تھا اور کذاب تھا۔

علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال صفحہ ۳۶۰ میں تحریر کیا۔

ابو مخنف قابل اعتماد نہیں ہے۔

امام دارقطنی نے کہا وہ کمزور راوی ہے۔ ابن معین کہتے ہیں وہ اعتماد کے لائق نہیں ہے۔ علامہ مرہ کہتے ہیں۔ وہ تو کوئی چیز نہیں ہے۔ ابن عدی نے کہا وہ تو کٹر شیعہ ہے اور شیعوں ہی کی خبریں روایت کرتا ہے۔

اب آیئے ان راویوں کی طرف جن سے ابو مخنف روایت کرتا ہے یعنی محمد بن سائب کلبی اس کا بیٹا ہشام ان دونوں کے متعلق علماء کی آراء سُنیئے کہ یہ کس حیثیت کے لوگ تھے؟

ابن حبان فرماتے ہیں کلبی سبائی (شیعہ) تھا اور اس کا شمار ان جماعت میں ہوتا تھا جو کہتے ہیں کہ علیؓ پر موت نہیں آئی اور وہ لوٹ کر دُنیا میں آئیں گے۔

(میزان الاعتدال صفحہ ۲۲ جلد ۳)

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

ابو مخنف۔ ہشام بن محمد اور ان جیسے دُوسرے راویوں کا جھوٹا ہونا اہل علم کے نزدیک مشہور و معروف ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

بہر کیف ان کذاب اور بے اعتماد راویوں کی وساطت سے ایک متعصب شیعہ نے سب سے پہلے واقعہ کربلا پر کتاب لکھی اور اس میں بے سروپا جھوٹی کہانیاں، خوشنما افسانے اور دردناک داستانیں بیان کیں تاکہ لوگ حُبِ اہل بیت کے پردہ میں اپنے دل کے اندر بغضِ معاویہؓ اور دیگر اصحاب کی دشمنی پال سکیں۔ بعد میں آنے والے تمام مؤرخین اور مصنفین نے اسی شیعہ ابومخنف کی کتاب کو بنیاد بنا کر واقعہ کربلا پر کتابیں تحریر کیں اور اس واقعہ کو حقیقت سے زیادہ افسانوی رنگ دے دیا۔

ہم چیلنج کرتے ہیں سیدنا حسینؓ کا ماتم کرنے والوں اور ان کے بہی خواہوں کو کہ لوط بن یحییٰ ابومخنف شیعہ کی کتاب مقتل حسینؓ تاریخ سے نکال دو پھر واقعہ کربلا ثابت کر کے دکھاؤ کہ یہ واقعہ ہوا بھی ہے یا نہیں؟

آئیے دورِ حاضر کے ایک شیعہ مصنف شاکر حسین امروہی کی کتاب مجاہدِ اعظم صفحہ ۱۰۰ کا ایک اقتباس واقعہ کربلا کے ضمن میں پڑھیے اور پھر فیصلہ کیجئے کہ اس واقعہ میں کتنا مبالغہ ہوا اور کس قدر جھوٹ کی آمیزش ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

واقعہ کربلا کے متعلق صدہا باتیں طبع زاد تراشی گئیں۔ واقعات کی تدوین عرصہ دراز کے بعد ہوئی۔ رفتہ رفتہ اختلافات کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ سچ کو جھوٹ سے اور جھوٹ کو سچ سے علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا ہے ——— ابومخنف لوط بن یحییٰ ازدی کربلا میں خود موجود نہ تھے اس لیے یہ سب واقعات انہوں نے سماعی لکھے ہیں لہٰذا مقتل ابومخنف پر بھی پورا وثوق نہیں پھر لطف یہ ہے کہ مقتل ابومخنف کے متعدد نسخے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف البیان ہیں اور ان سے صاف پایا جاتا ہے کہ خود ابومخنف

واقعات کے جامع نہیں بلکہ کسی اور ہی شخص نے ان کے بیان کردہ سماعی واقعات کو قلم بند کر دیا ہے۔ مختصر یہ کہ شہادتِ امام حسینؓ کے متعلق تمام واقعات ابتداء سے انتہا تک اس قدر اختلافات سے پُر ہیں کہ اگر ان کو فرداً فرداً بیان کیا جائے تو کئی ضخیم دفتر فراہم ہو جائیں۔ اکثر واقعات مثلاً اہل بیت پر تین شبانہ روز کا پانی بند رہنا، مخالف فوج کا لاکھوں کی تعداد میں ہونا، شمر کا سینہ مطہر پر بیٹھ کر سر قلم کرنا، آپ کی لاشِ مقدس سے کپڑوں تک کا اتار لینا، نعش مطہر کا لگدکوب سُمِ اسپاں کیا جانا، سرادقاتِ اہل بیت کی غارت گری، نبی زادیوں کی چادریں تک چھین لینا وغیرہ وغیرہ نہایت مشہور اور زبان زدِ خاص و عام ہیں حالانکہ ان میں سے بعض سرے سے غلط، بعض مشکوک، بعض ضعیف، بعض مبالغہ آمیز اور بعض من گھڑت ہیں۔

ہم ضروری جانتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے سلسلہ میں دو باتوں کی وضاحت کی جائے ایک یہ کہ کیا کربلا میں حضرت سیدنا حسینؓ اور ان کے قافلے پر پانی بند ہوا اور وہ پیاسے شہید ہوئے؟ اور دوسرے یہ کہ قاتلانِ حسینؓ کون تھے؟ شیعانِ کوفہ یا یزید بن معاویہؓ؟

کیا کربلا میں پانی تھا؟

ہم تاریخی حوالہ جات سے ثابت کر چکے ہیں کہ حسینی قافلہ دس محرم الحرام کو میدانِ کربلا پہنچا اور اسی دن عصر کے وقت کوفیوں نے یکبارگی حملہ کر کے کئی افراد کو شہید کر دیا اور خطوط ضائع کرنے کے لیے خیموں کو آگ لگا دی مگر آج دنیا

www.pdfbooksfree.pk

ہر متنفس اور ہر شیعہ جانتا ہے کہ حسینی قافلہ یکم محرم الحرام کو کربلا پہنچا تھا اور دس محرم کو یہ لوگ شہید ہوئے۔ ان دس دنوں کے واقعات شیعہ کے جاہل مجتہد اور کرایہ دار ذاکر مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں اور بے وقوف لوگوں کو رُلاتے رہتے ہیں (ہاں بعض سُنّی کہلانے والے پیشہ ور واعظ اور جاہل مقرر بھی شیعہ کی لے اور سُر میں گاتے اور بے سروپا شیعی روایات کو اہلِ سُنّت کے منبروں، اور مساجد کے منبروں پر بیان کرتے ہیں۔) کربلا سے متعلق جھوٹے واقعات میں سے ایک واقعہ کا تذکرہ بڑھ چڑھ کر بیان کیا جاتا ہے کہ یزید کی فوج نے حسینی قافلہ پر پورے دس دن پانی بند کر رکھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ عباس علمبردار بچوں کی پیاس کی تاب کو برداشت نہ کر سکے اور پانی لینے کے لیے نہر فرات کی طرف گئے۔ مشکیزہ بھر لیا مگر یزیدی فوج نے تیر چلا کر مشکیزہ چھلنی کر دیا اور وہ پانی لانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ (کیا ہم عباس علمبردار سے مدد مانگنے والوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ جو عباس اپنے معصوم بچوں کو پانی پلانے سے عاجز تھا وہ پاکستان اور ایران کے شیعوں کی مدد کو کس طرح پہنچ جاتا ہے۔) کبھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت حسینؓ اپنے معصوم علی اصغر کو ہاتھوں میں اُٹھائے یزیدی فوج کے سامنے آئے اور ایک گھونٹ پانی کے لیے منت سماجت کی (حالانکہ ہم اہلِ سُنّت تصور بھی نہیں کر سکتے کہ جس یزیدی فوج کو حضرت حسینؓ بُرا جانتے تھے، پھر پانی کے ایک گھونٹ کے لیے اُن کی منتیں کیونکر کر رہے ہیں)

آئیے شیعہ کتب کے آئینے میں دیکھتے ہیں کہ واقعی یہ واقعات سچے ہیں اور کیا حسینی قافلہ پر پانی بند ہوا اور یہ لوگ پیاسے شہید ہوئے؟

شیعہ مذہب کا مجتہد مُلا باقر مجلسی لکھتا ہے۔

"۲ محرم الحرام کو حضرت حسینؓ کے ساتھیوں پر پانی کی تنگی ہوئی تو حضرت حسینؓ اپنے ہاتھ میں بیلچہ لے کر خیمہ کی پشت پر تشریف لے گئے اور چند قدم کربلا کی طرف چلے اور پھر اپنے ہاتھ سے زمین کھودی فوراً ایک چشمہ میٹھے پانی کا بہنے لگا۔ اس کو حضرت حسینؓ اور اُن کے ساتھیوں نے پیا اور مشکیں بھر لیں پھر وہ چشمہ غائب ہو گیا۔"

(جلاء العیون صفحہ ۴۰۹ و ناسخ التواریخ)

شیعہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ ۲ محرم الحرام کو میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہوا۔ قافلہ میں شریک تمام لوگوں نے سیر ہو کر پانی نوش فرمایا اور آئندہ کام میں لانے کے لیے مشکیں بھی بھر لیں۔

پھر مُلا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں ایک روایت نقل کی ہے کہ ۹ محرم کی شب کو حضرت حسینؓ نے فرات سے پانی منگوایا اور اپنے اصحاب کو فرمایا اسے پیو یہ تمہارا آخری توشہ ہے اور وضو اور غسل کرو اور اپنے کپڑوں کو خوشبو لگاؤ وہ تمہارے کفن ہوں گے۔"

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب منتہی الآمال صفحہ ۳۰۹ جلد نمبر ۱ میں لکھتے ہیں

"دسویں محرم کو حضرت حسینؓ نے تیس سواروں اور بیس پیادوں کو بھیجا تو وہ پانی کی چند مشکیں بھر کر لائے چنانچہ آپ نے وضو فرمایا اور لوگوں سے کہا وضو اور غسل کرو۔"

مُلا باقر مجلسی جلاء العیون میں تحریر کرتا ہے

"۱۰ محرم کو حضرت حسینؓ لڑتے لڑتے فرات پر پہنچ گئے اور گھوڑا پانی

www.pdfbooksfree.pk

میں ڈال دیا"

شیعہ کتب کے ان حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حسینی قافلہ کے افراد ایک دن بھی پیاسے نہیں رہے بلکہ ۱۰ محرم الحرام کو بھی پانی اس کثرت کے ساتھ میسر آتا کہ پینے کے علاوہ وضو اور غسل کے لیے بھی کام میں لاتے رہے۔

مجوسی ذاکرین اور مقررین نے کربلا میں پانی کی بندش کی داستان صرف اس لیے گھڑی ہے کہ حسینؓ کی مظلومانہ شہادت کے سامنے امیر المومنین۔ خلیفہ ثالث حضرت حسینؓ کے خالو سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی وہ المناک اور دردناک شہادت ماند پڑ جائے جہاں ان پر چالیس دن پانی بند رہا۔

شیعہ کی معتبر کتاب خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۳۲ کی ایک عجیب و غریب روایت سنیے

"حضرت حسینؓ زخمی تھے اس حالت میں ابن سعد کی فوج کو آواز دی اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی ہے جو مجھ پیاسے کو پانی پلا دے۔ ابن سعد کی فوج میں سے ایک درویش نکلا اور اس کے ہاتھ میں پانی کا ڈول تھا۔ اس نے پانی پیش کیا۔ امام حسینؓ اس درویش کو خدا کی قدرت دکھانے کے لیے اپنے خیمے کی طرف لے گئے اور بصورت کنواں ایک گڑھا کھودا اس میں سے پانی نکلا یہ دکھا کر فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں صرف ظالموں پر اتمام حجت کرتے ہیں۔"

اس روایت کو ایک بار پھر پڑھیے اور فیصلہ دیجیے کہ اس کا تو واضح مطلب یہ ہوا کہ ۱۰ محرم کو حضرت حسینؓ نے اپنے ہاتھ سے گڑھا کھودا اور پانی نکالا مگر اس کے باوجود پردہ نشین عورتیں اور معصوم بچے پیاس سے تڑپتے رہے تو قصور کس کا ہے؟

پانی تو موجود تھا مگر حسینؓ بچوں کو دینا نہیں چاہتے تھے (ایسا بھی کوئی راز ہوگا؟)

علاوہ ازیں یہ بات جاننے سے کم نہیں کہ آج محرم کے پہلے عشرہ میں قاسم کی مہندی کا جلوس نکالا جاتا ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت حسینؓ نے اپنے برادر زادہ قاسم کا نکاح اپنی لخت جگر سے کیا اور کربلا میں یہ شادی ہوئی شیعہ فرقہ کے عقل و دماغ کا اندازہ لگائیے کہ بقول اُن کے بچے پیاس سے تڑپ رہے تھے۔ لڑائی ہو رہی تھی، مصائب کے بادل سر پر منڈلا رہے ہیں، شہادت کا وقت قریب ہے، معصوم علی اصغر پیاس سے بے ہوش ہے اور حضرت حسینؓ کو اس موقع پر اپنے بھتیجے اور بیٹی کی شادی کی فکر لگی ہوئی تھی۔

ہم اس واقعہ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ کربلا میں یہ شادی ہوئی اور مہندی بھی بنائی گئی کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ مہندی بنانے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے جب کربلا میں بچوں کو پینے کے لیے پانی نہیں ملتا تھا تو یہ مہندی بنانے کے لیے پانی کہاں سے آگیا؟

طبری نے ایک روایت ابو مخنف شیعہ کے حوالے سے نقل کی ہے کہ "دسویں محرم کو حضرت حسینؓ کی ہمشیرہ حضرت زینبؓ بے ہوش ہو گئیں تھیں تو اُن کے منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر ہوش میں لایا گیا"

خدارا سوچیے! بے ہوش زینبؓ کے منہ پر چھینٹے مارنے کے لیے پانی دستیاب ہو گیا تھا لیکن معصوم پیاسے بچوں کے منہ میں چند قطرے ٹپکانے کے لیے پانی نہیں تھا۔ معلوم ہوتا ہے یہ سب فرضی داستانیں ہیں جو دشمنانِ اسلام نے بڑی مکاری کے ساتھ بیان کی ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

قاتلانِ حسینؓ کون؟

حضرت سیدنا حسینؓ مسافری کی حالت میں اپنے خاندان کے اکثر افراد کے ساتھ انتہائی شقاوت ۔ بیدردی اور مظلومیت کے ساتھ شہید ہوئے۔ ہر باشعور مسلمان کے دل و دماغ میں یہ سوال شدت کے ساتھ اُبھرتا ہے کہ اس واقعہ کا جو کا اصل ذمہ دار کون ہے؟ کن بدبخت اور سنگدل لوگوں کی کارستانی تھی کہ سیدنا علی المرتضیٰؓ کا چمن اُجاڑ دیا گیا؟ خاندانِ فاطمہؓ کو ذبح کر دیا گیا۔ وہ بدبخت کون تھے جنہوں نے خیموں کو آگ لگائی؟ اور خانوادۂ علیؓ کی مستورات کی بے حرمتی کی؟

کیا اس کا ذمہ دار یزید اور اس کی فوج ہے؟ یا شیعانِ کوفہ؟ کہ جنہوں نے ہزاروں خط لکھ کر حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے کی دعوت دی اور اِن خطوط میں اپنے آپ کو واضح الفاظ میں شیعہ لکھا۔

ہم ابتدا میں شیعہ عالم قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب مجالس المومنین صفحہ ۲۵ سے ایک حوالہ تحریر کر چکے ہیں کہ

"تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سُنّی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج دلیل است"

"کوفیوں کے شیعہ ہونے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہاں کوفیوں کا سُنّی ہونا خلاف اصل اور محتاج دلیل ہے۔"

اس حوالے سے ثابت ہوگیا کہ کوفہ کے جن جن لوگوں نے حضرت حسینؓ کو دعوت دے کر بلایا تھا وہ سب کے سب شیعہ مسلک رکھتے تھے اُن میں ایک بھی

سُنّی نہیں تھا (اس بات کو ذہن میں محفوظ رکھیے کہ کوفہ کے رہنے والے شیعہ تھے اسی پر ہماری بحث اور قتلِ حسینؓ کی تفتیش کا دارومدار ہوگا۔)

اور جب ہم قافلۂ حسینی میں شامل افراد کے بیان اور خطبات فریقین کی کتب میں پڑھتے ہیں تو اُن میں تقریباً ہر فرد نے حادثۂ کربلا کا ذمہ دار کوفیوں کو قرار دیا ہے اور اپنا قاتل شیعانِ کوفہ کو ٹھہرایا ہے۔ اور وہ پکار پکار کر کوفیوں کی غداری۔ بے وفائی۔ دغابازی اور مکروفریب کا رونا روتے رہے اور کہتے رہے کہ

ہم سے مت پوچھو تباہی کا سبب
ہم فریب دوستی میں آ گئے

کوفیوں کی دوغلی پالیسی سے نالاں ہو کر وہ زبانِ حال پکارتے تھے کہ

آخر فریب دے گئی دشمن کی دوستی،
اک مارِ آستیں تھا جو ڈستا چلا گیا

کس نازِ دلبری سے بچھائی بساطِ عشق
کس بے رُخی سے وقت پہ دامن چھڑا گیا

خاندانِ حسینؓ کی نشاندہی کے بعد جو شخص کسی غیر شیعہ کو اور غیر کوفی کو سیدنا حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کا قاتل سمجھتا ہے تو وہ دنیائے جہالت و تعصب میں زندگی گزار رہا ہے اور عقل و دماغ۔ فہم و دانائی اور علم نام کی کوئی شے اس کے دامن میں نہیں ہے۔

آیئے! ہم وہ حوالہ جات شیعہ کتب سے آپ کے سامنے رکھتے ہیں جن سے

www.pdfbooksfree.pk

وطن و کوشش کی طرح واضح ہو گا کہ حسینی قافلہ پر ظلم و تشدد کرنے والے — خیمے لوٹنے والے — اور آگ لگانے والے — پھر بیدردی سے قتل کرنے والے شیعہ تھے جنہوں نے محبت بھرے خطوط تحریر کر کے سیدنا حسینؓ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی۔

حضرت حسینؓ کا بیان

○ جب سیدنا حسینؓ کو دورانِ سفر اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر ملی تو وہ اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے فرماتے ہیں۔

پس حضرت اصحاب خود را جمع نمود و فرمود کہ بما خبر رسیدہ کہ مسلم بن عقیل را شہید کردند و شیعیان ما دست از یاری ما برداشتند ہر کہ خواہد از ما جدا شود بر او حرجی نیست (جلاء العیون)

کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل کو شہید کر دیا گیا ہے اور ہمارے شیعوں نے ہماری امداد سے ہاتھ اٹھا لیا ہے لہٰذا جو شخص چاہے ہم سے الگ ہو جائے اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

○ اسی طرح خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۹ میں موجود ہے کہ جب حضرت حسینؓ کو مسلم بن عقیل کے قتل کی خبر ملی تو فرمایا

"فَقَدْ خَذَلَتْنَا شِيعَتُنَا ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل و رسوا کر دیا۔"

علاوہ ازیں جو آخری پیغام حضرت مسلم نے عمرو بن سعد کی وساطت سے سیدنا

حسینؓ تک پہنچایا اس میں انہوں نے واضح کیا کہ جو کوفی اپنے آپ کو آپ کا شیعہ کہتے تھے انہوں نے میرے ساتھ غداری کی ہے اور جن اٹھارہ ہزار کوفیوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی تھی وہ تمام اپنی بیعت توڑ چکے ہیں۔

ان حوالہ جات نے ثابت کر دیا کہ حضرت مسلم بن عقیل کے قتل کا جو کچھ گناہ اس کی ذمہ داری شیعان کوفہ پر ہے۔ حضرت مسلم بھی ان کی غداری کا رونا رو رہے ہیں اور سیدنا حسینؓ بھی ان ہی کی بدعہدی اور فریب سے نالاں ہیں۔

○ میدان کربلا میں خیمے کے باہر حضرت سیدنا حسینؓ بیٹھے ہوئے تھے اور کوفیوں کے خطوط دیکھ رہے تھے اور مغموم و پریشان تھے۔ ایک عراقی وہاں سے گزرا اس نے آپ کی پریشانی و بے کسی کی وجہ پوچھی تو سیدنا حسینؓ نے فرمایا

مردم کوفہ مرا دعوت کردند و اینک مکاتیب ایشاں است و حال آنکہ گشتند دشمن ایشاں نمی گاہ ہے کہ مرتکب این معنی شدند و پردہ حرمات و مخلوات را چاک کردند خداوند بر ایشاں بگمارد کسی را کہ ہم ایشاں را بقتل رساند و ایشاں را خوار تر از قوم عقیل گرداند (ناسخ التواریخ صفحہ نمبر ۱۹۰)

کوفہ کے لوگوں نے مجھے بلایا اور یہ اُن کے خطوط ہیں حالانکہ یہی میرے قتل کے درپے ہیں۔ لیکن جب اس فعل کے مرتکب ہوئے اور میری عزت و حرمت کا لحاظ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر کبھی ایسے آدمی کو مسلط کرے جو ان کو قتل کرے اور قوم عقیل سے بھی زیادہ ذلیل و رسوا کرے۔

www.pdfbooksfree.pk

○ حضرت حسینؓ نے میدان کربلا میں مقابل آنے والے کوفیوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا

"میں تمہاری طرف نہیں آیا مگر جب کہ تمہارے خطوط متواتر اور تمہارے قاصد پے در پے میرے پاس پہنچے اگر تم اپنے عہد و گفتار پر برقرار ہو تو مجھ سے تازہ پیمان کر کے میرا دل مطمئن کرو اور اگر اپنے قول سے پھر گئے ہو اور وعدہ کو توڑ دیا ہے اور میرے آنے سے ناراض ہو تو میں اپنے وطن واپس جاتا ہوں۔ ان مکاروں۔ غداروں اور بے وفاؤں نے کچھ جواب نہ دیا۔"

(جلاء العیون)

○ ایک موقع پر حضرت سیدنا حسینؓ نے اہل کوفہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"اگر تم لوگ اپنی رائے بدل لو اور اقرار میری بیعت کا توڑ دو تو مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تم سے یہ بے وفائی بعید نہیں کیونکہ میرے باپ علیؓ اور میرے بھائی حسنؓ اور چچا زاد بھائی مسلم سے تم یہی سلوک کر چکے ہو بے وقوف اور احمق ہے وہ آدمی جو تمہاری بات پر دھوکہ کھائے۔"

(ناسخ التواریخ صفحہ ۱۸۰)

○ سیدنا حسینؓ نے کوفیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"اے لوگو (اہل کوفہ) تم تباہ و برباد ہو جاؤ تم نے آتش شر و فساد کو بھڑکایا۔ عدل و انصاف چھوڑ کر دشمنوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے دوستوں سے مکر و فریب کرنے پر متفق ہو گئے۔ مردار دنیا کی طمع میں آ گئے حالانکہ ہم نے کوئی نامناسب کام نہیں کیا اور نہ غلط مشورہ دیا تم نے

ہم سے نفرت کرلی اور ہماری امداد سے کنارہ کش ہو گئے۔ اور ہمارے مقابلے میں فوج لے آئے۔"

(ناسخ التواریخ صفحہ ۱۹۳)

○ حضرت سیدنا حسینؓ نے نہایت کبیدہ خاطر ہو کر کوفیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا

"تم پر اور تمہارے ارادے پر لعنت ہو۔ اے بے وفایان جفا کار تم نے ہنگامہ اضطراب و انتظار میں ہمیں اپنی مدد کے لیئے بلایا جب میں تمہاری درخواست قبول کر کے تمہاری نصرت و مدد کے لیے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی اور اپنے دشمنوں کی تم نے مدد کی۔ اور دوستوں سے کنارہ کش ہو گئے۔ اے گمراہان امت۔ پیروان شیطان ہلاک کنندگان اولاد و عزت اوصیائے پیغمبران۔ تم پر لعنت ہو کہ فرزندان پیغمبر کو کافروں کی خاطر قتل کرتے ہو۔"

(جلاء العیون)

○ ایک اور حوالہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب ناسخ التواریخ صفحہ ۲۲۵ سے ہمارے موقف کی تائید کر رہا ہے کہ حضرت سیدنا حسینؓ نے کربلا کے میدان میں اپنے مقابل آنے والی فوج کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

وَيْلَكُمْ يَا أَهْلَ الْكُوفَةِ أَنَسِيتُمْ كُتُبَكُمْ وَعُهُودَكُمْ الَّتِي أَعْطَيْتُمُوهَا وَأَشْهَدْتُمُ اللهَ عَلَيْهَا وَيْلَكُمْ أَدَعَوْتُمْ ذُرِّيَّةَ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّكُمْ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ دُونَهُمْ حَتَّى إِذَا أَتَوْكُمْ أَسْلَمْتُمُوهَا إِلَى

www.pdfbooksfree.pk

ابن زیاد منعتموها عن ماء الفرات بئس ما خلفتم نبیکم فی ذریته مالکم لا سقاکم اللہ یوم القیامۃ

اے کوفیو! افسوس ہے تم پر کیا تم اپنے اُن خطوط اور وعدوں کو فراموش کر چکے ہو جو تم نے اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر تحریر کیے تھے کہ اہل بیت آئیں تو ہم اُن کے لیے اپنی جانیں بھی قربان کریں گے پھر جب تمہاری دعوت پر ہم آ گئے تو تم نے ہمیں ابن زیاد کے حوالے کر دیا اور تم نے ہم پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ واقعی تم لوگ رسول اکرم کے دشمن ہو جو اُن کی اولاد سے یہ سلوک کیا۔ اللہ تمہیں قیامت کے دن سیراب نہ کرے۔

○ بقول شیعہ جب فرزند حسینؓ جناب علی اکبر میدانِ کربلا میں لڑنے کے لیے جانے لگے تو سیدنا حسینؓ نے فرمایا

فانھم دعونا لینصرونا ثم عدوا علینا یقاتلوننا

ان ہی لوگوں نے مجھے دعوت کر بلایا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے پھر جب ہم آئے تو انہوں نے ہم سے دشمنی کی اور جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۱۱)

قارئین کرام! حضرت سیدنا حسینؓ کے ان خطبات اور ارشادات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت حسینؓ کو خط لکھ کر بلانے والے کوفے کے شیعہ تھے اور انہوں نے عہد کیا تھا کہ آپ کے لیے جان کی اور مال کی قربانی دیں گے۔

۲۔ جن بدبختوں نے ہزاروں خطوط لکھ کر بلایا اُن ہی نے حسینی قافلہ پر پانی بند کیا اور اگر فرض کریں کہ پانی بند ہوا ہے تو اس کے مرتکب بھی یہی ہیں۔

۳۔ یہی شیعان کوفہ حضرت حسینؓ کے مقابلے میں آئے اور انہیں شہید کیا اور سیدنا حسینؓ کی بددعاؤں کے مصداق ٹھہرے۔

حضرت علی بن حسینؓ کا بیان

○ اہل تشیع کے چوتھے امام معصوم حضرت علی بن حسینؓ (المعروف بہ زین العابدینؒ) کا ارشاد بھی سنیے اور یہ بات ذہن میں رکھیے کہ یہ کربلا کے حادثہ فاجعہ کے عینی شاہد اور گواہ ہیں۔ یہ حضرت حسینؓ اور اُن کے ساتھیوں کے قاتلوں کی نشاندہی کس طرح کرتے ہیں؟

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۶ میں ہے

لما اتی علی بن حسین زین العابدین بالنسوۃ من کربلا وکان مریضا واذا نساء اهل الکوفه ینتدبن مشققات الجیوب والرجال معهن یبکون فقال زین العابدین بصوت ضئیل وقد نهکته العلة ان هؤلاء یبکون فمن قتلنا غیرهم۔

جب بیمار زین العابدین اپنی مستورات کے ساتھ کربلا سے چلے تو کوفہ کی عورتیں اپنے گریبان چاک کر کے ماتم اور بین کرنے لگیں اور کوفے کے مرد بھی اُن کے ساتھ رونے لگے یہ منظر دیکھ کر حضرت زین العابدین

www.pdfbooksfree.pk

نے فرمایا یہ کوفہ کے لوگ روتے ہیں مگر ان کے سوا ہم کو قتل کس نے کیا؟

○ حضرت زین العابدینؒ کا ایک اور ارشاد بھی سنیئے

ایها الناس انا شدکم باالله هل تعلمون انکم کتبتم الی ابی وخدعتموه واعطیتموه من انفسکم العهد والمیثاق والبیعة وقاتلتموه وخذلتموه فتبا لکم ما قدمتم لانفسکم وسوءة لرأیکم بایة عین تنظرون الی رسول الله صلی الله علیه وسلم اذ یقول لکم قتلتم عترتی وانتهکتم حرمتی فلستم من امتی. فارتفعت الاصوات الناس بالبکاء ویدعوا بعضهم بعضا هلکتم وما تعلمون۔

اے لوگو! میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے میرے والد کو خط لکھے اور اُن کو فریب دیا۔ اُن کو پختہ عہد و پیمان بیعت کا دیا پھر تم نے اُن سے لڑائی کی اور رُسوا کیا۔ ہلاکت ہو تمہارے لیے، تم کس آنکھ سے آنحضرتؐ کو دیکھو گے جب وہ فرمائیں گے تم نے میری اولاد کو قتل کیا اور میری بے حُرمتی کی تم میری اُمت میں سے نہیں ہو۔

پھر ہجوم میں سے رونے کی آواز بلند ہوئی اور وہ ایک دوسرے کو بددُعا دینے لگے اور کہنے لگے کہ تم تباہ و برباد ہو گئے۔

(گویا کوفیوں نے خود بھی قتل حسینؓ کا اعتراف کر لیا۔) (احتجاج طبرسی ۱۵۹)

○ واقعہ کربلا کے بعد جب لُٹا پٹا حسینی قافلہ کوفہ میں داخل ہوا تو اہل کوفہ آہ و زاری کرنے لگے اور ان میں سے بہت سے لوگ اپنے کپڑے پھاڑ کر آنسو بہاتے تھے۔ حضرت زین العابدینؒ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا

أتنوحون وتبكون لاجلنا فمن قتلنا

کیا تم ہم پر روتے اور نوحہ کرتے ہو تو پھر ہمیں تمہارے علاوہ اور کس نے قتل کیا؟ (ناسخ التواریخ صفحہ نمبر ۱۶۳ جلد ۶)

○ حضرت زین العابدینؒ کا ایک خطبہ جو انہوں نے کوفیوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا، اسے شیعہ مذہب کے معتبر عالم ملا باقر مجلسی کی زبانی سنیئے۔ فرمایا اے کوفیو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ میرے پدر بزرگوار کو تم نے خطوط لکھے اور اُن کو فریب دیا اور اُن سے عہد و پیمان کیا اور اُن سے بیعت کی۔ آخر کار تم نے اُن سے جنگ کی۔ دشمن کو اُن پر مسلط کیا پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی؟ (جلاء العیون)

قارئینِ گرامی قدر! حضرت زین العابدینؒ کے خطبات اور ارشادات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہو گئے۔

۱. حضرت سیدنا حسینؓ کو کوفہ بلانے والے شیعان کوفہ تھے۔

۲. شیعوں نے اپنے امام سے فریب، دغابازی اور دھوکہ کیا۔

۳. ان بلانے والے شیعوں نے حضرت حسینؓ کو شہید کیا۔

۴. یہ قاتل شیعان کوفہ اُمت رسولؐ سے خارج ہیں۔

۵۔ حضرت حسینؓ کو بے دردی کے ساتھ شہید کرنے کے بعد ان کی عورتوں نے گریبان پھاڑے اور ماتم کی مجلسیں منعقد کیں۔

۶۔ خود کوفیوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ ہم سے یہ غلطی اور قصور ہوا ہے۔

یاد رہے کہ سیدنا حسینؓ اور زین العابدینؒ دونوں شیعہ کے نزدیک معصوم امام ہیں اور ہر ہر چیز کا علم بھی رکھتے ہیں۔ کائنات کی کوئی شے ان سے پوشیدہ نہیں لہٰذا جب ان دو معصوم اماموں کی نشاندہی کے بعد بھی اگر کوئی شخص قتلِ حسینؓ کا ذمہ دار شیعانِ کوفہ کے سوا کسی اور کو سمجھتا ہے تو وہ درپردہ ان دونوں اماموں پر تبرا کرتا ہے کہ وہ غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور ہم اہلِ سنت اس تصور سے بھی ہزار بار پناہ مانگتے ہیں کہ خانوادۂ علیؓ کا کوئی فرد غلط بیانی سے بھی کام لے سکتا ہے بلکہ یہ دونوں امام پورے وثوق اور یقین کے ساتھ حالات کو دیکھ کر حتمی فیصلہ کر رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ فریب، غداری، دغابازی اور دھوکہ کرنے والے شیعانِ کوفہ ہیں اور ہمارے قاتل بھی یہی لعنتی ہیں۔

حضرت زینبؓ بنتِ علیؓ کا بیان،

واقعۂ کربلا کی عینی گواہ سیدنا حسینؓ کی ہمشیرہ اور ہم سفر حضرت زینبؓ بنتِ علیؓ سے پوچھتے ہیں کہ اس حادثۂ فاجعہ کا ذمہ دار کون ہے؟ اور آپ کے بھائی اور قافلے کے دیگر افراد کا قاتل کون ہے؟

○ جب حادثۂ کربلا کے بعد حسینی قافلہ کوفہ پہنچا تو کوفے کے مردوں اور عورتوں نے رونا پیٹنا اور ماتم کرنا شروع کر دیا۔ اس موقع پر حضرت زینبؓ نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ

کی حمد و ثناء اور آنحضرتؐ پر درود و سلام کے بعد فرمایا

يَا أَهْلَ الْكُوفَة يَا أَهْلَ الْخَتْلِ وَالْغَدْرِ وَالْخَذْلِ الأَبْلَسِ فَقَدَّمَتْ لَكُم أَنْفُسُكُم أن سخط الله عليكم وفي العذاب انتم خالدون تبكون اي والله فابكوا فانكم احق بالبكاء فابكوا كثيراً واضحكوا قليلاً ماذا تقولون ان قال النبي صلى الله عليه وسلم لكم ماذا فعلتم و انتم آخر الامم باهل بيتي

اے کوفیو! ظالمو، غدارو، رسوا کرنے والو بہت برا ہے جو تم نے آگے بھیجا ہے کہ اللہ تم پر ناراض ہوا۔ اور تم ہمیشہ عذاب میں مبتلا ہو کر رہتے رہو۔ ہاں اللہ کی قسم تم روتے رہو کیونکہ تمہیں رونا ہی زیب دیتا ہے۔ خوب روؤ اور کم ہنسو۔ کل میدانِ حشر میں اپنے پیغمبرؐ کو کیا جواب دو گے۔ جب وہ پوچھیں گے کہ تم آخری امت ہو تم نے میرے بعد میرے اہلِ بیت اور میری اولاد سے کیا سلوک کیا بعض کو قیدی بنایا اور بعض کا خون بہایا۔" (الخبار ماتم)

○ حضرت زینبؓ کے اسی خطبہ کا ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں ان الفاظ کے ساتھ کیا۔

"اے اہلِ کوفہ! اے اہلِ غدر و مکر و حیلہ تم ہم پر گریہ اور نالہ (زاری) کرتے ہو۔ حالانکہ خود تم نے ہمیں قتل کیا ہے۔ ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا بند نہیں ہوا اور تمہارے ستم سے ہماری فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا۔ تم نے اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ بہت خراب بھیجا ہے لعد

www.pdfbooksfree.pk

اور اپنے آپ کو ابدالآباد جہنم کا سزاوار بنایا ہے۔ تم ہم پر گریہ و زاری کرتے ہو حالانکہ تم خود ہی ہمارے قاتل ہو۔ تمہارے ہاتھ قطع کیے جائیں۔
اے اہل کوفہ تم پر لعنت ہو۔ تم نے جگر گوشہ رسولؐ کو قتل کیا اور مخدرات اہل بیت کو بے پردہ کیا کس قدر فرزند رسولؐ کی تم نے خون ریزی کی اور حرمت کو ضائع کیا!

قارئین کرام! حضرت زینب کے ارشادات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے

۱۔ حضرت حسینؓ کو اہل کوفہ نے مکر و فریب سے دعوت دے کر بلایا اور پھر بے دردی سے قتل کر دیا۔

۲۔ پردہ دار مستورات کو بے پردہ کرنے والے لعنتی اور شیطان بھی یہی کوفی تھے۔

۳۔ یہ سب کاروائی کرنے کے بعد ماتم کی مجلس بھی سب سے پہلے ان ہی قاتلوں نے منعقد کی۔

۴۔ حضرت زینب نے قاتلان حسینؓ کو بددعا دیتے ہوئے فرمایا ہمیشہ پیٹتے رہو۔ آج محرم الحرام میں اس بددعا کے اثرات دیکھے جا سکتے ہیں۔

حضرت فاطمہ بنت حسینؓ کا بیان

○ حضرت حسینؓ کی لخت جگر اور نور نظر، واقعہ کربلا کی چشم دید گواہ حضرت فاطمہ بنت حسینؓ کا ارشاد بھی سن لیجئے کہ وہ اپنے والد محترم کا قاتل کس کو گردانتی ہیں

"یا اہل الکوفہ۔ یا اہل المکر والغدر والخیلاء فکذبتمونا

وکفرتمونا ورایتم قتالنا حلالا واموالنا نہبا کانا اولاد الترک او کابل کما قتلتم جدنا بالامس وسیوفکم یقطر من دمائنا اہل البیت"

اے کوفیو! دھوکے بازو۔ مکارو تم نے ہمیں جھٹلایا اور ہماری ناشکری کی۔ ہمارے قتل کو حلال سمجھا اور ہمارا مال تم نے مال غنیمت سمجھ کر لوٹ لیے گویا کہ ہم ترکوں یا کابل کی نسل سے تھے۔ جس طرح تم نے کل ہمارے دادا سیدنا علیؓ کو قتل کیا تھا۔ تمہاری تلواروں سے ہمارا خون ٹپک رہا ہے" (احتجاج طبرسی صفحہ [illegible])

حضرت ام کلثوم بنت علیؓ کا بیان

حضرت علی المرتضیٰؓ کی لخت جگر سیدنا حسینؓ کی ہمشیرہ کا ایک بیان پڑھیے

یا اہل الکوفہ سوءۃ لکم مالکم خذلتم حسینا وقتلتموہ وانتہبتم اموالہ وورثتموہ وسبیتم نساءہ ونکبتموہ فتبا لکم وسحقا وویلکم۔ اتدرون ای دواہ وای وزر علی ظہورکم وای اموال انتہبتموہا وقتلتم خیر رجالات بعد النبی ونزعت الرحمۃ من قلوبکم الا ان حزب اللہ ہم الفائزون وحزب الشیطان ہم الخاسرون۔

اے کوفیو! تمہارا برا ہو تمہیں کیا ہوا کہ تم نے حسینؓ کو دھوکہ دیا اور تم نے حسینؓ کو قتل کیا۔ اس کا مال لوٹا۔ خواتین کو قیدی بنا لیا۔ اب

www.pdfbooksfree.pk

تم روتے ہو تم برباد ہو جاؤ۔ کیا تم کو علم ہے تم نے کس کو قتل کیا اور تم نے کس کا خون بہایا۔ گناہ کا کتنا بوجھ اپنی پیٹھوں پر لادا اور کس کا مال لوٹا۔ تم نے آنحضرتؐ کے بہترین افراد کو قتل کیا۔ تمہارے دل سے رحم اٹھ گیا۔ کان کھول کر سن لو۔ اللہ تعالیٰ کا لشکر ہی کامیاب ہے۔ اور شیطان کا گروہ ہمیشہ نقصان میں رہے گا۔"

(تاریخ التواریخ صفحہ نمبر ۲۰۱)

○ حضرت اُم کلثوم بنت علی کا ایک اور بیان ملاحظہ فرمایئے

جب کوفی عورتیں روتی ہوئی اور سینہ کوبی کرتی ہوئی حسینی قافلہ کے پاس آئیں تو اُم کلثوم نے فرمایا۔

"یا اھل الکوفہ تقتلنا رجالکم وتبکینا نساء کم الحاکم بیننا وبینکم اللہ یوم فصل القضاء

اے کوفیو! تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر روتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا۔"

قارئین گرامی! حضرت فاطمہ بنت حسین اور اُم کلثوم بنت علی کے ارشادات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت حسینؓ کو فریب دے کر بلانے والے شیعان کوفہ ہی قاتل حسینؓ تھے

۲۔ فاطمہ بنت حسین کے ارشاد کے مطابق حضرت علیؓ کے قاتل بھی شیعان کوفہ تھے

۳۔ اہل بیت کا مال لوٹنے والے اور اُسے مال غنیمت سمجھنے والے بھی شیعان کوفہ تھے

۴۔ ان بدترین افعال کے بعد ماتم کی مجلس قائم کرنے والے۔ رونے پیٹنے والے اور ماتم کرنے والے بھی شیعان کوفہ تھے۔

○ خاندانِ علیؓ کا ایک اور اہم فرد حضرت محمد باقرؒ کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمایئے یہ اگرچہ واقعہ کربلا کے چشم دید گواہ نہیں لیکن انہوں نے لازماً اپنے والد گرامی حضرت علی بن حسینؓ (زین العابدین) سے کربلا کے اصل اور صحیح واقعات سنے ہونگے۔ ارشاد فرماتے ہیں۔

"کوفیوں نے جب امیر المومنین (علیؓ) سے بیعت کی پھر اُن سے بیعت توڑ دی اور اُن پر شمشیر کھینچی اور اُن کو شہید کر دیا پھر اُن کے فرزند حضرت حسنؓ سے بیعت کی اور بیعت کرنے کے بعد اُن سے دھوکا، مکر اور فریب کیا اور ارادہ کیا کہ اُن کو دشمن کے حوالے کر دیں۔ اہل عراق (کوفی) سامنے آئے اور خنجر اُنکے پہلو میں مارا اور خیمہ اُن کا لوٹ لیا حتیٰ انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی اور اپنے اہل بیت کے خون کی حفاظت کی پھر ہزار مرد عراقی نے حضرت حسینؓ کی بیعت کی اور جنہوں نے بیعت کی خود انہوں نے شمشیر امام حسینؓ پر چلائی اور ابھی بیعت امام حسینؓ اُن کی گردنوں میں تھی کہ امام حسینؓ کو شہید کر دیا"

(جلاء العیون صفحہ ۳۲۶)

قارئین گرامی! میدان کربلا میں موجود اور قافلہ حسینی میں شریک خانوادہ علی المرتضیٰ کے تمام افراد نے قتل حسینؓ کی فرد جرم اُن کوفیوں پر عائد کی ہے جنہوں نے ہزاروں خط لکھ کر حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے کی دعوت دی تھی جب وہ تشریف لائے تو غداری

www.pdfbooksfree.pk

کے مرتکب ہوئے۔ حسینی قافلہ پر ظلم و تشدد کیا، مردوں کو بے دردی سے قتل کر کے شہید کیا، خطوط جلانے کے لیے خیموں کو آگ لگا دی مستورات کی بے حرمتی کی۔ اور جو تفصیل سے بیان کر آئے ہیں کو سیدنا حسینؓ کو دعوت دینے والے شیعان کوفہ تھے۔

خانوادہ علیؓ کی نشاندہی کے بعد بھی جو بدبخت شخص شیعوں کے سوا کسی اور کو اس واقعہ کا مجرم ثابت کرنا چاہتا ہے یا کسی اور کو مجرم سمجھتا ہے تو اسے ان پاکباز اور سچے لوگوں کی زبان پر اعتماد نہیں ہے اور وہ ان پاکیزہ صفت ہستیوں کا دشمن اور گستاخ ہے۔

شیعوں کا اعتراف جرم

واقعہ کربلا کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے یہ آپ خانوادہ علیؓ کے افراد کی زبانی پڑھ چکے ہیں۔ آیئے ہم آپ کو اس مقدمہ کی تفتیش میں ایک ٹھوس ثبوت فراہم کرتے ہیں اور وہ ہے خود شیعوں کا اقرار کہ قتل حسینؓ کا سنگین جرم ہم سے سرزد ہوا ہے اور مجرم کے اقرار جرم کے بعد مزید کسی گواہی اور ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

○ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب مجالس المومنین صفحہ ۲۴۱ میں قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہیں کہ شیعان کوفہ واقعہ کربلا کے بعد مل بیٹھے اور افسوس کرنے لگے کہ دنیا و آخرت کا خسارا ہم کو حاصل ہوا کہ ہم نے حضرت حسینؓ کو بلایا اور پھر تلوار ان پر کھینچی ہماری غداری سے یہ تمام مصیبت قافلہ حسینی کو پہنچی پھر کہنے لگے۔

"اکنوں از اعمال سیئہ خویش نادم گشتہ می خواہیم کہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم شاید خداوند عزوجل توبہ ما را قبول کردہ بر ما رحمت کند و ہر کس ازاں جماعت کہ بہ کربلا رفتہ بودند و غدری کردہ

سلیمان بن صرد گفت ہیچ چارہ نمی دانم جز آنکہ خود را در معرض تیغ آوریم چنانچہ انبیاے بنی اسرائیل تیغ در یکدیگر نہادند قال اللہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم الآیہ و مجموع شیعہ زانوے استغفار در آمدہ"

اب ہم اپنی بدکرداریوں پر شرمسار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرنا چاہتے ہیں شاید وہ رحمت فرماتے ہوئے ہماری توبہ قبول فرمائے اور اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا میں گئے تھے سب عذر کرنے لگے۔ سلیمان بن صرد نے کہا سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم تلواریں ہاتھ میں لے کر ایک دوسرے کو قتل کریں جس طرح بنی اسرائیل نے کیا تھا اور ان کی توبہ قبول ہوئی تھی یہ کہہ کر تمام شیعہ توبہ کرتے ہوئے زانو کے بل گر پڑے۔ ع

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

شعر: ارمانوں سے جس نے مجھے قتل کیا،
قتل کے بعد کوئی دیکھے ندامت ان کی

اس روایت سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کے قاتل کوفہ کے شیعہ تھے اور ان شیعوں نے خود اقرار جرم کر لیا ہے اور یہ سلیمان بن صرد شیعان کوفہ کا سرغنہ ہے، حضرت حسینؓ کو کوفہ دعوت دینے کے لیے پہلا اجلاس اسی کے گھر منعقد ہوا تھا۔ ان واضح اور ٹھوس ثبوت اور حقائق کے بعد

www.pdfbooksfree.pk

بھی اگر کوئی شخص شیعوں کے علاوہ کسی اور کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے تو وہ عقل و خرد کی دولت سے تو محروم ہے ہی امانت و دیانت سے بھی تہی دامن ہے

شیعانِ عالم کو ہمارا چیلنج

حضرت سیدنا حسینؓ حضرت علی بن حسین (زین العابدین) حضرت زینب بنت علیؓ حضرت ام کلثوم بنت علیؓ حضرت فاطمہ بنت حسینؓ اور حضرت محمد باقر کے واضح ارشادات اور نشاندہی کی روشنی میں اور شیعانِ کوفہ کے اقرارِ جرم کو مدِنظر رکھ کر ہمارا سو فیصد یقین ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ حادثہ کربلا کے ذمہ دار شیعانِ کوفہ تھے حسینی قافلہ کے خیمے لوٹنے والے۔ آگ لگانے والے اور قتل کرنے والے شیعہ تھے

اگر کسی شیعہ کو ہمارے اس دعویٰ پر اعتراض ہے تو وہ جہاں چاہے ہم سے مناظرہ اور گفتگو کرے۔ اور اگر وہ مباہلہ کرنا چاہیں تو ہم ہر جگہ مباہلہ کرنے کے لیے بھی تیار ہیں تاکہ فیصلہ ہو جائے اور دُنیا پر یہ بات ظاہر اور واضح ہو جائے کہ عاشقانِ حسینؓ کون ہیں؟ اور دشمنانِ حسینؓ کون ہیں؟ قاتلانِ حسینؓ کون تھے؟ اور حسینی قافلہ کے محافظ کون تھے؟ اس واقعہ کے ذمہ دار کون تھے؟ اور اس واقعہ پر افسوس کرنے والے کون تھے؟

ہاں آج بازاروں میں شرپسندی اور فرقہ واریت پھیلانے کے لیے ماتمِ حسینؓ کر لینا اور ماتم کرتے ہوئے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ حسینؓ کے قتل کی سازش سقیفہ بنی ساعدہ میں تیار ہوئی۔ لوگوں کو رُلا کر اپنی فیس کھری کرتے ہوئے یہ کہہ دینا آسان ہے کہ یہ سب کچھ یزید کی فوج نے یزید کے حکم سے کیا اور کربلا کے واقعہ کی تمام تر ذمہ داری

یزید پر عائد ہوتی ہے لیکن اس طرح حقائق چھپ نہیں سکتے۔ رونے پیٹنے اور ماتم کرنے سے جرم پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ ہائے حسین ہائے حسین کے نعرے لگانے سے غداری کے داغ دُھل نہیں سکتے۔ کبھی زنجیروں اور چھریوں کے عذاب سے نکل کر اپنے مذہب کی کتابوں کا مطالعہ بھی فرمایئے کہ خاندانِ علی المرتضیٰؓ کے افراد قتلِ حسینؓ کا قاتل کسے ٹھہراتے ہیں۔

ذرا خلاصۃ المصائب صفحہ نمبر ۲۰۱ دیکھئے تحریر کرتے ہیں

لیس فیھم شامیؓ ولا حجازی بل جمیعھم من اھل الکوفہ

کہ حضرت حسینؓ کے قاتلوں میں کوئی شامی اور حجازی شامل نہیں تھا بلکہ وہ سب کوفی تھے!

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب مروج الذہب مسعودی صفحہ ۹۰ جلد ۳ میں ہے کہ حضرت حسینؓ کے قتل کے موقع پر جو فوجیں موجود تھیں اور جنہوں نے آپ سے جنگ کی اور آپ کو قتل کیا وہ سب کے سب خالص کوفہ کے رہنے والے تھے۔ اُن میں کوئی شامی شخص شامل نہیں تھا۔

ان حوالہ جات کے بعد تو آنکھیں کھل جانی چاہییں کہ قتلِ حسینؓ کے جرم میں، خیموں کو آگ لگانے کے کردار میں۔ خیمے لوٹ کر ظلم ڈھانے میں۔ معصوم بچوں کو ذبح کرنے کے جرم میں نہ یزید ملوث ہے نہ ابنِ سعد۔ اس میں نہ شمر کا ہاتھ ہے نہ ابنِ زیاد کا نہ کسی شامی کا نہ حجازی کا نہ مصری کا بلکہ قتلِ حسینؓ کی تمام تر ذمہ داری کوفیوں پر ہے اور ہم شیعہ کتب سے ثابت کر چکے ہیں کہ کوفہ کے رہنے والے شیعہ تھے۔

www.pdfbooksfree.pk

کیا یزید قاتلِ حسینؓ ہے؟

دنیا میں آج تک جتنے جھوٹ واقعۂ کربلا کے سلسلہ میں بولے گئے اور مسلسل بولے جا رہے ہیں ان کا عشر عشیر بھی کسی اور واقعہ میں نہیں پایا جاتا۔ طرح طرح کی داستانیں گھڑی گئیں۔ نوع بہ نوع شوشے چھوڑے گئے۔ کذب و افتراء کے طوفان باندھے گئے۔ یہودی صفت اور شیعہ راویوں پر اندھا دھند اعتماد کر کے اچھے خاصے اہل سنت کذب و افتراء کی حدیں پھلانگتے چلے گئے اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حسینی قافلہ پر یکبارگی حملہ کر کے قتل کرنے والے اور خیموں کو آگ لگانے والے بدطینت شیعان کوفہ نہ صرف یہ کہ الزام سے صاف بچ نکلے بلکہ وہ آج تک حبِ حسینؓ کے لبادے اور ماتمِ حسینؓ کے روپ میں کامیاب ہیں اور کمال ہوشیاری سے اس حادثۂ فاجعہ کی تمام تر ذمہ داری یزید کے سر ڈال دی گئی ہے اور یہ سیاہی اس کے منہ پر مل دی گئی ہے اور پھر مسلسل پروپیگنڈے اور جھوٹ نے اس کو حقیقت کا رنگ دے دیا ہے اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے کہ آج قتلِ حسینؓ کے جرم میں اصل مجرموں کو جانتا تک کوئی نہیں اور یزید بے چارہ جو دمشق بیٹھا ہوا تھا مجرم بنا دیا گیا۔

آیئے! جھوٹ کے پروپیگنڈے سے نکل کر حقائق کی روشنی میں دیکھتے اور پرکھتے ہیں کہ کیا یزید قتلِ حسینؓ میں کسی طرح ملوث تھا؟ کیا اس نے قتلِ حسینؓ کا حکم دیا تھا؟ کیا وہ قتلِ حسینؓ پر راضی تھا؟ کیا اس نے خاندانِ علیؓ کی بے حرمتی کی تھی؟ اور کیا اس دور کے سنی مسلمان نے یزید کو قاتلِ حسینؓ سمجھا یا گردانا؟ کیا حادثۂ کربلا میں بچ جانے

والے زین العابدینؒ اور مستورات نے یزید کو قتلِ حسینؓ کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا؟

آیئے! کتبِ شیعہ و اہل سنت سے ان سوالوں کا جواب پوچھتے ہیں۔ کیا شیعہ اور اہل سنت کے علماء اور مجتہد اور ان کی معتبر ترین کتب یزید کو اس واقعہ کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں یا نہیں؟

○ علامہ خمینی کے معتمد علیہ مجتہد ملا باقر مجلسی اپنی تصنیف جلاء العیون صفحہ نمبر ۲۲۲ - ۲۵۱ جلد میں تحریر کرتے ہیں:

جب سر مبارک حضرت حسینؓ کا یزید کے دربار میں پہنچا اور اہلبیت اس کے محل میں داخل ہوئے تو عورات آل ابی سفیان نے اپنے زیورات اُتار دیئے اور لباس ماتم پہن کر آوازِ نوحہ و زاری بلند کی اور تین دن ماتم رہا۔ یزید کی بیوی بغیر پردہ کے گھر سے باہر دربار میں گئی یزید نے اُٹھ کر کپڑا اُس کے سر پر دیا اور کہا گھر میں چلی جا اور حسینؓ پر نوحہ و زاری کر۔ ابن زیاد نے جلدی کی ہے۔ میں حسینؓ کے قتل پر راضی نہیں تھا۔

○ اسی طرح تاریخ طبری صفحہ ۲۸۵ جلد نمبر ۴ میں ایک روایت ہے کہ ایک شخص نے یزید کے دربار میں آکر اطلاع دی کہ ہم نے حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کو گھیر کر قتل کر دیا ہے اور اب اُن کی لاشیں برہنہ پڑی ہیں اُن کے کپڑے خون آلود ہیں۔ یہ سن کر یزید آبدیدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں تم سے اُس وقت خوش ہوتا جب تم نے حسینؓ کو قتل نہ کیا ہوتا۔ خدا لعنت کرے پسر سمیہ پر۔ اللہ کی قسم اگر حسینؓ کا معاملہ میرے

www.pdfbooksfree.pk

اگر پتا تو میں ان کو معاف کر دیتا۔ خدا حسینؓ پر رحمت فرمائے!

○ تاریخ طبری صفحہ ۲۰۸ جلد ۴ اور خلاصۃ المصائب صفحہ نمبر ۳۰۵ کی ایک اور روایت پڑھیے۔

جب اہل بیت کا قافلہ مدینہ روانہ ہونے لگا تو یزید نے زین العابدینؓ سے کہا خدا ابن مرجانہ پر لعنت کرے۔ اللہ کی قسم اگر حسینؓ میرے پاس آتے تو وہ جو چاہتے میں وہی کرتا۔ ان کو قتل ہونے سے جس طرح بن پڑتا بچا لیتا چاہے مجھے اولاد کی قربانی دینی پڑتی لیکن خدا کو یہی منظور تھا جو تم نے دیکھا۔ اے زین العابدین جس چیز کی تم کو ضرورت ہو مجھے اطلاع کرنا پھر یزید نے خاندان علیؓ کے تمام لوگوں کو کپڑے دیئے"

○ طبری کی اس روایت کو علامہ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ صفحہ ۲۰۸ جلد ۸ میں ذکر فرمایا ہے اور یہ الفاظ بھی زیادہ کیے ہیں کہ

"جب حضرت حسینؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم اگر میں آپ کے ساتھ ہوتا تو میں آپ کو قتل نہ کرتا!

○ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۶۲ کا ایک حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت زین العابدینؓ نے ایک شخص یزید بن معاویہ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے میرے والد گرامی سیدنا حسینؓ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا تھا تو یزید نے جواب دیا

لعن الله ابن مرجانة فوالله ما امرته بقتل ابيك ولو كنت متوليا لعاله ما قتلته

اللہ ابن مرجانہ پر لعنت کرے اللہ کی قسم میں نے اسے آپ کے والد کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور اگر میں کربلا میں موجود ہوتا تو ان کو قتل نہ کرتا!

○ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۰۴ میں ہے کہ

جب شمر نے حضرت حسینؓ کا سر مبارک یزید کے دربار میں پیش کیا اور کہا

املاء رکابی فضۃ و ذھبا۔ قتلت خیر الخلق ابا و اما

میری جھولی سونے اور چاندی سے بھر دے کہ میں نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مخلوق میں بہترین تھا!

فغضب یزید ونظر الیہ نظراً شدیداً وقال ملاء الله رکابک ناراً ویل لک اذا علمت انہ خیر الخلق فلم قتلتہ اخرج بین یدی لاجائزۃ لک عندی

پس یزید نے انتہائی غصہ اور غضب سے شمر کی طرف دیکھا اور کہا اللہ تیری جھولی آگ سے بھر دے اور ہلاکت تیرے لیے مقدر ہو جب تجھے علم تھا کہ یہ تمام مخلوق سے بہتر ہے تو پھر تو نے اسے کیوں قتل کیا؟ میرے دربار سے نکل جا تیرے لیے کوئی انعام نہیں ہے!

○ خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۹۳ کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے۔

تباہ حال حسینی قافلہ جب دمشق پہنچا تو یہ منظر دیکھ کر یزید رو پڑا وہ رومال سے اپنے آنسو پونچھتا جاتا تھا۔ اس نے تمام قافلے کو اپنے گھر بھیج دیا جب یہ قافلہ یزید کے محل میں پہنچا تو گریہ وزاری بلند ہوئی!

www.pdfbooksfree.pk

○ ملا باقر مجلسی نے جلاء العیون میں تحریر کیا

"یزید نے زین العابدینؓ کا اکرام کیا۔ صبح شام ان کو شریک طعام کرتا اور جب تک زین العابدینؓ دسترخوان پر نہ آتے یزید کھانا نہ کھاتا۔"

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالیؒ کی رائے بھی سماعت فرمائیے۔ فرماتے ہیں

ویزید صحیح الاسلام وما صح قتلہ الحسین ولا امرہ ولا رضی بہ ومھما لا یصح ذلک فلا یجوز ان یظن ذلک بہ

"یزید صحیح العقیدہ مسلمان تھا اور یہ درست نہیں کہ اس نے حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم دیا تھا اور نہ ہی وہ قتل حسینؓ پر راضی تھا پس جب قتل اسے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا تو پھر اس کے ساتھ ایسی بدگمانی رکھنا جائز نہیں۔"

(وفیات الاعیان)

○ پھر امام غزالی فرماتے ہیں

ومن زعم ان یزید امر بقتل الحسین او رضی بہ فینبغی ان یعلم بہ غایۃ الحماقۃ

"جو شخص گمان رکھتا ہے کہ یزید نے قتل حسینؓ کا حکم دیا تھا یا اس پر رضامندی کا اظہار کیا تھا تو یہ جاننا چاہیے کہ یہ شخص پرلے درجے کا احمق ہے۔" (تاریخ ابن خلکان صفحہ ۴۶۵ جلد ۱)

قارئین کرام! ان حوالہ جات سے مندرجہ ذیل امور واضح ہوئے۔

۱۔ یزید نے قتل حسینؓ کا حکم نہیں دیا تھا۔

۲۔ یزید قتل حسینؓ پر راضی نہیں تھا بلکہ متاسف تھا۔

۳۔ قاتلوں پر ناراض ہوا اور ان کو دربار سے نکال دیا

۴۔ حسینی قافلہ کے افراد کو اپنے محلات میں جگہ دی۔

۵۔ حسینی قافلہ کو عزت و احترام سے رخصت کیا اور مال و متاع سے نوازا۔

۶۔ حضرت زین العابدینؓ یزید کے ساتھ شریک طعام ہوتے تھے۔

ان کھلے اور روشن دلائل کے بعد بھی اگر کوئی شخص شیعوں کے علاوہ قتل حسینؓ کا الزام یزید پر دھرتا ہے تو وہ بد باطن تعصب و عناد کا شکار ہے۔

مقام فکر ہے کہ اگر یزید واقعی قاتل حسینؓ ہوتا تو حضرت زین العابدینؓ اس کے ساتھ دسترخوان پر شریک طعام نہ ہوتے۔ کوئی غیرت مند اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ ہم نوالہ و ہم پیالہ نہیں ہوتا۔

اور اگر واقعی یزید قاتل حسینؓ ہوتا تو حضرت زین العابدینؓ اور خانوادہ علیؓ کے باقی افراد اس سے کپڑے اور دیگر مال وصول نہ کرتے۔ عزت دار گھرانے قاتلوں سے کپڑے اور تحفے وصول نہیں کیا کرتے۔

اور اگر یزید قاتل حسینؓ ہوتا تو سیدنا علیؓ کا غیرت مند پوتا ... اور حضرت حسینؓ کا لخت جگر زین العابدینؓ یہ کہہ کر یزید کی بیعت نہ کرتا کہ

اَنَا عَبْدٌ مُکْرَہٌ لَکَ اِنْ شِئْتَ فَامْسِکْ وَاِنْ شِئْتَ فَبِعْ

اے یزید میں تیرا ایک بندہ غلام ہوں تو اگر چاہے تو مجھے رکھ لے اور اگر چاہے تو مجھے فروخت کر دے۔ (فروع کافی)

ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید کا قتل حسینؓ میں ذرہ برابر بھی حصہ اور رضامندی شامل نہیں تھی۔ بلکہ یزید کا دامن قتل حسینؓ سے ایسے ہی صاف ہے جس طرح سیدنا علی المرتضیٰؓ کا دامن حضرت عثمانؓ کے قتل سے پاک ہے۔ یہ شرارت

www.pdfbooksfree.pk

عبداللہ بن عباسؓ بھی زندہ تھے۔ عشرہ مبشرہ میں شامل حضرت سیدنا زبیرؓ کے فرزند حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بھی مکہ میں رہائش پذیر تھے۔ خلیفہ راشد حضرت سیدنا علیؓ کے برادر زادے حضرت جعفر طیارؓ کے فرزند دلبند اور سیدنا حسینؓ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی حضرت عبداللہ بھی موجود تھے۔ اسی طرح ہزاروں عالم، لاکھوں عابد و زاہد اور مجاہد فی سبیل اللہ شخصیتیں موجود تھیں جن کی تلواریں کفار کو کاٹتے کاٹتے کبھی کند نہ ہوئیں۔ جو اسلام کی سربلندی کے لیے کبھی سر بکف ہوئے کبھی زرہ بکف عشق رسولؐ سے سرشار، محبت نبیؐ کا صرف دعویٰ ہی نہیں عملی ثبوت بھی پیش کرتے احقاق حق کے جذبے سے لبریز اور ابطال باطل کے لیے ہمہ تن تیار۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے کفر سے کبھی صلح نہیں کی اور اسلام سے کبھی بے وفائی نہیں کی۔ دین کی سربلندی اور حق کی سرفرازی کے لیے جان، مال، تن، من، دھن کی قربانی کا جذبہ رکھنے والے لوگ موجود تھے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی حادثہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو نہیں ٹھہرایا۔ کسی نے انتقام اور بدلے کا نعرہ نہیں لگایا۔ کسی نے یزید کی حکومت کو چیلنج نہیں کیا۔ عالم اسلام کے کسی کونے سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی اور کسی مسلمان نے بھی اس واقعہ کے بعد یزید کی بیعت نہیں توڑی۔

یزید دشمنی میں حد سے زیادہ آگے بڑھنے والو! کبھی خلوت میں بیٹھ کر غور کرو اور سوچو کہ اگر یزید واقعی واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہوتا تو یہ خیر القرون کے بہترین اور عشق رسولؐ سے سرشار لوگ سر بکف میدان میں آتے اور صدائے احتجاج بلند کرتے۔ یزید کی بیعت توڑ دیتے اور اس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے۔

ایک منٹ کے لیے فرض کیجئے اگر یہ واقعہ آج پیش آتا دنیا کا کوئی جابر سے جابر

حکمران خاندان علی المرتضیٰؓ کے ساتھ یہ شرمناک سلوک کرتا۔ ان پر پانی بند کر کے خیموں کو آگ لگا دیتا۔ رسول رحمتؐ کی نواسیوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیتا تو آج کا مسلمان جو ایمان و عمل اور جذبہ جہاد و قربانی میں اس دور کے مسلمانوں کا عشر عشیر بھی نہیں ہے اس واقعہ پر خاموش تماشائی بن کر گھر میں دبک کر بیٹھ جاتا؟ یا سر پر کفن باندھ کر اور جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں آتا اور اپنا سینہ گولیوں کے سامنے کھول دیتا۔ کٹ جاتا مگر اس واقعہ کی ذمہ دار حکومت کو اس کے انجام تک ضرور پہنچاتا۔

ہاں سوچنے کا مقام یہ ہے کہ آج کے گئے گزرے دور کا مسلمان تو اتنا غیرت مند ہو کہ حادثہ کربلا کی ذمہ دار حکومت کو ایک لحظہ کے لیے بھی برداشت نہ کرے اور خیر القرون کا مسلمان اتنا بھی غیرت مند نہیں تھا جتنا آج کے دور کا مسلمان ہے۔

تو اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ حادثہ کربلا کا ذمہ دار یزید کو ٹھہراتے ہیں وہ لاشعوری طور پر اس وقت کے اصحاب رسولؐ اور تابعین پر تبراء کا دروازہ کھول رہے ہیں کہ ان میں ایمان اور عشق رسولؐ کا جذبہ اور دینی غیرت اتنی بھی نہیں تھی جتنی ہم میں ہے۔ اہل سنت اس تصور سے بھی ہزار مرتبہ پناہ مانگتے ہیں۔

بلکہ اہل سنت یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ پوری امت کا ایمان مل کر بھی کسی صحابئ رسولؐ کے ایمان کا ہم وزن نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ ہم سے کہیں زیادہ ایمان کی حرارت رکھنے والے دین کی سربلندی و سرفرازی کے لیے قربانی کا جذبہ رکھنے والے عشق رسولؐ سے سرشار اور باطل قوتوں سے جہاد کا ولولہ رکھنے والے تھے۔ دینی غیرت ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ باطل حکومت کی بیعت کا تصور بھی ان سے ممکن نہیں مگر حادثہ کربلا پر یزید سے احتجاج نہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ اچھی طرح جانتے تھے کہ اس شرمناک حادثہ اور

www.pdfbooksfree.pk

خاندانِ علی کی دردناک شہادت کا وقت وارثِ یزید بن معاویہ ہرگز نہیں ہے بلکہ یزید کے وہ بدمعاش اور قماش ہیں جو اپنے آپ کو شیعانِ علی کہلاتے تھے اور ہزاروں خط لکھ کر سیدنا حسین کو دھوکے اور فریب سے کوفہ بلایا اور پھر انتہائی غداری اور کمینگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو شہید کر دیا اور اپنے نقوش ضائع کرنے کے لیے خیموں کو آگ لگا دی اور مستورات کی بے حرمتی کی۔

واقعۂ کربلا کا مختصر تجزیہ

واقعۂ کربلا کا تجزیہ اگر اس طرح کیا جائے تو یہی مناسب اور زیبا ہوگا کہ خیبر کے معرکہ میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے یہودی کرناگوں چنے چبوائے تھے اور جنگ اُن کے سینے پر دل کر فاتحِ خیبر کا اعزاز پایا تھا۔ یہودی اس جنگ کے بعد انتہائی ذلیل و خوار ہو گئے۔ چنانچہ البصری یہود کے ایک منافق نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو شیعانِ علی کہلانا شروع کیا اور درپردہ سیدنا علی کو شہید کر کے حضرت حسن کو زہر دے مار کر اور بعد میں ۶۱ھ میں کربلا کے میدان میں خاندانِ علی کو بے دردی سے ذبح کر کے در اصل خیبر کا بدلہ اور انتقام چکانے کی کوشش کی ہے۔ حادثۂ کربلا کی تمام تر ذمہ داری اُن یہودیوں پر ہے جو اپنے آپ کو شیعہ کہلاتے تھے اور پھر وہی سازشی یہودی آج تک مسلمانوں کو بیوقوف بناتے ہوئے ہیں اور مسلمان سادہ لوحی سے بیوقوف بن کر اصل قاتلوں کو محبانِ حسین اور عاشقانِ اہل بیت سمجھ رہے ہیں اور قتل کا تمام تر الزام اور ذمہ داری ڈال دی ہے یزید کے سر جس نے قتلِ حسین کا حکم دیا تھا اور نہ اس پر راضی تھا، بلکہ اس واقعہ پر تمام عمر متاسف رہا۔ کاش مسلمان یہودیوں کی اصلی چال کو سمجھ جائیں۔

محمد عطاء اللہ بندیالوی امیر تحریک خدام اہل سنت سرگودھا

www.pdfbooksfree.pk